TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222771

UNIVERSAL
LIBRARY

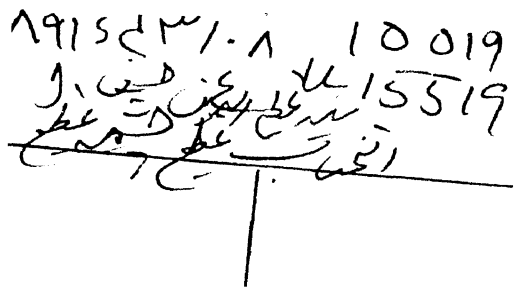

OUP—391—29-4-72—10,000.

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ١٩١٥٤٣١٨ Accession No. ١٠٠١٩

Author ١٥.٥١٩

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

موجودہ صدی کا نہایت نادر و نایاب تحفہ
اور ایسا نایاب تحفہ جس کی نظیر نہیں مل سکتی

اِنتخابِ عظیم

المعروف بہ

چشمۂ عظیم

۱۳۶۸ھ

علمی۔ ادبی۔ تاریخی۔ قومی۔ حکمت۔ موعظت۔ فلسفہ
تغزل۔ تصوف کا مجموعہ اور ایسا جامع کہ اساتذہ
کے صدہا دواوین کی اوراق گردانی سے
بے نیاز کر دیتا ہے

اول ۱۰۰۰
جملہ حقوق محفوظ ہیں
قیمت بیالیس روپے

جس کتاب پر مؤلف کی قلمی دستخط نہ ہو۔ مسروقہ متصور ہوگی (

Checked 1965

فہرست اسمائے شعراء

Checked 1965

نشان سلسلہ	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵
	تمہید			۱۳
	ردیف الف			
۱	شاہ نجم الدین عرف شاہ مبارک	آبرو	۶	۱۷
۲	محمد احسن	احسن	۱	۱۸
۳	سراج الدین علی خان	آرزو	۳	〃
۴	سید انشاء اللہ خان	انشاء	۳۱	〃
۵	خواجہ حیدر علیؓ	آتش	۷۳	۲۰
۶	مرزا مہدی علی خاں	آباد	۲۰	۲۳
۷	واجد علی شاہ اختر	اختر	۳	۲۴
۸	سید آغا حسن	امانت	۴۹	〃
۹	میر ببر علیؓ	انیس	۳۰	۲۷
۱۰	مرزا احسن علی	احسن	۲	۲۸
۱۱	میر شیر علی	افسوس	۳	〃
۱۲	نواب امیر خاں	امیر خاں	۱	۲۹
۱۳	محمد میر	اثر	۱	〃
۱۴	اوباش	اوباش	۲	〃
۱۵	ظفر علی	آزاد	۱	〃

نشان سلسلہ	نام	تخلص	تعداد اشعار	صفحہ
۱	۲	۳	۴	۵
۱۶	صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں	آزردہ	۲	۲۹
۱۷	اثیم	اثیم	۱	۳۰
۱۸	عبد الرحمن خاں	احسان	۵	۳۰
۱۹	(شمس العلماء) محمد حسین	آزاد	۴	〃
۲۰	خان بہادر جنگ تدبیر الدولہ مدبر الملک سید مظفر علی	اسیر	۵۰	۳۱
۲۱	ملک الشعراء منشی امیر احمد	امیر	۱۰۶	۳۳
۲۲	جلالت الملک نواب امیر محبوب علیخاں غفران مکان	آصف	۹	۳۸
۲۳	نواب مظفر یار جنگ	اشرف	۱	۳۹
۲۴	خان بہادر سید اکبر حسین	اکبر	۲۰۰	〃
۲۵	سر محمد اقبال	اقبال	۶۳	۴۸
۲۶	نواب اقبال یار جنگ	اقبال	۱	۵۱
۲۷	اصغر حسین گونڈوی	اصغر	۱۷	〃
۲۸	نواب اختر یار جنگ	اختر	۴	۵۲
۲۹	نواب اصغر یار جنگ	اصغر	۴	〃
۳۰	صدیق احمد	اثر	۴	۵۳
۳۱	مسٹر الگذنڈر رہیڈرلی	آزاد	۲	〃
۳۲	مسٹر جیکب ایرن	ایرن	۱	〃

۳۳	انور حسین لکھنوی	آرزو	۲۰	۵۳	۵۷	افسوں	افسوں	۲	۶۱
۳۴	الطاف احمد انصاری	آزاد	۶	۵۴	۵۸	اختر لکھنوی	اختر	۱	〃
۳۵	سید محمد حسین حیدر آبادی	آزاد	۱۳	۵۴	۵۹	اعجاز صدیقی	اعجاز	۱	〃
۳۶	سید احمد حسین 〃	امجد	۱۷	۵۵	۶۰	کنور سید محمد اصغر علیخاں	اصغر	۱	۶۲
۳۷	مفتی سید اشرف علی 〃	اشرف	۲	۵۶	۶۱	آشفتہ	آشفتہ	۱	〃
۳۸	اسد انصاری	اسد	۳	〃	۶۲	سید قدرت اللہ حیدر آبادی	اخضر	۱	〃
۳۹	شاہزادہ برار نواب حمایت علی خاں بہادر	اعظم	۲	۵۷	۶۳	سید محمد بادشاہ 〃	اظہر	۳	〃
۴۰	نواب میر اکبر علی خاں	اکبر	۷	〃	۶۴	نواب نصیر یار جنگ 〃	آباد	۷	〃
۴۱	آسی	آسی	۱	۵۸	۶۵	نواب محمد افسر الدین خاں 〃	افسر	۵	۶۳
۴۲	اسمعیل	اسمعیل	۱	〃	۶۶	ڈاکٹر سید اختر احمد لکھنوی	اختر	۴	〃
۴۳	محمد علی خاں رامپوری	اثر	۱	〃	۶۷	نارائن پرشاد حیدر آبادی	انگر	۱	〃
۴۴	عبد السمیع سیالکوٹی	اثر	۴	〃	۶۸	سید محمد زیدی الواسطی لکھنوی	اجلال	۷	۶۴
۴۵	احسان الحق مظفر نگری	احسان	۲	〃	۶۹	یوسف خاں	اگاہ	۱	〃
۴۶	جعفر علی خاں لکھنوی	اثر	۴	۵۹	۷۰	الف خاں	الف خاں	۱	〃
۴۷	اختر شیرانی ٹونکی	اختر	۱	〃	۷۱	انعام گوالیاری	انعام	۱	〃
۴۸	امین حزیں سیالکوٹی	امین	۲	〃					
۴۹	شاہ امید حیدر آبادی	امید	۱	〃					
۵۰	علی اختر	اختر	۶	〃					
۵۱	احتشام احمد	اسد	۱	۶۰					
۵۲	امن لکھنوی	امن	۱	〃	۷۲	بندہ شاہ رحمٰ حیدر آبادی	بندہ	۶	۶۵
۵۳	اکمل جالندھری	اکمل	۱	〃	۷۳	شاہزادہ بیدار بخت	بیدار	۶	〃
۵۴	اعظم جلال آبادی	اعظم	۱	〃	۷۴	خواجہ احسن اللہ خاں	بیان	۱۰	۶۶
۵۵	اثر بلالی	اثر	۲	۶۱	۷۵	بیتاب	بیتاب	۳	〃
۵۶	آغا شاعر	اغا	۱	〃	۷۶	شیخ امداد علی لکھنوی	بحر	۴۳	〃

میزان اشعار ردیف الف = ۸۲۷

ردیف ب

۷۷	بادشاہ	بادشاہ	۳	۶۹
۷۸	راجہ محجوب نواز دنت حیدرآبادی	باقی	۱۱	〃
۷۹	بے نظیر شاہ	بےنظیر	۳	〃
۸۰	منشی علی محمد خاں شاہجہانپوری	برق	۵	۷۰
۸۱	بیخود	بیخود	۲	〃
۸۲	محمد حبیب الرحمٰن	بیدل	۴	〃
۸۳	بقاء اللہ خاں اکبرآبادی	بقا	۴	۷۱
۸۴	میر نادر علی غازی پوری	برتر	۱۱	〃
۸۵	میر کاظم علی	باغ	۲	۷۲
۸۶	عابد مرزا	بیگم	۶	〃
۸۷	عاشق حسین	بزم	۷	〃
۸۸	بیدم شاہ وارثی	بیدم	۶	۷۳
۸۹	بہزاد لکھنوی	بہزاد	۱۲	〃
۹۰	بیخود بھرت پوری	بیخود	۳	۷۴
۹۱	سنتوک رائے	بیتاب	۳	〃
۹۲	غضنفر علیشاہ قادری حیدرآبادی	بیتاب	۱۰	〃
۹۳	باقر بھوپالی	باقر	۱	۷۵
	میزان اشعار ب = ۱۶۱			
	افزوں = ۹۸۸			
	ردیف ت			
۹۴	عبدالحی	تاباں	۱۱	〃
۹۵	شاہ تراب کاکوروی	تراب	۱۰	۷۶
۹۶	تبسم	تبسم	۱	〃
۹۷	تقی	تقی	۱	۷۷
۹۸	ترک علی شاہ	ترکی	۳	〃
۹۹	امیر اللہ فیض آبادی	تسلیم	۱	〃
۱۰۰	محمد جلال الدین حیدرآبادی	توفیق	۱۷	〃
۱۰۱	تشنہ	تشنہ	۳	۷۸
۱۰۲	تصویر	تصویر	۲	〃
۱۰۳	قاری شاہ محمد تاج الدین حیدرآبادی	تاج	۷	۷۹
۱۰۴	محمد تاج الدین قریشی 〃	تاج	۴	〃
	میزان اشعار ردیف ت = ۶۰			
	افزوں = ۱۰۴۸			
	ردیف ث			
۱۰۵	نجم الدین بدایونی	ثاقب	۸	۷۹
۱۰۶	ذاکر حسین لکھنوی	ثاقب	۳	۸۰
	میزان اشعار ث = ۱۱			
	افزوں = ۱۰۵۹			
	ردیف ج			
۱۰۷	شیخ قلندر بخش	جرأت	۲۳	۸۰
۱۰۸	میر یار علی	جان	۹	۸۲
۱۰۹	خان عالی شان جعفر علیخاں	جعفر	۲	〃
۱۱۰	جہانگیر	جہانگیر	۲	〃
۱۱۱	حکیم سید ضامن علی لکھنوی	جلال	۳۰	۸۳
۱۱۲	جلیل القدر امام الفن نواب ضیاء جنگ	جلیل	۱۰۱	۸۴
۱۱۳	علی سکندر مراد آبادی	جگر	۴۰	۸۹

۱۱۴	شہید ملت محمد علی	جوہر	۱۱	۹۱
۱۱۵	شبیر حسن ملیح آبادی	جوش	۸	〃
۱۱۶	جوہر بجنوری	جوہر	۱	۹۲
۱۱۷	لالہ مادھو رام فرخ آبادی	جوہر	۲	〃
	میزان اشعار ج = ۲۲۹			
	افزوں = ۱۲۸۸			
	ردیف چ			
۱۱۸	پنڈت برج نارائن	چکبست	۱۰	
	افزوں = ۱۲۹۸			
	ردیف (ح)			
۱۱۹	شیخ علی	حزیں	۳	۹۳
۱۲۰	میر حسن	حسن	۱۴	〃
۱۲۱	شمس العلماء خواجہ الطاف حسین (پانی پتی)	حالی	۴	۹۴
۱۲۲	محتشم علی خاں	حشمت	۱	۹۶
۱۲۳	محمد علی	حشمت	۱	〃
۱۲۴	حیدر علی	حیران	۱	〃
۱۲۵	جعفر علی	حسرت	۴	۹۷
۱۲۶	حیا	حیا	۲	〃
۱۲۷	حبیب علی شاہ حیدرآبادی	حبیب	۸	〃
۱۲۸	سید محمد کاظم حسین کنتوری	حبیب	۶	〃
۱۲۹	پروفیسر محمد عبدالقدیر صدیقی حیدرآبادی	حسرت	۸	〃
۱۳۰	سید فضل حسن موہانی	حسرت	۲۳	۹۹
۱۳۱	حسین علی بیگ	حسین بیگ	۱	۱۰۰
۱۳۲	شیخ ظہور الدین	حاتم	۱	۱۰۰
۱۳۳	محمد حفیظ جالندھری	حفیظ	۲۲	〃
۱۳۴	آغا محمد کاشمیری	حشر	۲	۱۰۱
۱۳۵	سید حیدر بادشاہ حیدرآبادی	حیدر	۱۰	〃
۱۳۶	حبیب لکھنوی	حبیب	۱	۱۰۲
۱۳۷	محمد عبدالرحیم صدیقی حیدرآبادی	حیرت	۵	〃
۱۳۸	حزیں	حزیں	۱	۱۰۳
۱۳۹	سید حسن بدایونی	حیرت	۱	〃
۱۴۰	حفیظ جونپوری	حفیظ	۳	〃
۱۴۱	عبدالمجید (پاکستانی)	حیرت	۹	〃
	میزان اشعار (ح) = ۱۶۷			
	افزوں = ۱۴۶۵			
	ردیف (خ)			
۱۴۲	سید معین الدین شاہ خاموش حیدرآبادی	خاموش	۴	۱۰۴
۱۴۳	سید محمد صدیق محبوب اللہ حیدرآبادی	خُلق	۱۰	〃
۱۴۴	میر مستحسن لکھنوی	خلیق	۲	۱۰۵
۱۴۵	میر دوست علی خاں (اودھ)	خلیل	۱۶	〃
۱۴۶	حافظ سید محمد عزقادری واعظ مسجد مکہ	خلیق	۲	۱۰۶
۱۴۷	نواب بہادر یار جنگ حیدرآبادی	خلق	۹	〃
۱۴۸	حافظ خلیل حسن مانکپوری	خلیل	۲	۱۰۶
۱۴۹	منشی مرزا فدا علی لکھنوی	خنجر	۴	〃
۱۵۰	میر یاور علی حیدرآبادی	خنجر	۱	〃

۱۵۱	خانم	خانم	۲	۱۰۷	۱۶۶	روشن صدیقی	روشن	۲	۱۳۱
۱۵۲	آفتاب احمد	خلیق	۱	۱۰۸	۱۶۷	سید آل رضا لکھنوی	رضا	۲	〃
	میزان اشعار خ	=	۵۳		۱۶۸	محمد عبدالرحمٰن دہلوی	راسخ	۱۳	۱۳۲
	افزوں	=	۱۵۱۸		۱۶۹	شیخ غلام علی عظیم آبادی	راسخ	۱	〃
	ردیف د				۱۷۰	رضوان	رضوان	۳	۱۳۳
۱۵۳	خواجہ میر	درد	۴۰	۱۰۸	۱۷۱	سید بندہ رضا بلگرامی	رضا	۲	〃
۱۵۴	کریم اللہ خاں	درد	۱	۱۱۰	۱۷۲	سید ریاض احمد خیرآبادی	ریاض	۱۲	〃
۱۵۵	محمد فقیہ	دردمند	۱	〃	۱۷۳	رحمت خاں	رحمت	۱	۱۳۴
۱۵۶	سلامت علی لکھنوی	دبیر	۱۳	〃	۱۷۴	حاجی امیر خان حیدرآبادی	رنگ	۲	〃
۱۵۷	منکوب بیگ	درخشاں	۱	۱۱۱	۱۷۵	غلام مصطفےٰ حیدرآبادی	رسا	۷	〃
۱۵۸	دیوانہ	دیوانہ	۱	〃	۱۷۶	رونق	رونق	۲	۱۳۵
۱۵۹	بلبل ہندوستان جہاں اُستاد نواب فصیح الملک مرزا خاں داغ	داغ	۲۰۰	〃	۱۷۷	محمد عبدالرزاق پی پی ایس حیدرآبادی	راشد	۱	〃
۱۶۰	دہقانی	دہقانی	۲	۱۲۱	۱۷۸	سعادت یار خاں	رنگین	۱	〃
۱۶۱	دل شاہجہاں پوری	دل	۳	〃	۱۷۹	نواب عباس یار جنگ حیدرآبادی	رشید	۵	〃
۱۶۲	نواب بشیر جنگ حیدرآبادی	دل	۱	〃	۱۸۰	حکیم ستگرو پرشاد 〃	رہبر	۳	〃
	میزان اشعار د	=	۲۶۳			میزان اشعار ردیف ر	=	۱۶۱	
	افزوں	=	۱۷۸۱			افزوں	=	۲۰۴۲	
	ردیف ذ					**ردیف ز**			
۱۶۳	ملک الشعرا خاقانیٔ ہند شیخ محمد ابراہیم ذوق	ذوق	۱۰۰	〃	۱۸۱	مظہر علی	زار	۲	۱۳۶
	افزوں	=	۱۸۸۱		۱۸۲	زار	زار	۱	〃
	ردیف ر				۱۸۳	سید غلام محمد حیدرآبادی	زعم	۲	〃
۱۶۴	نواب سید محمد خاں	رند	۱۰۰	۱۲۶	۱۸۴	علی احمد گنوجی	زیرک	۷	〃
۱۶۵	میر علی اوسط	زشک	۴	۱۳۱					

	میزان اشعار س = ۱۲ افزوں = ۲۰۵۴			
	ردیف س			
۱۸۵	مرزا محمد رفیع	سودا	۵۵	۱۳۷
۱۸۶	سوز	سوز	۹	۱۳۹
۱۸۷	سراج الدین دکھنی	سراج	۴	۱۴۰
۱۸۸	رجب علی	سرور	۵	〃
۱۸۹	میر محمد	سجاد	۲	۱۴۱
۱۹۰	سالک	سالک	۳	〃
۱۹۱	سعدی	سعدی	۲	〃
۱۹۲	سکندر	سکندر	۲	〃
۱۹۳	پروفیسر وحید الدین	سلیم	۲	۱۴۲
۱۹۴	منشی درگا سہائے جہاں آبادی	سرور	۲۰	〃
۱۹۵	سائل دہلوی	سائل	۳	۱۴۳
۱۹۶	عاشق حسین اکبرآبادی	سیماب	۵	〃
۱۹۷	میر لیاقت علی حیدرآبادی	سیف	۱۲	〃
۱۹۸	نواب تراب یار جنگ 〃	سعید	۱۱	۱۴۴
۱۹۹	ساز	ساز	۱	۱۴۵
۲۰۰	ساغر نظامی	ساغر	۳	〃
۲۰۱	ساحر بریلوی	ساحر	۳	〃
۲۰۲	ساحر دہلوی	ساحر	۳	〃
۲۰۳	سدرشن	سدرشن	۱	۱۴۶
۲۰۴	سید شاہ یحییٰ عالم حیدرآبادی	سردار	۳	۱۴۶
۲۰۵	پروفیسر آغا سروش لکھنوی	سروش	۷	〃
۲۰۶	سحر	سحر	۱	۱۴۷
۲۰۷	محمد عظمت اللہ خاں حیدرآبادی	سرمد	۳	〃
۲۰۸	سید حسین حیدرآبادی	سیفی	۸	〃
۲۰۹	میر عابد علی 〃	سعید	۵	〃
۲۱۰	سید محی الدین بی اے 〃	سیف	۵	۱۴۸
۲۱۱	سرور 〃	سرور	۱	〃
	میزان اشعار (س) = ۱۷۹ افزوں = ۲۲۳۳			
	ردیف ش			
۲۱۲	شہرت	شہرت	۲	〃
۲۱۳	نواب مصطفےٰ خاں	شیفتہ	۶	۱۴۹
۲۱۴	کرامت علی خاں	شہیدی	۲۲	〃
۲۱۵	مہاراجہ چندولعل حیدرآبادی	شادان	۷	۱۵۰
۲۱۶	میر بین السلطنۃ کشن پرشاد	شاد	۱۱	۱۵۱
۲۱۷	مسٹر دانیال	شکر	۵	〃
۲۱۸	شمس العلماء شبلی محمد نعمانی	شبلی	۱۱	۱۵۲
۲۱۹	سید محمد علی عظیم آبادی	شاد	۳۰	〃
۲۲۰	سید محمد کاظم حسین کنتوری	شیفتہ	۳	۱۵۴
۲۲۱	مفتی میر اعظم علی حیدرآبادی	شایق	۱۹	〃
۲۲۲	خان بہادر عبدالکریم خاں 〃	شمشیر	۵	۱۵۵

۲۲۳	شوق آغائی	شوق	۲	۱۵۵
۲۲۴	شاہزادہ نواب شجاعت علیخاں صاحب (اعظم جاہ)	شجیع	۹	۱۵۶
۲۲۵	نواب شہید یار جنگ حیدرآبادی	شہید	۶	۱۵۷
۲۲۶	انشاء اللہ تھانوی	شوکت	۶	〃
۲۲۷	حسن علی	شوق	۱	〃
۲۲۸	شیخ احمد علی اورنگ آبادی	شاب	۱۰	۱۵۸
۲۲۹	خواجہ حسن شریف حیدرآبادی	شوق	۱	〃
	میزان اشعار ش	=	۱۵۶	
	افزوں	=	۲۳۸۹	
	ردیف ص			
۲۳۰	میر وزیر علی لکھنوی	صبا	۱۰	〃
۲۳۱	صاحب عالم	صاحب عالم	۳	۱۵۹
۲۳۲	آغا محمد داؤد حیدرآبادی	صحو	۵	〃
۲۳۳	سید علی نقی لکھنوی	صفی	۱۶	۱۶۰
۲۳۴	محمد یہود علی اورنگ آبادی	صفی	۱۳	۱۶۱
۲۳۵	حبیب الدین حیدرآبادی	صفیر	۴	〃
۲۳۶	سید مبارک 〃	صبر	۱	۱۶۲
	میزان اشعار ص		۵۲	
	افزوں		۳۴۴۱	
	ردیف ض			
۲۳۷	میر ضاحک	ضاحک	۱	〃
۲۳۸	سید ضیاء	ضیا	۳	〃
۲۳۹	سید ضامن علی	ضامن	۲۰	۱۶۲
۲۴۰	سید محمد ضامن کنتوری	ضامن	۲۸	۱۶۳
۲۴۱	سید ہاشم حسین لکھنوی	ضو	۴	۱۶۵
	میزان اشعار (ض)	=	۵۶	
	افزوں	=	۲۴۹۷	
	ردیف ط			
۲۴۲	پروفیسر غلام طیب۔	طیب	۲	〃
	افزوں	=	۲۴۹۹	
	ردیف ظ			
۲۴۳	سراج الدین ابوظفر بہادر شاہ	ظفر	۴۰	〃
۲۴۴	راقم الدولہ سید ظہیر الدین حسن دہلوی	ظہیر	۴۰	۱۶۷
۲۴۵	ظفر علی خاں	ظفر علی خاں	۴	۱۶۹
	میزان اشعار (ظ)	=	۸۴	
	افزوں	=	۲۵۸۳	
	ردیف ع			
۲۴۶	مرزا گھسیٹا	عشق	۱	۱۷۰
۲۴۷	بھکاری داس	عزیز	۱	〃
۲۴۸	حکیم آغا جان	عیش	۱	〃
۲۴۹	عاقل	عاقل	۳	〃
۲۵۰	شاہ رکن الدین	عشق	۱	〃
۲۵۱	مہدی علی خاں	عاشق	۲	۱۷۱
۲۵۲	منشی امداد علی	علوی	۶	〃

۲۵۳	کریم اللہ چشتی حیدرآبادی	عاشق	۳	۱۷۱
۲۵۴	جلالت الملک ہزاگزالٹیڈ ہائینس سابع نواب میر عثمان علی خاں بہادر آصف	عثمان	۹	۱۷۲
۲۵۵	نواب صولت جنگ حیدرآبادی	عابد	۲	۱۷۳
۲۵۶	نواب عزیز یار جنگ 〃	عزیز	۵۰	〃
۲۵۷	رحمت زمانی بیگم ہزہائینس رامپور	عصمت	۴	۱۷۵
۲۵۸	عرفی	عرفی	۲	〃
۲۵۹	عزیز دہلوی	عزیز	۱	۱۷۶
۲۶۰	عرش	عرش	۲	〃
۲۶۱	راجہ بہادر نرسنگ راج حیدرآبادی	عالی	۱۰	〃
۲۶۲	حافظ ابو نعیم 〃	عیش	۱۰	۱۷۷
۲۶۳	عبدالعزیز صدیقی 〃	عزیز	۱	〃
۲۶۴	غلام شاہد 〃	عاقل	۱	〃
۲۶۵	علی احمد 〃	علی	۵	〃
۲۶۶	نواب غلام محمد صدیق 〃	عابد	۳	۱۷۸
۲۶۷	گروچرن داس سکسینہ	عاجز	۱	〃
	محمد حمید الدین حسامی حیدرآبادی	عاقل	ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۲	

میزان اشعار (ع) = ۱۱۷
افزوں = ۲۷۰۰

ردیف (غ)

۲۶۸	دبیر الملک مرزا اسد اللہ غالب دہلوی	غالب	۱۸۱	۱۷۸

افزوں = ۲۸۸۱

ردیف ف

۲۶۹	اشرف علی	فغاں	۱۶	۱۸۷
۲۷۰	حافظ میر شمس الدین محمد حیدرآبادی	فیض	۲۰	۱۸۸
۲۷۱	نواب مشرف جنگ	فیاض	۲	۱۸۹
۲۷۲	فقیہہ	فقیہہ	۲	〃
۲۷۳	پروفیسر محمد عبدالمقتدر صدیقی حیدرآبادی	فضل	۷	〃
۲۷۴	جسٹس مرزا فرحت اللہ بیگ دہلوی	فرحت	۲	۱۹۰
۲۷۵	شوکت علی خاں بدایونی	فانی	۱۵	〃
۲۷۶	عبدالولی حیدرآبادی	فروغ	۴	۱۹۱
۲۷۷	امیر حسن	فروغ	۴	〃
۲۷۸	مسز انجمن جانسٹن	فلاطون	۲	〃
۲۷۹	مسٹر فران کوئیس	فراسو	۱	۱۹۲
۲۸۰	رگھوپتی سہائے گورکھپوری	فراق	۲	〃
۲۸۱	محمد عبدالغفور صدیقی حیدرآبادی	فاضل	۲	〃
۲۸۲	پروفیسر محمد عبدالصبور ایم اے	فضیلت	۵	〃
۲۸۳	محمد حسین خاں	فاضل	۱	۱۹۳
	پروفیسر واعظ محمد حسام الدین حیدرآبادی	فاضل	ملاحظہ ہو صفحہ ۲۵۳	

میزان اشعار (ف) = ۸۵
افزوں = ۲۹۶۶

ردیف ق

۲۸۴	امیر الملک خواجہ اسد علیخاں	قلق	۶۳	۱۹۳
۲۸۵	قیام الدین 〃	قائم	۱	۱۹۶

۲۸۶	شیخ محمدؐ	قائم	۴	۱۹۶	۳۰۲	محمد فیض اللہ حیدرآبادی	گہر	۱	۲۰۵
۲۸۷	قائم	قائم	۱	〃		میزان اشعار گ = ۳۱			
۲۸۸	سید غلام حسین بلگرامی	قدر	۴۴	〃		افزوں = ۳۱۷۱			
۲۸۹	قلندر	قلندر	۲	۱۹۹		ردیف ل			
۲۹۰	بدھ سنگھ	قلندر	۱	〃	۳۰۳	لا اعلم	لاعلم	۲	〃
۲۹۱	سید عبدالقادر	قانع	۱	〃	۳۰۴	نواب لطف اللہ دولہ حیدرآبادی	لطف	۲	〃
۲۹۲	قیس	قیس	۲	〃	۳۰۵	لعل	لعل	۲	〃
۲۹۳	بدیع الدین حیدرآبادی	قیس	۴	〃	۳۰۶	نواب لطیف الدین خاں حیدرآبادی	لطیف	۳	۲۰۶
۲۹۴	نواب قدرت نواز جنگ حیدرآبادی	قدرت	۳	۲۰۰		میزان اشعار (ل) = ۹			
۲۹۵	سید یحییٰ حسینی حیدرآبادی	قدر	۴	〃		افزوں = ۳۱۸۰			
۲۹۶	صوفی عبدالقدیر شاذلی جونپوری	قدیر	۱	〃		ردیف (م)			
	میزان اشعار (ق) = ۱۳۱				۳۰۷	مرزا جان جاناں	مظہر	۵	۲۰۶
	افزوں = ۳۰۹۷				۳۰۸	میر تقی	میر	۹۹	〃
	ردیف ک				۳۰۹	شیخ غلام محمد ہمدانی	مصحفی	۳۸	۲۱۱
۲۹۷	کافی	کافی	۴	۲۰۱	۳۱۰	حکیم مومن خاں دہلوی	مومن	۱۰۴	۲۱۳
۲۹۸	سید رضی الدین حسن حیدرآبادی	کیفی	۲۵	〃	۳۱۱	شیخ شرف الدین	مضمون	۱	۲۱۸
۲۹۹	پنڈت برج موہن دتاتریہ دہلوی	کیفی	۱۰	۲۰۲	۳۱۲	حاتم علی	مہر	۱	〃
۳۰۰	نواب کاظم جنگ حیدرآبادی	کاظم	۴	۲۰۳	۳۱۳	سید اسمٰعیل حسین لکھنوی	منیر	۲۹	〃
	میزان اشعار (ک) = ۴۳				۳۱۴	منشی تلوک چند	محروم	۷	۲۱۹
	افزوں = ۳۱۴۰				۳۱۵	الٰہی بخش	معروف	۳	۲۲۰
	ردیف گ				۳۱۶	میر نظام الدین پانی پتی	ممنون	۳	〃
۳۰۱	فقیر محمد خاں	گویا	۳۰	۲۰۳	۳۱۷	معین الدین	معین الدین	۲	〃

۳۱۸	محبت خاں	محبت	۱	۲۲۱
۳۱۹	حافظ علی	ممتاز	۴	〃
۳۲۰	مست	مست	۱	〃
۳۲۱	مرتضیٰ	مرتضیٰ	۱	〃
۳۲۲	مسکین شاہ	مسکین	۲	۲۲۲
۳۲۳	افتخار الشعراء اعتبار الملک افتخار جنگ خان بہادر سید افتخار حسین حیدرآبادی	مضطر	۱۵	〃
۳۲۴	ڈاکٹر سید احمد حسین حیدرآبادی	مائل	۶	۲۲۳
۳۲۵	مسٹر سلویرا	مفتون	۱	〃
۳۲۶	ماجد حسن	ماجد حسن	۱	〃
۳۲۷	شمس الحق سجاد علی تھانوی	میکش	۳	〃
۳۲۸	نواب نثار یار جنگ	مزاج	۱۲	۲۲۴
۳۲۹	محوی صدیقی	محوی	۲	〃
۳۳۰	ماہر القادری	ماہر	۷	۲۲۵
۳۳۱	نواب معین الدولہ حیدرآبادی	معین	۱۲	〃
۳۳۲	نواب منظور جنگ	منظور	۲	۲۲۶
۳۳۳	مونس احمدؐ	مونس	۴	〃
۳۳۴	ملا انتونزاین لکھنوی	ملا	۴	〃
۳۳۵	صاحبزادۂ نواب میر محمد علی خاں	میکش	۶	۲۲۷
۳۳۶	سید محمدؐ مرزا لکھنوی	مہذب	۴	〃
۳۳۷	مذاق حیدرآبادی	مذاق	۱	〃

میزان ردیف ہ = ۳۸۱
افزوں = ۳۵۶۱

	ردیف ن			
۳۳۸	محمد شاکر	ناجی	۲	۲۲۸
۳۳۹	شیخ امام بخش لکھنوی	ناسخ	۱۰۸	〃
۳۴۰	شاہ نصیر الدین	نصیر	۴۹	۲۳۳
۳۴۱	اصغر علی خاں دہلوی	نسیم	۳۹	۲۳۵
۳۴۲	پنڈت دیا شنکر لکھنوی	نسیم	۱۴	۲۳۷
۳۴۳	نظام	نظام	۲	۲۳۸
۳۴۴	ولی محمد اکبر آبادی	نظیر	۸	〃
۳۴۵	نواب کلب علیخاں رامپوری	نواب	۷	۲۳۹
۳۴۶	نواب حیدر یار جنگ طباطبائی	نظم	۱۶	〃
۳۴۷	سید محمد نوح ناروی	نوح	۱۷	۲۴۰
۳۴۸	نادان	نادان	۱	۲۴۱
۳۴۹	نثار	نثار	۳	〃
۳۵۰	شاہ نیاز احمد بریلوی	نیاز	۱	〃
۳۵۱	نیاز فتح پوری	نیاز	۲	۲۴۲
۳۵۲	نواب میر محمد علی خاں حیدرآبادی	ناظم	۲	〃
۳۵۳	نامعلوم	نامعلوم	۲	〃
۳۵۴	نار دہلوی	نار	۱	〃
۳۵۵	نواب محب نجیب الدین خاں حیدرآبادی	نجیب	۳	〃
۳۵۶	نوبت رائے لکھنوی	نظر	۱	۲۴۳
۳۵۷	محمد عبد المقتدر خاں حیدرآبادی	ناظم	۴	〃
۳۵۸	نواب معین یار جنگ 〃	نعیم	۱	〃

۳۵۹	نشار	نشار	۱	۲۴۳
	میزان اشعار (ن) = ۲۸۴			
	افزوں = ۳۸۴۵			
	ردیف (و)			
۳۶۰	شمس الدین ولی اللہ دکھنی	ولی	۳	۲۴۴
۳۶۱	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	ولی	۵	〃
۳۶۲	خواجہ محمد وزیر لکھنوی	وزیر	۴۳	〃
۳۶۳	افتخار علیشاہ حیدرآبادی	وطن	۱۴	۲۴۶
۳۶۴	شمس العلما نواب یزدجنگ	ولا	۷	۲۴۷
۳۶۵	رضا علی (کلکتہ)	وحشت	۲	۲۴۸
۳۶۶	وحشی	وحشی	۱	〃
۳۶۷	وصفی	وصفی	۱	〃
۳۶۸	عبدالصمد	وصفی	۲	〃
۳۶۹	نواب محمد عمر خاں حیدرآبادی	وفا	۲	〃
	میزان اشعار و = ۸۰			
	افزوں = ۳۹۲۵			
	ردیف ہ			
۳۷۰	حکیم عاشق حسین بیدل حیدرآبادی	ہاتف	۳	۲۴۹
۳۷۱	پرنسپل دارالعلوم محمدیہ حیدرآباد	ہوش	۲	〃
۳۷۲	نواب کاظم علیخاں شاہجہانپوری	ہجر	۳	۲۴۹
۳۷۳	ہوش	ہوش	۱	〃
	میزان اشعار ھ = ۹			
	افزوں = ۳۹۳۴			
	ردیف ی			
۳۷۴	غلام مصطفےٰ	یکرنگ	۲	۲۵۰
۳۷۵	انعام اللہ خاں	یقین	۱۴	〃
۳۷۶	یوسف قدیری	یوسف	۲	۲۵۱
۳۷۷	مرزا یاس چنگیزی	یگانہ	۲	〃
۳۷۸	یزدانی جالندھری	یزدانی	۱	〃
	میزان اشعار (ی) = ۲۱			
	افزوں = ۳۹۵۵			
۳۷۹/۱	حسب ذیل شعرا نے اپنا کلام بہ دیر مرحمت فرمایا			۲۵۲
	پروفیسر محمد حسام الدین راغب حیدرآبادی	فاضل	۱۱	
۳۸۰/۲	محمد حمید الدین حسامی	عاقل	۱	〃
	میسندان = ۱۲			
	افزوں = ۳۹۶۷			
	اشعار متفرق (الاحد) = ۳۳			۲۵۳
	افزوں = ۴۰۰۰			

جملہ تعداد شعرائے کرام ۳۸۰ جملہ تعداد اشعار ۔ ۴۰۰۰

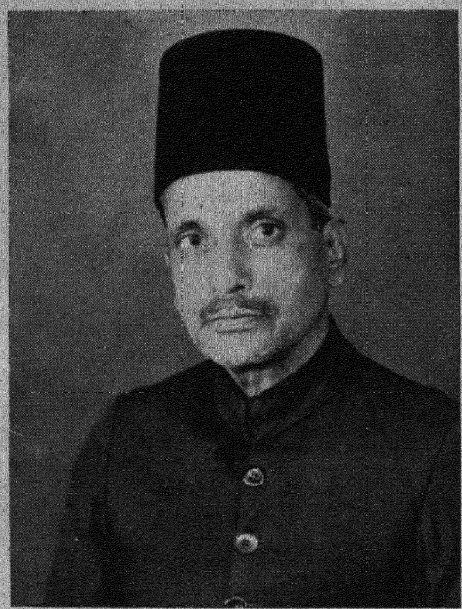

شبیم سید عظیم الدین حسن مولف انتخاب عظیم
المعروف بہ چشمہ عظیم
۱۳۶۸ھ
سابق مہتمم خزانہ (ضلع) ریاست حیدرآباد دکن
بہ عمر ۵۹ سال

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمتع زہر گوشۂ یافتم
زہر خرمنے خوشۂ یافتم

(سعدیؒ)

اوائل عمری سے مجھ کو شعر و سخن کی طرف طبعی میلان تھا۔ جہاں دو پہر میں وقفہ ہوا چند ہم عمر جمع ہو گئے اور بیت بازی شروع ہو گئی۔ یہ سلسلہ ۱۴۔ ۱۵ سال کی عمر تک قائم رہا۔ لیکن بہ عمر ۱۶ سال ۱۹۰۷ء میں جبکہ بجماعت منشی عالم، ابو الفضل، اخلاق ناصری، قصائد خاقانی، انوری، وغیرہ پڑھنے لگا اور اوس وقت بڑے بڑے نامی گرامی شعراء کے دواوین نظر سے گذرنے لگے تو آنکھیں کھلیں اور معلوم ہوا کہ شاعری بازیچۂ اطفال نہیں ہے۔ شعر کہنے کے لئے سب سے پہلے مناسبت شرط ہے اور پھر اس کے بعد قابلیت و لیاقت۔ لازم و ملزوم۔ اگر لیاقت ہو مناسبت نہ ہو۔ یا اس کے برعکس مناسبت تو ہو مگر لیاقت نہ ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا شخص شعر کو موزوں تو کر سکتا ہے۔ مگر شاعر نہیں بن سکتا۔ ؎

سخن گفتن و بکرِ جاں گفتن است
نہ ہر کس سزائے سخن گفتن است

(نظامیؒ)

یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں جیسے کچھ بھی آناپ شناپ شعر کہہ لیا کرتا تھا اس کا خیال مطلق ترک کر دیا۔ برسرِ موقع ایک دو دفعہ علامہ مفتی نواب ضیا یار جنگ بہادر ضیا نے بھی کمترین کو یہ ارشاد

فرمایا تھا کہ تم کو شعر و سخن سے بہت مناسبت ہے اگر فارسی میں کہو گے تو ترقی کی امید ہے۔ مگر اس کو میری پست ہمتی کہئے یا مرعوب ذہنیت! پاسِ ادب تصور کیجیے یا ناقابلیت۔ وہ جو خیال دل میں بیٹھ گیا کا اَلنَّقشُ فِی الْحَجَرِ کی طرح کبھی نہ مٹا۔ اس کے ماسوائے ہر وقت اس خیال سے بھی جُرأت نہ ہوئی کہ وہ کونسی ایسی بات ہے جس کو قدما نے رکھ چھوڑا ہے جس کی اب تکمیل کرنے بیٹھے ہیں۔ بہر حال شاعری کے ترکِ خیال کے ساتھ ہی ساتھ فارسی اور اُردو کے جو بھی شعر مجھ کو اچھے معلوم ہوتے تھے اون کو ایک بیاض میں لکھ لیا کرتا تھا۔ فارسی کے شعر تو خیر؟ تھوڑے بہت جمع ہو گئے۔ مگر اُردو کے شعر جن کی تعداد کوئی دس بارہ ہزار سے کم نہ ہوگی اس کثرت سے جمع ہو گئے کہ احباب کی جانب سے اس کی طباعت کے لئے فرمائشات کی بھرمار شروع ہو گئی۔ مگر چونکہ مختلف مشکلات کے باعث پورے ذخیرۂ کلام کو زیورِ طبع سے آراستہ کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے اس ذخیرہ سے سردست صرف چار ہزار شعر پیش کئے جا رہے ہیں۔ قدر دان نگاہوں نے میری برسوں کی محنتِ شاقہ کا اگر صحیح اندازہ کیا، اور حوصلہ افزائی فرمائی تو انشاءاللہ دوسرے اڈیشن میں باقی ماندہ ذخیرہ بھی ہدیۂ ناظرین کر دیا جائیگا۔ اس سلسلہ میں مجھ کو اپنے عزیز جمیع شعرائے کرام شمال و جنوبِ ہند سے توقع ہے کہ اُس بلند و اعلیٰ مقصد کو ملحوظ رکھتے ہوئے (جس کی تصریح تحصیل حاصل ہے) اپنا اپنا منتخب اور معیاری کلام (کم از کم ۱۵-۲۰) شعر بغرض شرکت اڈیشن دوم بغیر کسی تامل و تکلف کے مرحمت فرما کر زبانِ اُردو کی حقیقی سرپرستی فرماویں گے۔ اور نیز منتخبہ اشعار مجموعۂ ہذا کے حُسن و قبح و نیز دیگر خامیوں کی نسبت اپنی بیش بہا رائے سے بھی مجھ کو مطلع فرمایا جائے تو "سُبحان اللہ"! منت بر منت ہوگا۔

اگرچہ سَو، پون سو، برس پہلے اور بعد چند شعراء کے تذکرے اور ان کا کچھ نمونہ، کلام بھی چھپا ہے۔ لیکن اگر اس کے نسبت اپنا خیال ظاہر کروں تو شاید چھوٹا منہ بڑی بات سمجھی جائے۔ لہٰذا اس بحث کو یہیں ختم کر کے عرض کرتا ہوں کہ بڑے بڑے قابل حضرات نے اس مجموعہ کو ملاحظہ فرما کر اپنی پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور جامع الفاظ میں اوس کی اس طرح تعریف فرمائی گئی کہ

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم
کرشمہ دامنِ دل می کشد کہ جا اینجاست

(نظیری)

اس انتخاب میں ایک خاص جدّت یہ پیدا کی گئی ہے کہ جو بھی شعر منتخب کیا گیا ہے اگر اسی بحر و قافیہ و ردیف میں کسی اور شاعر یا شاعروں کا کلام بھی موجود ہے تو ایسے تمام تر شعراء کے ہر منتخب شعر کے محاذی ایک دوسرے کے کلام کا حوالہ فٹ نوٹ میں نہایت وضاحت کے ساتھ دیا گیا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ کوشش تو یہاں تک کی گئی ہے کہ اگر بحر و ردیف ایک ہو اور صرف قافیہ دوسرا، یا اگر بحر بدلی ہوئی ہو۔ اور قافیہ ردیف ایک ہو تو ان سب صورتوں میں بھی حسبِ صراحتِ صدر عمل کیا گیا ہے۔ تاکہ صاحبانِ ذوق نہ صرف منتخب اشعار ہم ردیف و قافیہ سے لطف اندوز ہو سکیں بلکہ مقابلتاً مختلف پہلوؤں سے لکھنے اور ادا کرنے والے شعراء کے ہر اندازِ بیان سے پوری پوری طرح واقف ہو جائیں۔ اور ایک بے نظیر مشاعرہ کا لطف آجائے۔ یہ کام درحقیقت اسقدر سخت محنت طلب اور پیچیدہ تھا کہ عرصۂ دراز تک مجھے اس کی ترتیب و تکمیل کے لئے وقف ہو جانا پڑا۔ اور ایک ایک شعر پر انتہائی دیدہ ریزی کرنی پڑی۔ اس نوبت پر جہاں تک میرا مطالعہ ہے بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ اس قسم کی جدّوجہد آج تک کسی نے نہیں کی۔ لیکن اگر زحمت و تکلیف ہی کا خیال ملحوظ رکھکر مجموعۂ ہذا کو اس شکل میں پیش نہ کیا جاتا جیسی کہ موجودہ صورت ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسا انتخاب "شیرِ بے شکر" یا "طعامِ بے نمک" کا مصداق ہوتا۔

اس انتخاب میں حسب ذیل اُمور پیشِ نظر رہے ہیں۔

(۱) صرف اُردو کے شعراء کا کلام چاہے اُس کا تعلق ہندو، مُسلم، سکھ، عیسائی، پارسی کسی فرقہ و مذہب سے کیوں نہ ہو منتخب کیا گیا ہے بمصداق ع باید متاعِ نیکو از ہر دکاں کہ باشد

(۲) صرف وہی شعر منتخب کیا گیا ہے جو اپنی پسند کا ہے۔ ذوق اور طبیعت کے اختلاف کی بناء پر ممکن ہے کہ جو شعر اپنا پسندیدہ ہو وہ دوسرے کی پسند کا نہ ہو۔ یا دوسرے کا پسندیدہ شعر اپنے انتخاب میں نہ آئے یا میں نے کہیں دیکھا یا سُنا ہی نہ ہو۔ یا تنگیٔ دامانِ کاغذ کی وجہ عشرتی کے اس شعر کے بموجب اس کے انتخاب میں مجبوری لاحق ہوئی ہو۔

دامانِ نگہ تنگ و گلِ حُسنِ تو بسیار
گلچینِ بہارِ تو ز دامان گلہ دارد
(عشرتی)

(۳) شعرائے کرام کی ترتیب بلحاظِ حروفِ تہجی کی گئی ہے۔ اور تا حدِ معلومات کوشش

کی گئی ہے کہ متقدمین کا کلام پہلے آئے۔ اور متاخرین کا اس کے بعد؟
(۴) ہر شعر کے ساتھ اوس کے مصنف کا نام صحتِ نقل کے ساتھ اپنی حدِ تحقیق تک ظاہر کر دیا گیا ہے۔
(۵) بعض اشعار کی نسبت سردست شاعر کا نام نہ معلوم ہونے سے کتاب کے آخر میں (الاحد) کے نام سے اس کو شائع کیا گیا ہے۔ اسی طرح بعض حضرات کا کلام بروقت وصول نہ ہونے سے بلا لحاظِ ترتیب آخر میں اس کو درج کیا گیا۔
(۶) اس مجموعہ میں حسب صراحتِ فہرست (۳۸۰) شعراء کا کلام موجود ہے اور (۴۰۰) اشعار ہیں
(۷) اس مجموعہ میں ادبی، اخلاقی، تاریخی، قومی، حکمت، موعظت، فلسفہ، تغزل، تصوف۔ مختلف مذاق اور مختلف خیال کے شعر ملیں گے۔ لیکن مخربِ اخلاق اشعار سے احتراز کیا گیا۔
اس کتاب کا نام **انتخابِ عظیم** المعروف بہ **چشمۂ عظیم** (تاریخی) (مستخرجہ مولف) ۱۳۶۸ھ رکھا گیا ہے۔
اُمید ہے کہ یہ مجموعہ ارباب ذوق کے لئے نہایت دلچسپ، مفید، خلوت کا مونس جلوت کا شفیق، حضر کا دوست، سفر کا رفیق۔ طلبہ کا رہبر اور طالبات کا زیور ثابت ہوگا آخر پر اپنی تمام کوتاہیوں اور لغزشات کی نسبت معذرت چاہتے ہوئے دست بدعا ہوں کہ ایسے انقلابی اور نازک دور میں اس ہیچمدان نے زبان اُردو کی جو خدمت انجام دی ہے اللہ اس کو قبول فرمائے (آمین) وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہ فقط

خاکسار سید عظیم الدین حسن کان اللہ لہٗ

ردیف الف

[۶ شعر] میاں نجم الدین عرف شاہ مبارک آبروؔ

نالہ ہمارے دل کا غم کا گواہ بس ہے	(آبرو)	دینے کے تئیں شہادت انگشتِ آہ بس ہے
آیا ہے صبح نیند سے اٹھ رسما ہوا	〃	جامہ گلے میں رات کا پھولوں بسا ہوا
اندازہ سے زیادہ نپٹ نازخوش نہیں	〃	جو خال اپنی حد سے بڑھا سو مسا ہوا
جلتا ہے اب تلک تیرے بکھڑے کے رشک سے	〃	ہر چند ہو گیا ہے چمن کا چراغ گل
دور خاموش بیٹھ رہتا ہوں	〃	اس طرح حال دل کا کہتا ہوں
پھرتے تھے دشت دشت دیوانے کدھر گئے	〃	وے عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

ایک شعر — ۷ افزون
محمد احسن احسنؔ

لام نستعلیق کا ہے اُس بُتِ خوشخط کی زُلف	احسنؔ	ہم تو کافر ہوں اگر بندے نہ ہوں اسلام کے

۳ شعر — ۱۰ = افزون
سراج الدین علی خاں آرزوؔ

مغاں مجھ مست بن پھر خندۂ قلقل نہ ہوگا	آرزوؔ	مئے گلگوں کا شیشہ ہچکیاں لے لے کے روویگا
اب راز دل چھپانا ہے بے سُود آرزوؔ	〃	لی میں نے ٹھنڈی سانس تو وہ مُسکرا دیا
ترکھے سیہ پارۂ گل کھول آگے عندلیبوں کے	〃	چمن میں آج گویا پھول ہیں تیرے شہیدوں کے

۳۱ شعر — ۴۱ افزون
سیّد انشاء اللہ خاں انشاؔ

نہیں محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی	انشاءؔ	کہ آخر بدنما لگتا ہے دیکھو چاند کو گہنا
مجھے کیوں نہ آئے ساقی نظر آفتاب اُلٹا	〃	کہ پڑا ہے آج خُم میں قدحِ شراب اُلٹا
یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قربان	〃	وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا
جگر کی آگ بجھے جس سے جلد وہ شے لا	〃	لگا کے برف میں ساقی صراحیٔ مے لا
نزاکت اُس گلِ رعنا کی دیکھیو انشاؔ	〃	نسیم صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا
پرتو سے چاندنی کے ہے صحن باغ ٹھنڈا	〃	پھولوں کی سیج پر آ کر دے چراغ ٹھنڈا
میں نے جب دردِ دل کہا بولے	〃	بس جی بس چپ رہو ہُوا معلوم
دُھوم اتنی ترے دیوانے مچا سکتے ہیں	〃	کہ ابھی عرش کو چاہے تو ہلا سکتے ہیں
مجھ سے اغیار کوئی آنکھ ملا سکتے ہیں؟	〃	منہ تو دیکھو وہ میرے سامنے آسکتے ہیں؟
گر یار مے پلائے تو پھر کیوں نہ پیجئے	〃	زاہد نہیں ہیں شیخ نہیں کچھ ولی نہیں
کمر باندھے ہوئے چلنے کو یاں سب یار بیٹھے ہیں	〃	بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

---

۱ مصحفی ص۲۱۱ ۔ ۲ مصحفی ص۲۱۱ ۔ ۳ نیر ص۲۰۸ اختر وسعید ۶۳ و ۱۴۸ بہ تبدیل قافیہ
۴ تراب ص۷۶ ۔ آزاد ص۵۴ ۔ جلیل ص۸۵ ۔

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی	انشاؔ	تجھے اٹھکیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں
یہ اپنی چال ہے افتادگی سے اب کہ پہروں تک	〃	نظر آیا جہاں پر سایۂ دیوار بیٹھے ہیں
بھلا گردش فلک کی چین دیتی ہے کسے انشاؔ	〃	غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں
یہی انصاف ہے کچھ سوچ تو دل میں اپنے	〃	تم تو سو کہہ لو مری اک نہ سنو اور سنو
چل کے دو ایک قدم دیکھتے ہو پھر لو کیوں	〃	گالیاں سن تو چکے چاہتے ہو اور سنو
غیر کو صحبتِ دلدار میں کیوں بار نہ ہو	〃	یعنے کیا معنی جہاں گل ہو وہاں خار نہ ہو
نورِ حق افرادِ انسانی میں گر شامل نہ ہو	〃	ہستیٔ موہوم کا نقشہ ہی پھر باطل نہ ہو
اِک اُداسی کارواں پر چھا گئی اے سارباں	〃	ٹک خبر لیجو کہیں لیلےٰ کی یہ محمل نہ ہو
عشق کا دریا وہ دریا ہے کہ عمرِ خضر بھی	〃	صرف گر ہو جائے تو پیدا لبِ ساحل نہ ہو
رونے سے اپنے دل کی تپش گرد ہو گئی	〃	دو چار بوندیوں میں ہوا سرد ہو گئی
عجیب لطف کچھ آپس کی چھیڑ چھاڑ میں ہے	〃	کہاں ملاپ میں وہ بات جو بگاڑ میں ہے
ہوئے نہیں خاکِ سرِ رہگذار ہم انشاؔ	〃	بڑا غضب ہے جو یہ بھی فلک نہ دیکھ سکے
جھڑکی سہی، جفا سہی، چین جبیں سہی	〃	سب کچھ سہی پر ایک نہیں کی نہیں سہی
منظور ہم کو دل کا لگانا ہی جب ہوا	〃	کیا آپکا اجارہ ہے اس میں کہیں سہی
کہا میں نے اجی ٹک منہ سے بولو ہائے مرتا ہوں	〃	تو کیا کہتے ہیں چل جھوٹے ارے یہ سب بناوٹ ہے
اے چشم میرے موتیوں کا ہار نہ ٹوٹے	〃	سب اشک مسلسل رہیں اور تار نہ ٹوٹے
نگہہ ہے اُس پری کی سحر چون ایک آفت ہے	〃	معاذ اللہ جو دیکھے اس طرف یہ کسکی طاقت ہے
رگڑنے دو مجھے تلوؤں سے ٹک تو اپنی آنکھیں تم	〃	تصدق میں تمہارے جاؤں اس سے مجھ کو راحت ہے
کی میں نے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی	〃	میرے طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے
ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تھا جینا	〃	پڑ گئی اور یہ کیسی میرے اللہ نئی

خواجہ حیدر علی آتش ۵

۷۳ شعر
۱۱۴ افزون

فریب[1] حسن سے گبر و مسلماں کا چلن بگڑا	آتش
قبائے گل کو پہاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا	〃
امانت کی طرح رکھا زمیں نے روزِ محشر تک	〃
جہاں خالی نہیں رہتا کبھی ایذا دہندوں سے	〃
لگے منہ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیاں صاحب	〃
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اٹھ بھی کھڑے ہوئے	〃
ناقص ہے دوستداری میں کامل نہیں ہے تو	〃
یار[2] کو میں نے مجھے یار نے سونے نہ دیا	〃
بڑا زور سنتے تھے پہلو میں دل کا	〃
رونا تھا اوس کا لاش پہ خالی نہ مرکے	〃
ہوئی[3] حجت مجھے غنچہ کے چٹکنے کی صدا	〃
یار نے منہ دیکھکر آئینہ توڑا وقتِ صبح	〃
مشقِ[4] خرام میں عرق افشاں ہے روئے یار	〃
بیمارِ[5] عشق رنج و محن سے نکل گیا	〃
مرغانِ باغ آتشِ گل نے جلا دئے	〃
فرش[6] ہے اے یار خاکِ دوست دشمن زیرپا	〃
انگلیاں کانوں میں دیتا ہے دمِ رفتار یار	〃
شاہ راہِ ہستی موہوم میں وہ چال چل	〃
سن تو سہی جہان میں ہے تیرا فسانہ کیا	〃
طبل و علم ہی پاس ہے اپنے نہ ملک و مال	〃

خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا	
بن آئی کچھ نہ غنچہ سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا	
نہ اک مُو کم ہوا اپنا نہ اک تارِ کفن بگڑا	
ہوا ناسور پیدا اگر زخمِ کہن بگڑا	
زباں بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا	
میں جاہی ڈھونڈھتا تری محفل میں رہ گیا	
دشمن سے بھی غبار اگر دل میں رہ گیا	
رات بھر طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا	
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا	
سب رنج آنسوں کے بہانے بہادیا	
شک پڑا تھا دہنِ یار میں گویائی کا	
بدمزاج انسان ہوتا ہے جہاں سوکر اٹھا	
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا	
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا	
صیاد ہاتھ مَل کے چمن سے نکل گیا	
ہم گریبان پہاڑیں گے آیا جو دامن زیرپا	
ہر قدم پر آتی ہے آوازِ شیون زیرپا	
اپنی آنکھوں کو بچھادیں دوست دشمن زیرپا	
کہتی ہے تجھ کو خلقِ خدا غائبانہ کیا	
ہم سے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا؟	

۱ آتش ص۲۲۹ - مصحفی ص۲۱۱ - ۲ آباد - حوت ص۲۳ - جیب ص۹۰ - شبنم ۶ ص۱۴۹ - غوث ص۱۵۷ - گرا ص۲۰۳ - متین ص۲۲۵ - تاج ص۲۲۹ - تراب ص۷۰ - ۳ آتش ص۸۰ - امیر ص۳۱ - آباد ص۳۳ - عشق ص۱۰۳ - شبنم ۶ ص۱۴۹ - ۴ دل ص۱۱۲ - امانت ۲۵ - آباد ۲۳ - ذوق ۱۲۲ - سودا ۱۳۷ - شایق ۱۵۴ - تحمیر ۱۵۵ - عشق ۱۹۳ - تاج ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - میر ۲۱۸ - تاج ۲۲۹

۵ ولادت ۱۱۷۳ - نصیر ۲۲۹ - تاج ۲۲۸ - نصیر ۲۳۲ - بیدل فاضلہ

ترچھی نظر سے طائرِ دل ہو چکا شکار	آتش	جب تیر کج پڑیگا اُڑیگا نشانہ کیا؟
چاروں طرف سے صورتِ جاناں ہو جلوہ گر	〃	دل صاف ہو تیرا تو ہے آئینہ خانہ کیا؟
زیرِ زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف	〃	قارون نے راستہ میں لٹایا خزانہ کیا؟
آشنا گوش سے اوس گل کے سخن ہے کس کا	〃	کچھ زبان سے کہے کوئی یہ دہن ہے کس کا
دستِ قدرت نے بنایا ہے تجھے اے محبوب	〃	ایسا ڈھالا ہوا سانچہ میں بدن ہے کس کا
باغِ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت	〃	باغبان کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا
لبِ شیریں تک اُن کے آئی بات	〃	بن گئی قند کی مٹھائی بات
نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے	〃	نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات
تازگی فکر کی کبھی نہ گئی	〃	جب سنائی نئی سنائی بات
یہ صدا آتی ہے خموشی سے	〃	منہ سے نکلی ہوئی پرائی بات
پری[۱] پسند طبیعت پہ ہے نہ حور پسند	〃	تمہارے بندے ہیں ہم ہمکو ہیں حضور پسند
باغ[۲] میں آکر کہاں جاتا ہے اے رشکِ بہار	〃	گل کو خندان چھوڑ کر بلبل کو نالاں چھوڑ کر
مرے[۳] صنم کا کسی کو مکان نہیں معلوم	〃	خدا کا نام سنا ہے نشان نہیں معلوم
اخیر ہو گئے غفلت میں دن جوانی کے	〃	بہارِ عمر ہوی کب خزاں نہیں معلوم
یہ اشتیاق شہادت میں محو تھا دمِ قتل	〃	لگے ہیں زخم بدن پر کہاں نہیں معلوم
چھٹیں گے زیست کے پھندے سے کس دن اے آتش	〃	جنازہ ہوگا کب اپنا رواں نہیں معلوم
تجھ[۴] سا کوئی زمانے میں معجز بیاں نہیں	〃	آگے ترے مسیح کے منہ میں زباں نہیں
خاک[۵] میں مل کے بھی ہونگا نہ غبارِ دامن	〃	کمر یار سے اُٹھتا نہیں بارِ دامن
نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی دوست مرا	〃	بارِ خاطر نہ کسی کا نہ غبارِ دامن
فرقتِ یار میں اشکوں کو میرے روک سکے	〃	آستیں کا ہے نہ یہ کام نہ کارِ دامن
موسمِ گل کی ہوا چلتے ہی پاؤں کو میرے	〃	خار کی طرح کھٹکتے جاتے ہیں تارِ دامن
پائی جاتی ہے محبت مجھے اون سے آتش		کھینچتے ہیں مرے دامن کو جو خارِ دامن

[۱] اسیر بہ تبدیل قافیہ ۳۲ = [۲] ذوق ۱۲۳ - شہیدی ۱۴۹ - ناسخ ۲۲۹ - نصیر ۲۳۴ - رئیس ۲۳۶ = [۳] بلیل ۸۵ - رند ۱۲۸ - شاد بہ تبدیل قافیہ ۱۵۳ = [۴] آزردہ ۳۰ - اصغر ۵۱ - داغ ۱۱۷ - ضامن ۱۶۴ - غالب ۱۸۳ - شق ۱۹۵ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ = [۵] جلال ۲۵۳ - ناسخ بہ تبدیل قافیہ ۲۳۰ - بیدار ۶۵ بہ تبدیل قافیہ -

مرے دل کو شوقِ فغاں نہیں مرے لب کو آہ کی چاہ نہیں	آتش	وہ دہن ہوں جس میں زباں نہیں وہ جرس ہوں جس میں صدا نہیں
تیرا نیازمند جو اے نازنیں نہیں	″	دونوں جہاں میں اس کا ٹھکانا کہیں نہیں
عمرِ گذشتہ کا کہیں لگتا نہیں پتہ	″	بالائے آسمان نہیں زیرِ زمین نہیں
طولِ شبِ فراق کا قصہ بیان نہ ہو	″	خطِ یار کو لکھوں تو سیاہی رواں نہ ہو
جورو جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو	″	دل پر ہجوم غم ہو جبیں پر شکن نہ ہو
رُو اس قدر کہ آبروِ ابر تر رہے	″	اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو
رات بھر آنکھوں کو اس امید پر کھتا ہوں بند	″	خواب میں شاید کہ دیکھوں طالعِ بیدار کو
آنکھیں نہیں ہیں چہرہ پہ تیرے فقیر کے	″	دو ٹھیکرے ہیں بھیک کے دیدار کے لئے
پیرہن تیرے شہیدوں کے گلستاں ہو گئے	″	پاؤں رکھا جس جگہ کنجِ شہیدان ہو گئے
آرزو رہ گئی اوس کوچہ میں پامالی کی	″	دھوم ہی دھوم فقط چرخِ جفاکار کی تھی
تیغِ ابرو نے کیا قتل مجھے قاتل نے	″	وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی
اگر بخشے زہے قسمت نہ بخشے تو شکایت کیا	″	سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے
آسمان مر کے تو راحت ہو کہیں تھوڑی سی	″	پاؤں پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی
کنجِ تنہائی میں بھی چلا کے رو سکتے نہیں	″	لوگ کہتے ہیں در و دیوار کے بھی گوش ہے
دہن پر ہیں ان کے گمان کیسے کیسے	″	کلام آتے ہیں درمیاں کیسے کیسے
نہ گورِ سکندر نہ ہے قبرِ دارا	″	مٹے نامیوں کے نشاں کیسے کیسے
زمینِ چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا	″	بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
جہاں تک کہ شکرِ نعمت وہ کم ہے	″	مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے
نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا	″	تڑپتے رہے نیم جان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ حرماں	″	ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے
بڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی	″	کل جو آنی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی
یہ کس رشکِ مسیحا کا مکاں ہے	″	زمیں جسکی چہارم آسمان ہے

لہ تاریخ ۲۳۱ - لہ حیدر ۱۰۲ - سہ آزاد ۲۰ - آباد ۲۴ - کہ تاریخ ۲۳۲ - ۵ اکبر ۴۵ - آباد ۲۴ - تاریخ ۲۳۲ - نمبر ۱۶۹ بہ تبدیل قافیہ لہ تاریخ ۲۳۲ - آباد ۲۴ - کیفی ۲۰۲ - لاجد ۲۵۳ ۷ داغ ۱۲۰ - امیر ۳۶ - رند ۱۳۰ بہ تبدیل قافیہ ۸ بلیل ۸۸ - فیاض ۱۸۹ - ۹ تاریخ ۲۳۳ - بیخود ۱۵۹ شکر ۱۵۲ - بندہ ۶۵ - ۱۰ اکبر ۴۴ - داغ ۱۱۷ - جرأت ۱۸۱

خدا پنہاں ہے عالم آشکارا	آتش	نہاں ہے گنج ویرانہ عیاں ہے
تکلف سے بری ہے حسنِ ذاتی	″	قبائے گل میں گل بوٹا کہاں ہے
چلی ہے ایسی زمانے میں کچھ ہوا اُلٹی	″	کہ سیدھی بات سمجھتے ہیں آشنا اُلٹی
نگاہِ یار کے پھرتے ہی ہم سے اے آتش	″	زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی
بوئے گل کو رُخِ رنگیں سے تیرے کیا نسبت	″	قدِ صنوبر کا یہ بُوٹا سا کہاں ہوتا ہے
وعدۂ شب نہ کرائے ماہ لقا جھوٹ نہ بول	″	جلوہ گر رات کو خورشید کہاں ہوتا ہے
فرشِ گل پر وہ نزاکت سے نہیں سو سکتے	″	تنِ نازک پہ رگِ گل کا نشاں ہوتا ہے
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہوا ہے	″	موت آئی ہے سر چڑھتا ہے دیوانہ ہوا ہے
صورتِ شمع ہوں ہر چند فروغِ محفل	″	بات کرنے نہیں پاتا کہ زبان کٹتی ہے

۲۰ شعر — مرزا مہدی حسن خاں آباد لکھنوی
۱۳۴۱ افزون

ترے بیمار کو یارا نہیں گویائی کا	آباد	اے مسیحا یہی موقع ہے مسیحائی کا
کنجِ مرقد میں بہت چین سے سوئیں گے ہم	″	خوب لوٹیں گے مزا عالمِ تنہائی کا
نہ دشمن پڑیں دامِ طلسمِ حسن کے پھندے	″	اُلجھ جائے نہ یارب دل کسی انسان کا
کبھی چشکیں نہ پھر گردِ قمر اس شکل سے تارے	″	چمکنا دیکھ پائیں گر ترے ماتھے کے افشاں کا
سیلابِ اشک سے نہ فقط ہر مکان گرا	″	کر و بیاں میں غل ہے کہ اب آسمان گرا
فوراً تڑپ کے حرف سے ہر حرف ہو جدا	″	لکھدوں جو خط میں حال کبھی اضطراب کا
اے صنم تجھ تک پہونچنا کچھ ہمیں مشکل نہیں	″	بند کی جب آنکھ سارا فاصلہ جاتا رہا
اڑاؤں کیوں نہ گریباں کی دھجیاں ہیئت	″	وہی یہ ہاتھ ہیں جس میں کسی کا دامن تھا
واہیں بعدِ فنا قبر میں آنکھیں آباد	″	حشر تک حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
سکروں منزلِ راہِ فنا میں کون ہے ہم سا	″	جھٹک دی چڑھ گئی جب گردِ ہستی اپنے دامن پر

---

۱ تابان ۷۱ - قدر ۱۹۸ - تلندر ۱۹۹ - غالب ۱۸۳ - عزیز ۱۷۵ - گویا ۲۰۴ - مومن ۲۱۷ - وزیر ۲۴۹ - ۲ تبدیل قافیہ سے آتش ۲۰ - امیر ۳۱ - ثاقب ۸۰ - خلق ۱۰۴ - سیف ۱۴۸ - ۳ جرأت ۸۱ - حمید ۱۰۲ - رونق ۱۱۳ - خیرن ۱۰۵ - رضا ۱۳۳ - خلق ۲۰۳ - نیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - تراب ۲۷۶ - ۴ امانت ۲۵ - رونق ۱۱۲ - ذوق ۱۲۲ - سودا ۱۳۶ - شائق ۱۵۴ - تسکین ۱۵۵ - خلق ۱۹۳ - فراغ ۱۹۹ - یکمنی ۲۰۱ - نیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - آتش ۲۰ - ۵ امیر ۳۴ - جلال ۸۳ - ریاض ۱۳۳ - ۶ آتش ۲۰ - تراب ۷۶ - مہیب ۹۸ - شہیدی ۱۴۹ - گویا ۲۰۳ - مہین ۲۲۵ - ناسخ ۲۲۹ - شوکت ۱۵۷ -

دل جلے آباد سب کے کام آتے ہیں یہ سن	آباد	ہے دلیل اس پر قوی ہر گھر میں ہے روشن چراغ
اوس[۱] مہ جبین نے ماتھے پہ افشاں نہیں چنے	"	تارے جڑے ہیں یہ ورقِ آفتاب میں
فقط امید ہے بخشش کی تری رحمت سے	"	وگرنہ عفو کے قابل مرے گناہ نہیں
گل[۲] گلزار انگاروں کی صورت سے دیکھتے ہیں	"	لگادی آگ کس کے شعلۂ رخ نے گلستاں میں
سینکڑوں[۳] ہی کشتۂ رفتارِ جاناں ہو گئے	"	پاؤں رکھا جس جگہ گنجِ شہیداں ہو گئے
مرہی[۴] جاؤنگا نہ ابرو کو چڑھا غصہ سے	"	ہے بہت میرے لئے چینِ جبیں تھوڑی سی
تو گیا جس دم مرے آگے سے بیخود ہو گیا	"	تو نظر کے سامنے جبتک ہے مجھ میں ہوش ہے
کم[۵] نہیں محراب کعبہ سے خمِ تیغِ صنم	"	سر جھکا دینا ہمارا سجدۂ شکرانہ ہے
آستانِ یار سے اٹھکر نہیں جاتا کہیں	"	کام میں ہشیار اپنے یہ دلِ دیوانہ ہے
ہے تماشہ کی جگہ عالمِ اسباب مجھے	"	بخت بیدار دکھاتا ہے نئے خواب مجھے

۳ شعر / ۱۳۷ (فروں) واجد علی شاہ اختر (۷)

لکھے نہ پڑھے جناب والا	اختر	شاگردِ رشیدِ حق تعالےٰ
مجھ[۶] سا رستم ہے کوئی دنیا میں کہہ انصاف سے	"	پاؤں کے نیچے زمین ہے آسماں بالائے سر
فرشِ آبِ چشمِ حیرت پر حباب استادہ ہے	"	خیمۂ اہلِ فنا بالائے آب استادہ ہے

۴۹ شعر / ۱۸۶ - افزوں سید آغا حسن امانتؔ

کیا[۷] کیا ہے کرم مجھ پہ خدائے دو جہاں کا	امانت	شکر اس کا ادا کر سکے کیا منہ ہے زباں کا
زمزمہ کس کی زبان پر دلِ ناشاد آیا	"	منہ نہ کھولا تھا کہ پر باندھنے صیاد آیا
جہاز[۸] زندگی یکدم میں میرا تا عدم پہونچا	"	مقر ہوں میں تو قاتل آب خنجر کی روانی کا

[۱] اسیر ۳۲ - تجر ۶۹ - راسخ ۱۳۲ - ذوق ۱۲۳ - شیفتہ ۱۴۹ - غالب ۱۸۱ - قلق ۱۹۴ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ -
[۲] رند ۱۲۸ - ناسخ ۲۳۰ - [۳] آتش ۲۲ - آزاد ۳۰ - [۴] آتش ۲۲ - اکبر ۴۵ - ناسخ ۲۳۲ - ظہیر ۱۶۹ بر تبدیل قافیہ - [۴] ناسخ ۲۳۲ اقبال ۵
آتش ۲۲ - کیفی ۲۰۲ - لاحد ۲۵۳ - [۵] اسیر ۳۲ - جگر ۹۰ - عثمان ۱۷۲ = [۶] نسیم ۲۳۶ - تجر ۶۹ - گویا ۲۰۴
[۷] قائم ۱۹۶ - [۸] جلال ۸۲ - راسخ ۱۱۳ - صبا ۱۵۹ - قلق ۱۹۳ -

تری مژہ پہ نہ ہوتا اگر یہ مائل دل	امانت	جگر کا آبلہ کیوں نوکِ خار میں ہوتا
دکھاتے سلکِ گہر میں ہر ایک کو یاقوت	〃	جو لعلِ دل کوئی اشکوں کے تار میں ہوتا
ہوس ہے خاک ہوئے پر بھی کوچہ گردی کی	〃	ہوا کا گھر میری مشتِ غبار میں ہوتا
صورت[۱] وصالِ یار کی کس طرح دیکھئے	〃	اُٹھتا نہیں ہے بیچ سے پردا حجاب کا
روشن دلوں کو بادِ حوادث سے کیا گزند	〃	صرصر سے گل ہوا نہ چراغ آفتاب کا
سیلِ فنا کو صفحۂ دریا پہ موج نے	〃	لکھا ہے فتح نامہ شکستِ حباب کا
دیدۂ تر میں میرے پھرتی ہے صورت یار کی	〃	دیکھ لو پانی میں لہراتا جوڑا سانپ کا
خط جو نکلا زلفِ منت کی بڑھائی یار نے	〃	زہر جب اگلا تو اس نے ساتھ چھوڑا سانپ کا
نالہ[۲] کبھی جو اپنے دہن سے نکل گیا	〃	اک تیر تھا کہ چرخِ کہن سے نکل گیا
دم اس طرح ہمارے بدن سے نکل گیا	〃	جیسے کوئی رئیس وطن سے نکل گیا
میں دید کا خواہاں جو ہوا ہنس کے وہ بولے	〃	دیکھے تو کوئی طالبِ دیدار کی صورت
دنیا سے سفر کر کے لگی آنکھ لحد میں	〃	منزل پہ پہونچکر ہوئی آرام کی صورت
کانٹے[۳] تلوؤں میں میرے فرق پہ ہیں داغِ جنوں	〃	پاؤں میں دامنِ صحرا ہے گلستاں سر پر
آدمی کیا وہ فرشتوں کی نہیں سنتے ہیں	〃	بھوت بن جاتے ہیں جب چڑھتا ہے شیطان سر پر
مدتوں سے غمِ جاناں میں ہیں بیتابی پر	〃	طائرِ دل کے نکل آئے ہیں سیمابی پر
پھری[۴] آنکھ اُس نے تو اک دم مجھے آرام نہیں	〃	گردشِ چشم کم از گردشِ ایام نہیں
آنسو[۵] رواں ہیں زلفِ سیہ کے خیال میں	〃	موتی پرو رہا ہوں ترے بال بال میں
یوں ساتھ ہیں نبیؐ کے امانت امام سب	〃	بارہ مہینہ جیسے کہ ہیں ایک سال میں
کٹ گئی رشک سے ہر خستہ جگر کی گردن	〃	تم نے محفل میں ادھر سے جو اُدھر کی گردن
سرکشی عیب سمجھتے ہیں ولا اہلِ کمال	〃	خم نظر آتی ہے ہر اہلِ ہنر کی گردن
ہاتھ دکھ جائیں گے قاتل نہ لگا تیر اتنے	〃	کاٹ لے تیغ سے مجھے سینہ سپر کی گردن
زیست منظور ہے میری تو یوں ہی لیٹے رہو	〃	دم نکل جائیگا زانو سے جو سر کی گردن

[۱] آتش-۲ آیا ۲۳- داغ ۱۱۲- ذوق ۱۲۲- بیدا ۱۳۷- شاہ ۱۵۴- شمشیر ۱۵۵- علق ۱۹۳- قائم ۱۹۹- کیفی ۲۰۱ میر ۲۱۸- ناسخ ۲۲۹- [۲] آتش ۲۰- ناسخ ۲۲۹- نسیم ۲۳۶- [۳] علق ۱۹۴- وزیر ۲۴۵- [۴] مزاج ۱۷۴- صبا ۱۶۰- [۵] امجد ۵۶-

۲۶

وقتِ بد کوئی دکھاتا نہیں ثابت قدمی	امانت	ہلنے لگتی ہے ضعیفی میں بشر کی گردن
خشک کر دیتا ہے آنسو وہ گلا دکھلا کر	〃	آبرو کھوتی ہے اس دیدۂ تر کی گردن
تمہارے حسن کی کیونکر نہ اک عالم میں شہرت ہو	〃	پری ہو، حور ہو، رشکِ قمر ہو، مہر طلعت ہو
شبِ تاریک میں میں دوڑ کے لپٹا جو اُس سے	〃	لگا کہنے جھجک کر میں نے پہچانا امانت ہو
دیتے نہیں جواب خزاں و بہار کچھ	〃	اپنی زبان میں کہتی ہے بلبل ہزار کچھ
آنکھوں پہ کیوں ملک نہ رکھیں مرتضیٰ کے ہاتھ	〃	عالم کے دستگیر ہیں دستِ خدا کے ہاتھ
تارے بنا کے سر پہ رکھے آسمان نے	〃	ذرّے جو آ گئے جو تیرے نقشِ پا کے ہاتھ
کس کے غم میں ہوی اے شخص یہ حالت تیری	〃	رونا آتا ہے مجھے دیکھ کے صورت تیری
دن ہو گیا نمود شبِ وصل کٹ گئی	〃	اُلٹی نقاب کیا میری قسمت اُلٹ گئی
یہ کس کی زلف کی ناگن نے اے دل مار ڈالا ہے	〃	کہ کوسوں تک میری تربت پہ پھیلا کوڑیالا ہے
گلا تلوار پر، آنکھوں میں آنسو لب پہ نالہ ہے	〃	حواس اپنے نہیں ہیں جب سے ہوش اسنے سنبھالا ہے
گرایا مصحفِ عارض کو ہم صورت کی نظروں سے	〃	بجا ہے اے صنم خطِ سیہ کا منہ جو کالا ہے
خیالِ گیسوئے شبگوں سے رہتا ہے یہ دل روشن	〃	اندھیرا جس کو کہتے ہیں میرے گھر کا اُجالا ہے
کیا ہے تازہ نخلِ غم کو ٹھنڈی سانس بھر بھر کے	〃	بڑی محنت سے میں نے یہ شجر جاڑے میں پالا ہے
سرشک دیدہ ہائے تر سے دھو ڈالو گناہ میں کو	〃	انھیں چشموں سے اے دل آبِ محشر میں پانی ہے
زاہد کو ہے نماز میں بھی یادِ قدِّ یار	〃	قدِ قامت الصلوٰۃ زبان پر مدام ہے
دستِ رنگیں کو نہ اس کے کسی عنوان پہونچے	〃	ایسے پائیگا کہاں پنجۂ مرجان پہونچے
گو اندھیرا ہے نہ تکیہ، نہ بچھونا، نہ چراغ	〃	پہونچے منزل پہ مگر بے سر و سامان پہونچے
وہ گھر سے پچھلے پہر بے نقاب نکلا ہے	〃	سحر سے پہلے ہی آج آفتاب نکلا ہے
پسینہ اُس کے رُخِ آتشیں سے ہے جاری	〃	عجب تماشہ ہے آتش سے آب نکلا ہے
سنی کسی نے نہیں غم کی داستاں میری	〃	وہ کم سخن ہوں کہ گویا نہیں زبان میری
ہر ایک آہ میں پیدا نہ کس طرح ہو دھواں		سُلگ رہی ہیں تپِ غم سے ہڈیاں میری

۱ نظام ۲۳۸ - اسیر ۳۲ - ۲ داغ ۱۱۸ - ۳ قلق ۱۹۵ - جرأت ۸۱ - ۴ ضامن ۱۶۴ - ۵ تیر ۲۱۱

حسرت و نظر بہ تبدیل قافیہ ۱۹۹-۲۴۳ -

ہجومِ گُل سے گلستاں کی راہ ہے مسدود	امانت	رسائی ہوتی نہیں تا آشیاں میری
سنا ہے قطع وہ کرتے ہیں زلفِ منت کی	〃	ہزار شکر کہ کٹتی ہیں بیڑیاں میری

۳۰ شعر
۲۱۶ افزون
میر ببر علی انیسؔ ۹

قریبِ قبر ہم آئے کہاں کہاں پھر کر	انیسؔ	تمام عمر ہوئی جب تو اپنا گھر دیکھا
نہ جانے برق کی چشمک تھی یا شرر کی لپک	〃	ذرا جو آنکھ جھپک کر کھلی شباب نہ تھا
منہ[1] کو رکھا جو تیرے آتشیں رخساروں پر	〃	چین تھا دل کو تو نیند آ گئی انگاروں پر
مرا رازِ دل آشکارا نہیں	〃	وہ دریا ہوں جس کا کنارا نہیں
وہ پانی ہوں شیریں نہیں جس میں شور	〃	وہ آتش ہوں جس میں شرارا نہیں
جہنّم سے ہم بیقراروں کو کیا؟	〃	جو آتش پہ ٹھیرے وہ پارا نہیں
پھرے دوست جب ہو گئی قبر بند	〃	کھلا اب کہ کوئی ہمارا نہیں
در[2] پہ شاہوں کے نہیں جاتے فقیر اللہ کے	〃	سر جہاں رکھتے ہیں سب ہم واں قدم رکھتے نہیں
جو سخی ہیں مال دنیا سے ہیں خالی ان کے ہاتھ	〃	اہلِ دولت جو ہیں وہ دستِ کرم رکھتے نہیں
یہ غل تھا مہرِ نبوت پہ جب چڑھے حسنینؑ[3]	〃	جڑا ہے ایک انگوٹھی پہ دو نگینوں کو
یہ جھُرّیاں نہیں ہاتھوں پہ ضعفِ پیری نے	〃	چُنا ہے جامۂ اصلی کی آستینوں کو
خیالِ خاطرِ احباب چاہیئے ہر دم	〃	انیسؔ ٹھیس نہ لگ جائے آبگینوں کو
یوں غیض ہے شمر کی طلب سے دلیر کو	〃	جس طرح ٹوک دے کوئی غصّہ میں شیر کو
دریا نہ تھمتا خوف سے اس برق تاب کے	〃	لیکن پڑے تھے پاؤں میں چھالے حباب کے
گنہ[4] کا بوجھ جو گردن پہ ہم اُٹھا کے چلے	〃	خدا کے آگے خجالت سے سر جھکا کے چلے
طلب سے عار ہے اللہ کے فقیروں کو	〃	کبھی جو ہو گیا پھیرا صدا سنا کے چلے
کسی کا دل نہ کیا ہم نے پائمال کبھی	〃	چلے جو راہ تو چیونٹی کو بھی بچا کے چلے

[1] رآسخ ۱۳۲ [2] رسا بتبدیل قافیہ ۱۳۴ [3] فاضل ۲۵۲ [4] فاضل ۲۵۲

ملک پکارے کہ اُلٹا زمین کا طبقہ	انیس	حسینؑ فوج پہ جب آستیں چڑھا کے چلے
ملا جنھیں انہیں اُفتادگی سے اَوجِ ملا	〃	انھیں نے کھائی ہے ٹھوکر جو سر اٹھا کے چلے
مقام یوں ہوا اس کارگاہِ دنیا میں	〃	کہ جیسے شب کو مسافر سرا میں آ کے چلے
خیالِ خام ہے اہلِ جہان کی الفت	〃	چلی جدھر کی ہوا ساتھ یہ ہوا کے چلے
انیس دم کا بھروسہ نہیں ٹھہر جاؤ	〃	چراغ لے کے کہاں سامنے ہوا کے چلے
غُل ہوا جنگ کو اللہ کے پیارے نکلے	〃	اے فلک دیکھ زمیں پر بھی ستارے نکلے
خود پیام زندگی لائی قضا میرے لئے	〃	شمعِ کُشتہ ہوں فنا میں ہے بقا میرے لئے
ہمیں تو دیتا ہے رازق بغیر منت کے	〃	وہی سُوال کریں جو خدا نہیں رکھتے
کمر کس کر علیؑ اکبر نے سہرا جب رکھا سر پر	〃	بلائیں لے لیں اُٹھ کر ماں نے گھونگرو والے بالوں کی
جوانانِ علیؑ کو دیں تو پھر تشبیہ کس سے دیں	〃	کہاں سے ڈھونڈھ کر لائیں مثالیں بے مثالوں کی
معاذ اللہ رعبِ دلبرانِ حضرتِ زینبؑ	〃	علیؑ کا رعب، چتون شیر کی آنکھیں غزالوں کی
غمِ اصغر میں بانو کہتی تھیں مرتی ہوں اے بیٹا	〃	سنگھاؤ اُٹھ کے خوشبو اپنے گھونگرو والے بالوں کی
عزادار اس طرف سب تعزیہ شہ کا اٹھاتے ہیں	〃	وہاں نقلیں لکھی جاتی ہیں جنت کے قبالوں کی

۲ شعر
۲۱۸ افزوں

مرزا حسن علی احسن ۱۱

عشق کی آتش جلے ہے یوں دلِ مایوس میں	احسن	جس طرح شعلہ ہو روشن شمع کا فانوس میں
نامہ پٹک کے ہاتھ سے آئینہ دیکھنے لگا	〃	اس سے یہ ہم پہ کھل گیا صاف ہمیں جواب ہے

۳ شعر
۲۲۱ افزوں

میر شیر علی افسوس ۱۱

بزم میں اُس کی نہ ہنستے ہیں نہ رو سکتے ہیں	افسوس	چپکے بیٹھے ہوئے اک ایک کا منہ تکتے ہیں

پیری آتی ہے جوانی یہ چلی جاتی ہے	افسوس	دھوپ چڑھتی ہے دلا چھاؤں ڈھلی جاتی ہے
کیا کہوں آہ شہر یار کی حالت دل سے	"	جب نکلتی ہے یہ بجلی سی کڑک جاتی ہے

۱ شعر ۲۲۲ افزون — نواب امیر خاں[۱۲]

علی کا بیاہ ایسا جگمگا تھا	امیر خاں	شبِ معراج جس کا رتجگا تھا

۱ شعر ۲۲۳ افزون — محمد میر اثر[۱۳]

کلیجہ پک گیا میں کیا کہوں اس دل کے ہاتھوں سے	اثر	ہمیشہ کچھ نہ کچھ اس میں خیالِ خام رہتا تھا

۲ شعر ۲۲۵ افزون — اوباش[۱۴]

مُو سے باریک بتاتے ہیں کمر اس گل کی	اوباش	مجھ کو حیرت ہے کہ اس گل کی کمر ہے کہ نہیں
بیٹھے کوچہ میں مجھے دیکھا تو ترک کر بولے	"	یاں سے اٹھ جایئے اب آپ کا گھر ہے کہ نہیں

۱ شعر ۲۲۶ افزون — ظفر علی آزاد[۱۵]

پوچھتے کیا ہو کہ بیداد کروں یا نہ کروں	آزاد	یہ تو فرماؤ کہ فریاد کروں یا نہ کروں

۲ شعر ۲۲۸ افزون — صدر الصدور مفتی صدر الدین خاں آزردہ[۱۶]

[۱] نذار ۱۳۶ - سودا بہ تبدیل قافیہ ۱۳۸

نالوں[1] سے میرے کب تہ و بالا جہاں نہیں	آزردہ	کب آسماں زمین و زمین آسماں نہیں
افسردہ دل نہ ہو درِ رحمت نہیں ہے بند	〃	کس دن کھلا ہوا درِ پیر مغاں نہیں

اثیم ۱۷

۱ شعر
۲۲۹ افزون

تیغ[2] ابرو سے کیا ہے کافر نے شہید	اثیم	یہی کہتا ہوا اٹھوں گا جو محشر ہوگا

عبدالرحمٰن خاں احسان ۱۸

۵ شعر
۲۳۴ افزون

دلِ صد چاک کی پوچھی جو خبر اس سے تو آہ	احسان	گلِ صد برگ مرے سامنے لا کر توڑا
کہے گی خاک تو پیغام اے صبا میرا	〃	ہوائے یار میں دم ہی ہوا ہوا میرا
جو[3] مر بھی جاؤں نہ لیجیو مری وفات کا ذکر	〃	وفا کے نام سے چڑتا ہے بے وفا میرا
کسی نے پوچھا کہ احسان غلام کس کا ہے	〃	لبوں پہ لا کے تبسم کو یہ کہا "میرا"
چین[4] تجھ کو بھی نہ ہو مجھ کو ستانے والے	〃	تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے

شمس العلماء محمد حسین آزاد ۱۹

۴ شعر
۲۳۸ افزون

جہازِ عمرِ رواں پر سوار بیٹھے ہیں	آزاد	سوار خاک ہیں بے اختیار بیٹھے ہیں
کہیں خنجر کہیں شمشیر نظر آتی ہے	〃	سامنے موت کی تصویر نظر آتی ہے
صبح[5] کس رفتار سے آئے تھے تم گلزار سے	〃	جس روش پر تھے وہیں سرو چراغاں ہو گئے
سناؤں داستانِ عشق سب قلقل کے پردہ میں	〃	صراحی کے دہن پہ کاٹ کر رکھ دو زباں میری

---

[1] آتش ۲۱ - اصغر ۵۱ - داغ ۱۱۷ - ضامن ۱۶۴ - غالب ۱۸۳ - قلق ۱۹۵ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰
[2] - اکبر ۴۰ ابتدیل قافیہ [3] اکبر ۳۹ - [4] خانم ۱۰۸ - صبا ۱۵۹ - لاحد ۲۵۳ - (داغ و ظہیر و لاحد ۱۱۹ و ۱۶۵ و ۲۵۴ [5] تبدیل قافیہ [6] آتش ۲۲ آباد ۲۴

۲۰ خان بہادر نبہادر جنگ تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علی اسیر

شعر ۵۰ ۲۸۸ افزون

بجا ہے عکس جو آئینہ میں نہیں پڑتا	اسیر	خدا نے تم کو زمانے میں بے مثال کیا
ہوی یہ بات مجھے حالِ بدر سے روشن	〃	دیا زوال جسے صاحبِ کمال کیا
وہ حسین تو ہے کہ دیکھے جو تجھے ساری عمر[1]	〃	دل نہ ہو سیر تماشے سے تماشائی کا
سفید ایسا ہوا خوف کے مارے تن کا	〃	کہ پردہ حشر کے دن رہ گیا قاتل کے دہن کا
آنکھ اس کی پھرے مجھ سے یہ باور نہیں آتا	〃	کیا ضعف سے بیمار کو چکر نہیں آتا
نوجوانی کا نہ پیری میں کبھی ہوش ہوا	〃	خواب دیکھا تھا جو شب صبح فراموش ہوا
خالی نہیں ہے فیض سے تکلیفِ اغنیا	〃	منعم مریض ہو تو مقدر طبیب کا
ذرا سی بات میں ہوتے ہیں اپنے بیگانے	〃	بڑا کمال ہے اپنا کسی کو کر لینا
خاکساری ہے مآلِ پختگی	〃	شاخ سے ٹپکا جو میوہ پک گیا
ہوا[2] جو خاک بدن ساغرِ شراب بنا	〃	ہزار شکر کہ ذرہ سے آفتاب بنا
نہیں جو قبر کسی ناتواں کی دریا میں	〃	تو سطحِ آب پہ کیوں گنبدِ حباب بنا
غرور و عجز میں صاحب کمال ہوتا تھا	〃	جو بڑھ کے بدر تو گھٹ کر ہلال ہوتا تھا
مال و متاعِ دہر کی پروا نہیں اسیر	〃	ہوں بے نیاز شکر ہے اس بے نیاز کا
ٹھیرا نہ یہاں قدم کسی کا	〃	مشکل ہے مقام دوستی کا
جو بحرِ شرم میں وہ مستِ ناز ڈوب گیا	〃	یہاں سفینۂ عمرِ دراز ڈوب گیا
نہ پوچھو سختیِ ہجراں میں حالِ کشتیِ عمر	〃	لگی پہاڑ کی ٹکر جہاز ڈوب گیا
ہو خاکسار صاحبِ توقیر ہو گیا	〃	پارہ ہوا جو خاک تو اکسیر ہو گیا
تدبیر جب کوئی نہ چلی وصلِ یار کی	〃	انجام کار قائلِ تقدیر ہو گیا
خیالِ نرگسِ میگوں جو وقتِ خواب رہا	〃	تمام رات مجھے نشۂ شراب رہا

[1] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - ناقب ۸۰ - خلق ۱۰۴ - سیف ۱۴۸ [2] ذوق - تبدیل بحر ۱۲۲

اگر بجلی[1] کبھی ابرِ سیہ سے نجد میں چمکی	اسیر	کہا مجنوں نے پردہ اُٹھ گیا لیلیٰ کے محمل کا
ہوا ثابت ہمیں طفلی، و پیری، وجوانی سے	〃	کہ ہستی سے عدم تک فاصلہ ہے تین منزل کا
حریصوں کا شکم بھرتا ہے کوئی جمعِ دولت سے	〃	کہ تاجِ زر پہ بھی رونا وہی ہے شمعِ محفل کا
قمر[2] تھی صبحِ شبِ وصل ہوا دامن کی	〃	دل بجھا کر وہ گئے شمعِ سحر کی صورت
خلق جسمیں کہ نہو اس کو بشر کیا کہیے	〃	یوں تو ہے گھاس بھی جنگل میں شجر کی صورت
دوست[3] کا عیب بھی ہو دوست کے نزدیک ہنر	〃	حق نے کی لکنتِ موسےٰ[4] دمِ تقریر پسند
رہا[5] ہے یادِ ابرو میں مجھے شغلِ فغاں برسوں	〃	وہ مومن ہوں کہ دی ہے میں نے مسجد میں اذاں برسوں
ساقی[6] کا عکسِ خط نہیں جامِ شراب میں	〃	بال آتے ہیں نظر قدحِ آفتاب میں
لطف[7] دے دُردِ مے ساقی تو ہے آبِ حیات	〃	چاہیئے دل صاف ظاہر میں کدورت ہو تو ہو
سارے عالم میں نہ پایا چین کا ہم نے مقام	〃	چل کے زیرِ خاک کچھ تربت میں راحت ہو تو ہو
کہیے[8] نمازِ عشق نئی طرح سے ادا	〃	بکبیر کہیئے دونوں جہاں سے اُٹھا کے ہاتھ
حسن[9] کے طالب نہیں رکھتے تمیزِ کفر و دیں	〃	ایک پروانے کو شمعِ کعبہ و بتخانہ ہے
دے خدا دولت تو پھر سائل ہو انساں کس لئے	〃	بے صدا ہے وہ لبالب مے سے جو پیمانہ ہے
کٹ[10] کے گردن سے گرا ہے پائے قاتل پر جو سر	〃	غور سے دیکھو تو یہ بھی سجدۂ شکرانہ ہے
کون ہے مجھ سا تہی قسمت کہ مانندِ حباب	〃	مے کا دریا ہے رواں خالی مرا پیمانہ ہے
روح[11] کے ساتھ ہی قالب میں قضا بھی آئی	〃	شمع آئی مرے گھر میں تو ہوا بھی آئی
اُڑتی[12] ناقۂ لیلےٰ ہے خبردار اے قیس"	〃	وہ اُڑی گرد وہ آوازِ درا بھی آئی
دیکھئے خوں ہو کس کس کا خدا خیر کرے	〃	غازہ تیار ہوا پس کے حنا بھی آئی
قُلْ هُوَ اللّٰه لگیں پڑھنے ہماری آنتیں	〃	فاقہ جس روز ہوا یادِ خدا بھی آئی
جُدا[13] ہیں جسم سے اعضائے جسم زیرِ زمیں	〃	خدا کی شان جو اپنے تھے وہ پرائے ہوئے
فسردہ یوں میرے داغِ جگر ہیں پیری میں	〃	چراغ جیسے دمِ صبح جھلملائے ہوئے
آیا ہے ہم کو ہاتھ یہ مضمون چراغ سے	〃	روشن اسی کا نام رہے جو جلائے دل

[1] جلال ۸۳ - قلق ۱۹۴ - تاریخ ۲۲۶ - [2] حالی ۹۵ - داغ ۱۱۳ - [3] آرزو ۲۱ - [4] تبدیلِ قافیہ - [5] قدر ۱۹۸ - قلق ۱۹۵ - داغ و نواب بتبدیلِ قافیہ ۱۱۶ و ۲۳۹ - [6] آباد ۲۴ - بحر ۶۸ - [7] راسخ ۱۳۲ - ذوق ۱۲۳ - شیفتہ ۱۴۹ - غالب ۱۸۱ - قلق ۱۹۴ - مومن ۲۱۵ تاریخ ۲۳۰ - [8] ذوق ۱۲۴ - ضاحک ۱۶۲ - [9] امانت ۲۶ - نظام ۲۳۸ - [10] آباد ۲۴۰ - بحر ۹۲ - عثمان ۱۷۲ - [11] امیر ۳۷ اکبر ۴۵ - [12] بحر ۶۸ - قلق ۱۹۶ - امیر ۳۸ -

قاتل[1] کو شام سے ہے خوشی صبحِ عید کی	اسیر	مہندی لگائی جاتی ہے خونِ شہید کی
توڑتے ہیں جو میرے دل کو یہ گھر کس کا ہے	〃	تمہیں انصاف کرو اس میں ضرر کس کا ہے
گرگ کا دھیان کنویں کی ہے نہ زنداں کی خبر	〃	خوش ہیں یعقوبؑ کہ یوسفؑ سا پسر کس کا ہے
ہر کوچہ[2] میں اس کی جستجو کی	〃	چھوڑی نہ گلی رگِ گلو کی
دامن سے جو تم نے اشک پونچھے	〃	مجھ خاک نشین کی آبرو کی
پہنا جو کفن سفید سمجھے	〃	یہ صبح ہے شامِ آرزو کی
دل کو نالوں کی دمِ نزع ہوس باقی ہے	〃	منزلِ آخر ہوئی فریادِ جرس باقی ہے
بس اسی زور پہ یہ کبر یہ نخوت نمرود	〃	چھین لی ایک ہی پشہ نے خدائی تیری
کھل کے گل تو کچھ بہارِ جانفزا دکھلا گئے	〃	حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

۱۰۶ شعرا — ملک الشعرا منشی امیر احمد مینائی امیرؔ — ۲۱
۱۳۹۴ افزون

کھنچا[4] ہے کیا پری نقشہ سراپائے محمدؐ کا	امیر	کہ نقاشِ ازل نے آپ سایہ رکھ لیا قد کا
تمنا ہے کہ اک اک بال کے سو سو بلائیں لے	〃	دلِ صد چاک شانہ بن کے گیسوئے محمدؐ کا
تمنا ہے درختوں پر ترے روضے کے جا بیٹھے	〃	قفس جس وقت ٹوٹے طائرِ روحِ مقید کا
جمالِ[5] یار کو کہتے ہو تم کہ ہاں دیکھا	〃	کلیمِ ہوش میں آؤ ابھی کہاں دیکھا
وہی چراغ، وہی گل، وہی قمر، وہی برق	〃	نئے لباس میں دیکھا اے جہاں دیکھا
کہیں تو دیکھ چکے ہیں یقین ہے دل کو	〃	مگر یہ یاد نہیں ہے تجھے کہاں دیکھا
پسِ[6] مرگ کاش یونہی مجھے وصلِ یار ہوتا	〃	وہ سرِ مزار ہوتا، میں تہِ مزار ہوتا
وہ مزا دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو ہے یارب	〃	مرے دونوں پہلوؤں میں دلِ بیقرار ہوتا
میں زبان سے تم کو سچا کہو لاکھ بار کہہ دوں	〃	اسے کیا کروں کہ دل کو نہیں اعتبار ہوتا
ترے تیر کی خطا کیا مری حسرتوں نے روکا	〃	نہ پلٹتی یہ بلائیں، تو جگر کے پار ہوتا

[1] قلق ۱۹۶ - [2] اسیر ۳۷ - داغ ۱۱۸ - [3] میں نے امیر الشعرا لکھا تھا۔ مگر جناب شاب فرماتے ہیں کہ ملک الشعرا خطاب تھا۔ (مؤلف)
[4] ناسخ ۲۸۸ - فاضل ۲۵۲ - شہیدی ۱۴۹ - قلق ۱۹۳ - [5] بیان ۶۶ - بہ تبدیل قافیہ - [6] آسیؔ ۵۸ - داغ ۱۱۲ - غالب ۱۷۹ -

اس سرا[1] میں میں مسافر نہیں رہنے آیا	امیر	رہ گیا تھک کے اگر آج تو کل جاؤں گا
آیت[2] لا تقنطوا پڑی تو عاصی بول اٹھے	〃	آج سب اندیشۂ روزِ جزا جاتا رہا
ہائے وہ صبحِ شبِ وصل اُن کا کہنا شرم سے	〃	ابتو مری بیوفائی کا گلہ جاتا رہا
ناوکِ ناز سے مشکل ہے بچانا دل کا	〃	درد اُٹھ اُٹھ کے بتاتا ہے ٹھکانا دل کا
آفریں کہنے سے رُک جاتا ہے قاتل میرا	〃	لذتِ قتل گھٹاتا ہے بڑھانا دل کا
دل مرا لیکے بتا دی مجھے مٹھی خالی	〃	پھر کہا دیکھ لیا ہاتھ سے جانا دل کا
کہتے ہیں کہہ تو دیا آئیں گے	〃	اب یہ کیا چڑھے کہ کب آئے گا؟
موقوف[3] جرم ہی پہ کرم کا ظہور تھا	〃	بندے اگر قصور نہ کرتے قصور تھا
داغ نے پھونکا ہمارے خانۂ تن کو امیر	〃	ایک چنگاری نے سارا گھر جلا کر رکھ دیا
شاخوں[4] سے برگِ گل نہیں جھڑتے ہیں باغ میں	〃	زیور اُتر رہا ہے عروسِ بہار کا
ہاتھ رکھکر مرے سینہ پہ جگر تھام لیا	〃	تم نے اس وقت تو گرتا ہوا گھر تھام لیا
قریب[5] ہے یار روزِ محشر چھپے گا کشتوں کا خون کیونکر	〃	جو چپ رہیگی زبانِ خنجر لہو پکاریگا آستیں کا
پوری مرادِ دل ہو کہ پھوٹے میرا نصیب	〃	چلتا ہوں اتبو کوچۂ قاتل کو یا نصیب
کہاں[6] ہے دارِ فنا میں قرار کی صورت	〃	نمودِ عمر ہے برق و شرار کی صورت
خوشا امیر وہ منعم کہ ہو کے دولتمند	〃	جھکائے سر شجرِ میوہ دار کی صورت
غیروں[7] سے کبھی ہے کبھی مجھ سے ہے لگاوٹ	〃	بہکی ہوئی پھرتی ہے محبت کی نظر آج
عالم میں رواج اب یہ ہوا بے ہنری کا	〃	ہم عیب کے مانند چھپاتے ہیں ہنر آج
بیگانے ہوئے نزع میں جتنے تھے یگانے	〃	آنکھیں جو پھریں پھر گئی عالم کی نظر آج
ہماری رائے میں بہتر ہے میکشی کو صلاح	〃	اب آگئے قاضی و مفتی و محتسب کی صلاح
ہوئے ہیں یکجا جو حشر کے دن حسین سب انبیا ہیں لیکن	〃	میں صدقے اپنی نگاہ کے ہوں پڑتی ہی بار بار تم پہ
تیر کھانے کی ہوس ہے تو جگر پیدا کر	〃	سرفروشی کی تمنا ہے تو سر پیدا کر
کونسی جا ہے جہاں جلوۂ معشوق نہیں	〃	شوقِ دیدار اگر ہے تو نظر پیدا کر

[1] سودا ۱۳۷ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۳ - امل ۲۲۳ - آثر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ آبا ۲۳ - ریاض ۱۲۳ - جلال ۸۳ [2] صفی بہ تبدیل قافیہ ۱۶۱
سعید ۱۴۴ - سودا ۱۳۷ - شگر ۱۵۱ - ضامن ۱۶۲ - جلیل ۸۵ - قلق ۱۹۴ - مصحفی ۲۱۱ - ولا ۲۴۷ - نصر ۲۳۳ [3] بقبال ۸۳ - قدر ۱۹۷
[4] جگر ۸۹ - عشا ۱۵۴ - داغ ۱۱۳ - خلق ۱۰۴ -

قطرۂ اشک بنے گوہرِ گوشِ جانان	امیر	آبرو اتنی تو اے دیدۂ تر پیدا کر
نرغہ ہے حسرتوں کا دلِ داغ داغ پر	〃	گرتے ہیں جس طرح سے پتنگے چراغ پر
کمر کو بال جب میں نے کہا جھنجلا کے وہ بولے	〃	نہ سمجھے آپ موٹی بات بھی باریک بیں ہو کر
دیکھ کر گستاخیٔ پروانہ شرماتی ہے شمع	〃	تھوڑی تھوڑی کیسی محفل میں ہوئی جاتی ہے شمع
پتیاں گل کی پریشان نہ کرے بادِ صبا	〃	کہیں منقار سے پر نوچ نہ ڈالے بلبل
دھیان صیاد کا، گلچین کا خطر خوفِ خزاں	〃	ہو بلا ایک تو سر سے اسے ٹالے بلبل
چھپ گئے پہلے تو مجھ کو دیکھ کر	〃	پھر کہا لو کس سے شرماتے ہیں ہم
ملا کر خاک میں بھی ہائے شرم اونکی نہیں جاتی	〃	نگہ نیچی کئے وہ سامنے مدفن کے بیٹھے ہیں
علاقہ میرے دشمن سے نہیں جاتا نہیں جاتا	〃	نہیں دشمن تو اب وہ سوگ میں دشمن کے بیٹھے ہیں
پھول ہیں پھولوں میں ہوں کانٹا ہوں کانٹوں میں امیر	〃	یار میں یاروں میں ہوں عیار عیاروں میں ہوں
الجھ پڑوں کسی دامن سے میں وہ خار نہیں	〃	وہ پھول ہوں جو کسی کے گلے کا ہار نہیں
کھیل ہے پتلیوں کا بزمِ جہاں کا عالم	〃	رات بھر کا یہ تماشا ہے سحر کچھ بھی نہیں
شکلِ ہستی و عدم آئینہ دکھلاتا ہے	〃	کہ ادھر سب نظر آتا ہے ادھر کچھ بھی نہیں
یار کے اٹھتے ہی برہم ہو گیا سامانِ عیش	〃	مے کہیں مینا کہیں ساقی کہیں ساغر کہیں
ملی ہے دختر رز لڑ جھگڑ کے قاضی سے	〃	جہاد کر کے جو عورت ملے حرام نہیں
روشنی نام کو بھی خانۂ ویران میں نہیں	〃	ہائے بجلی کی چمک بھی شبِ ہجراں میں نہیں
پڑ گیا تفرقہ آتے ہی خزاں کے ایسا	〃	رنگ پھولوں میں نہیں پھول گلستاں میں نہیں
رنگ پیری میں جوانی کے ہوں ممکن ہی نہیں	〃	پھولنے پھلنے کے اب دن ہی نہیں سن ہی نہیں
دیکھنے کو تمہیں اے اہلِ عدم آتے ہیں	〃	خیر اگر تم نہیں آتے ہو تو ہم آتے ہیں
کبابِ سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں	〃	جل اٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں
عزیز احباب ساتھی جتنے ہیں سب چھوٹ جاتے ہیں	〃	جہاں یہ تار ٹوٹا سارے رشتے ٹوٹ جاتے ہیں
ضبط کرنا دلِ حزیں نہ کہیں		چوٹ لگ جائیگی کہیں نہ کہیں

لہ اکبر ۴۱ - جلیل ۸۵ - حفیظ ۱۰۰ - بحرش ۱۷۶ - ظہیر ۱۶۸ - فروغ ۱۹۱ - وزیر ۲۴۵ جملہ شعرا بہ تبدیل قافیہ - ۲ شاداں ۱۵۰ یقین ۲۵۰ - رند دسودا ۱۲۸ و ۱۳۸ بہ تبدیل قافیہ - ۳ برق ۱۲۹ - ۴ عشق ۱۹۴ - ۵ مسکین ۲۲۲ - ۶ داغ ۱۱۵ - شائق ۱۵۵ - شاد ۱۵۱ - ۷ تشنہ ۷۸ - داغ ۱۱۶ قدر ۱۹۷ - فضل ۱۸۹ بہ تبدیل قافیہ بحر - ۸ داغ ۱۱۵ - عابد ۱۷۳ - حالی ۹۵ -

(بقیہ حاشیہ ۱۱۴ و ۱۱۵ صفحہ ۱۱۴ و ۱۱۵)

نہ تڑپ اس قدر دلِ بیتاب	امیر	سہم جائے وہ نازنیں نہ کہیں
گذشتہ[1] خاک نشینوں کی یادگار ہوں میں	″	مٹا ہوا سا نشانِ سرِ مزار ہوں میں
بڑے مزے سے گذرتی ہے بیخودی میں امیر	″	خدا وہ دن نہ دکھائے کہ ہوشیار ہوں میں
صورتِ[2] غنچہ کہاں تاب تکلم مجھ کو	″	منہ کے سو ٹکڑے ہوں آئے جو تبسم مجھ کو
برسوں جھیلی ہے مصیبت شبِ تنہائی کی	″	مدتوں گذرے ہیں گنتے ہوئے انجم مجھ کو
بولے[3] وہ آئے جو ناصح میرے سمجھانے کو	″	کون ہو تم نہ ستاؤ میرے دیوانے کو
وہ کہاں دن کہ رہا کرتا تھا دورِ ساغر	″	آنکھ بھر آتی ہے اب دیکھ کے پیمانے کو
حسرت سے دیکھتا ہوں جو اس کی طرف امیر	″	گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو
خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال	″	کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے
نہ واعظ[4] ہجو مے کر ایک دن دنیا سے جاتا ہے	″	ارے منہ ساقیٔ کوثر کو بھی اپنا دکھاتا ہے
جو کسی کو برا بھلا نہ کہے	″	وہ کسی سے برا بھلا نہ سنے
ہزار[5] برق نے چل پھر کے مشق کی لیکن	″	ادا نہ آئی ترے مسکرا کے آنے کی
ہم[6] بھی آخر کسی امید پہ برباد رہے	″	خیر! او بھولنے والے یہ ذرا یاد رہے
بعد[7] مرنے کے بھی چھوڑی نہ رفاقت میری	″	میری تربت سے لگی بیٹھی ہے حسرت میری
شرکتِ غم بھی نہیں چاہتی غیرت میری	″	غیر کی ہو کے رہے یا شبِ فرقت میری
تم کو آتا ہے پیار پر غصہ	″	مجھ کو غصہ پہ پیار آتا ہے
خنجر چلے کسی پہ تڑپتے ہیں ہم امیر	″	سارے جہان کا درد ہمارے جگر میں ہے
میرے گھر راتدن آنسوؤں کی جھڑی رہتی ہے	″	ہاتھ باندھے ہوئے برسات کھڑی رہتی ہے
مسی پر چھوٹ افشاں کی پڑی ہے	″	کنی ہیرے کی نیلم میں جڑی ہے
نہیں پلکوں کی او جہل میں یہ پتلی	″	دلہن چلمن میں شرمائی کھڑی ہے
ہوئے[8] نامور بے نشان کیسے کیسے	″	زمین کھا گئی آسمان کیسے کیسے
نہ گل ہیں، نہ غنچے، نہ بوٹے، نہ پتے،	″	ہوئے باغ نذرِ خزاں کیسے کیسے

[1] اقبال ۴۹ - [2] داغ ۱۱۷ - ثاقب ۸۰ - جلیل ۸۶ - جرأت ۸۱ - [3] اکبر شاہ ۴۷، ۱۵۴ بتبدیل قافیہ - مومن ۲۱۶
[4] اکبر ۴۶ - جلال ۸۴ - جانی ۹۶ - رند ۱۲۹ - شاد ۱۵۱ - [5] جلیل ۸۸ بمعنی ۱۴۱ - [6] آتش ۲۲ - داغ ۱۲۰
رند ۱۳۰ بہ تبدیل قافیہ - [7] بیتاب ۷۴ - جلال ۸۳ - داغ ۱۱۷ - تلنگ ۱۹۵ -

ہزاروں برس کی ہے بڑھیا یہ دنیا	امیر	مگر تاکتی ہے جوان کیسے کیسے
غنی ہیں جب سے تری زلف کے اسیر ہوئے	″	فقیر عشق میں کیا ہوئے امیر ہوئے
زمین[1] کو ہم سے غبار آسماں ہم سے خلاف	″	نہ ہم زمین کے لیے ہیں نہ آسمان کے لئے
اچھے عیسیٰ ہو مریضوں کا خیال اچھا ہے[2]	″	ہم مرے جاتے ہیں تم کہتے ہو حال اچھا ہے
دیکھ لے بلبل و پروانہ کی بیتابی کو	″	ہجر اچھا نہ حسینوں کا وصال اچھا ہے
چال[3] سے پامال ہم کو کر چلے	″	ہائے کیا چلتا ہوا منتر چلے
گل گیا آخر تہِ تربت کفن	″	ایک جوڑا حشر تک کیونکر چلے
جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہے	″	میں روتا ہوں ان کو ہنسی سوجھتی ہے
یہاں تو میری جان پر بن رہی ہے	″	تمہیں جانِ من دل لگی سوجھتی ہے
جو ہوش میں مجھے لانا ہے دوستو منظور	″	کہو کہ تجھ کو ترے یار نے بلایا ہے
تو[4] جہاں بن ٹھن کے نکلا خلق دیوانی ہوئی	″	جامہ زیبی سے تری کس کس کی عریانی ہوئی
حضرتِ یوسف نے اچھا گل کھلایا مصر میں	″	چاک دامانی سے پیدا پاکدامانی ہوئی
قبر پر جب وہ حور آتا ہے	″	چھن کے جالی سے نور آتا ہے
آگ[5] سی دل میں پس مرگ بھری رہتی ہے	″	گھاس کب تربتِ عاشق کی ہری رہتی ہے
میں تو سب اپنے کام خدا ہی کو سونپ دوں	″	لیکن یہ خوف ہے کہ خدا بے نیاز ہے
تا جوانی ہوش تھا پیری میں غافل ہو گئے	″	رات بھر جاگا کئے ہم صبح ہوتے سو گئے
اسی[6] جوہر سے ہے ہر دلعزیز آئینہ دنیا میں	″	اُسی کی شکل بن جاتا ہے یہ جس کے مقابل ہے
رکا[7] خنجر جو دستِ نازنیں سے	″	چھری جھنجھلا کے لی چینِ جبیں سے
حسن[8] انسان میں جب آیا تو حیا بھی آئی	″	ناز و انداز جب آیا تو جفا بھی آئی
شیشۂ دل تو میرا آپ نے توڑا اکثر	″	یہ تو فرمائیے کانوں میں صدا بھی آئی؟
دل[9] ہی نہ رہا امید کیسی	″	جڑ کٹ گئی نخلِ آرزو کی
تھا چار طرف اُسی کا جلوہ	″	کیوں نقش ہماری قبلہ رُو کی

[1] ذوق ۱۲۵ - ظہیر ۱۶۹ - غالب ۱۸۳ - فاضل ۲۵۲ - مومن ۲۱۷ - [2] جلیل ۸۷ - داغ ۱۱۸ - غالب ۱۸۳
[3] درد ۱۱۰ - فروغ ۱۹۱ - [4] زیرک بتبدیل قافیہ ۱۳۶ [5] ستار ۲۲۱ - [6] افسوں ۱۶۱ جلال ۸۳ - ظفر ۱۴۱
عزیز ۱۷۴ - میر ۲۱۰ - [7] امیر ۳۲ - اکبر ۴۵ - [8] امیر ۳۳ - داغ ۱۱۸

جب میں کہتا ہوں غضب ہے، ترا کھڑا کیا ہے	امیر	ہنس کے کہتا ہے ابھی آپ نے دیکھا کیا ہے
جوانی لے گئی ساتھ اپنے سارا عیش مستوں کا	״	صراحی ہے نہ شیشہ ہے نہ ساغر ہے نہ مستی ہے
دولت لٹا رہے ہیں وہ حسنِ شباب کی	״	کیا جانے کیا سمجھ کے یہ سو بھی ثواب کی
چمن میں شاخ کس نے بے ثباتی کی نکالی ہے	״	کہ گل کو خار ہے پھولی ہوئی اک ایک ڈالی ہے
تم دکھاتے تو ہو امیر کا دل	״	اور جو وہ کوئی آہ کر بیٹھے ؟
کفن اٹھاؤ نہ للہ میرے چہرہ سے	״	گناہگار کو رہنے دو منہ چھپائے ہوئے
کسی کے منہ سے نہ نکلا یہ مرے دفن کے وقت	״	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے
جلوہ دیکھا تری رعنائی کا	״	کیا کلیجہ ہے تماشائی کا

جلالت الملک نواب میر محبوب علیخاں غفرآن مکان

۹ شعر
۴۰۳ افزوں

آصف ۲۲

وہ بھی کیا دن تھے ہمیں غم سے سروکار نہ تھا	آصف	دل کو ارمان نہ تھا جان کو آزار نہ تھا
واہ اے شانِ کریمی ترے صدقے قربان	״	جس گنہگار کو دیکھا وہ گنہگار نہ تھا
مجھ سا نہ ہوگا کوئی دو جان رکھنے والا	״	اک جان میرے تن میں اک جان سامنے ہے
دل چاک چاک کرکے وہ کہہ رہا ہے ظالم	״	یہ دل اگر ہے تیرا پہچان سامنے ہے
نہ اس کا مثل جہاں میں نہ اس کا کوئی جواب	״	وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُن کی
یہ ان کا قول ہے میری بلا ملے اون سے	״	بلائیں اسکی بھی لوں گر ملے بلا اُن کی
نیا ہو ناز ہر اک ناز میں نزاکت ہو	״	ادا ادا سے ادا ہو ادا ادا اُن کی
ملے تھے آج تو ہم بھی جناب آصف سے	״	عجیب رنگ میں ہیں پوچھتے ہو کیا اُن کی
آصف کو جان و مال سے اپنے نہیں دریغ	״	گر کام آئے خلق کی راحت کے واسطے

[1] تاریخ ۲۳۲ - جلیل ۸۷ - ناداں ۲۴۱ - اختر ۶۱ - [2] امیر ۳۲ - بحر ۶۸ - قلق ۱۹۶ - [3] شایق ۱۵۴ - نظیر ۱۶۸ - فغاں ۱۸۷ - نظیر ۲۰۶ -

نواب مظفر یار جنگ اشرف ۲۳

۱ شعر — ۴۰۴ - افزون

کیا اُلٹی سمجھ ہے بتِ کافر کی الٰہی	اشرف	سمجھائے اُسے کوئی تو ہوتا ہے خفا اور

خان بہادر سیّد اکبر حسین اکبر الہ آبادی ۲۴

۲۰۰ شعر — ۶۰۴ - افزون

جب عرب کے چمن میں وہ نورِ خدا ہر طرف اپنا جلوہ دکھانے لگا	اکبر	کفر غارت ہوا بُت گرے ٹوٹ کر نہ پہاڑ و نہ شیطاں چھپانے لگا
خود نہ تھے جو راہ پر اوروں کے ہادی بن گئے	〃	کیا نظر تھی جس نے مُردوں کو مسیحا کر دیا
جُدائی نے میں بنایا مجھ کو جُدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا	〃	خدا کی ہستی ہے مجھ سے ثابت خدا نہ ہوتا تو میں نہ ہوتا
کہو کرے گا حفاظت میری خدا میرا	〃	رہوں جو حق پہ مخالف کریں گے کیا میرا
میری حقیقتِ ہستی یہ مشتِ خاک نہیں	〃	بجا ہے مجھ سے جو پوچھے کوئی پتہ میرا
غرور انہیں ہے تو مجھکو بھی ناز ہے اکبر	〃	سوا خدا کے سب انکا ہے اور خدا میرا
میرا محتاج ہونا تو مری صورت سے ظاہر ہے	〃	مگر ہاں دیکھنا ہے آپ کا حاجت روا ہونا
ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام	〃	وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا
زلف نے پر تو دِین نام کو رہنے نہ دیا	〃	آخر اس لام نے اسلام کو رہنے نہ دیا
دو مرادیں جو ملیں چار تمنائیں کیں	〃	ہم نے خود قلب میں آرام کو رہنے نہ دیا
مجھ کو نہ کبھی اوس بتِ دلخواہ نے چاہا	〃	اب میں بھی نہ چاہوں گا جو اللہ نے چاہا
تعجب خیز ہے انشائے ہستی پر نظر ہونا	〃	خبر کا شوق رکھنا مبتدا سے بے خبر ہونا
زمیں زیرِ قدم پاکر بشر نے پاؤں پھیلائے	〃	نہ رکھا یاد اس نے چرخ کا بالائے سر ہونا
سیہ خانہ وہی ہے اور وہی سوزِ غمِ فرقت	〃	میرے کس کام آیا آپ کا رشکِ قمر ہونا
ہجوم غم سے دل ہے اندنوں زیر و زبر اپنا	〃	بحق احمدِ مرسل[۱] الٰہی فضل کر اپنا
تصور بھی کبھی مرقد کا آتا تھا نہ دنیا میں	〃	یہ غفلت تھی کہ ہم بھولے ہوئے بیٹھے تھے گھر اپنا

[۱] احسان ۳۰

جو تمہارے[1] لب جاں بخش کا شیدا ہو گا	اکبر	اٹھ بھی جائیگا جہاں سے تو مسیحا ہو گا
وہ تو موسیٰ ہوا جو طالب دیدار ہوا	〃	پھر وہ کیا ہو گا کہ جس نے تمہیں دیکھا ہو گا
قیس کا ذکر مری شان جنوں کے آگے	〃	اگلے وقتوں کا کوئی بادیہ پیما ہو گا
آرزو ہے مجھے اک شخص سے ملنے کی بہت	〃	نام کیا لوں کوئی اللہ کا بندہ ہو گا
ذہن میں جو گھر گیا لاانتہا کیوں کر ہوا	〃	جو سمجھ میں آگیا پھر وہ خدا کیونکر ہوا
زندگانی کا مزا دل کا سہارا نہ رہا	〃	ہم کسی کے نہ رہے کوئی ہمارا نہ رہا
عشوہ و ناز و ادا سے مسکرانا آگیا	〃	چشم بد دور آپ کو بجلی گرانا آگیا
فطرت[2] میں سلسلہ ہے کمال و زوال کا	〃	گھٹنا ہے بدر کا تو ہے بڑھنا ہلال کا
حیا سے سر جھکا لینا ادا سے مسکرا دینا	〃	حسینوں کو بھی کتنا سہل ہے بجلی گرا دینا
اس ستمگر نے بگڑنے ہی کو جب بننا کہا	〃	رفع شر کے واسطے ہم نے بھی "اچھا" کہا
ہر گام پہ چند آنکھیں نگراں ہر موڑ پہ اک لیسنس طلب	〃	اس پارک میں آخر اے اکبر میں نے تو ٹہلنا چھوڑ دیا
اس حور لقا کو گھر لائے ہو تم کو مبارک اے اکبر	〃	لیکن یہ قیامت کی تم نے گھر سے جو نکلنا چھوڑ دیا
دل میرا جس سے بہلتا کوئی ایسا نہ ملا	〃	بت کے بندے ملے اللہ کا بندہ نہ ملا
رنگ چہرہ کا تو کالج نے بھی رکھا قائم	〃	رنگ باطن میں مگر باپ سے بیٹا نہ ملا
شیدا[3] ٹھیٹھے جو گرٹ لیکے تو لاکھوں لائے	〃	شیخ قرآن دکھاتے پھرے پیسہ نہ ملا
پکا لیں پیس کر دو روٹیاں تھوڑی سی جو لانا	〃	ہمارا کیا ہے اے بھائی نہ ہم مسٹر نہ مولانا
بتاؤں آپ کو مرنے کے بعد کیا ہو گا	〃	پلاؤ کھائیں گے احباب فاتحہ ہو گا
میرے منصوبے ترقی کے ہوئے سب پائمال	〃	بیج مغرب نے جو بویا وہ اگا اور پھل گیا
بوٹ "ڈاسن" نے بنایا میں نے اک مضمون لکھا	〃	ملک میں مضمون نہ پھیلا اور جوتہ چل گیا
جان ہی لینے کی حکمت میں ترقی دیکھی	〃	موت کا روکنے والا کوئی پیدا نہ ہوا
اس کی بیٹی نے اٹھا رکھی ہے دنیا سر پر	〃	خیریت گذری کہ انگور کو بیٹا نہ ہوا
پرانی روشنی میں اور نئی میں فرق ہے اتنا	〃	اسے کشتی نہیں ملتی اسے ساحل نہیں ملتا

[1] اتیم ۔ ۳ بتبدیل قافیہ ۔ [2] فطرہ ۶۵ ۔ [3] کنایہ از سرسید احمد خاں ۔

نفس کے تابع ہوئے ایمان رخصت ہوگیا　　اکبر　　وہ زنانے میں گھسے مہمان رخصت ہوگیا

لات دنیا نے جو ماری بن گیا دنیادار وہ　　〃　　تھی بُری ٹھوکر مگر شیطان رخصت ہوگیا

ریزولیوشن کی شورش ہے مگر اسکا اثر غائب　　〃　　پلیٹوں کی صدا سنتا ہوں اور کھانا نہیں آتا

خدا کے فضل سے بی بی میاں دونوں مہذب ہیں　　〃　　حجاب اسکو نہیں آتا اُسے غصہ نہیں آتا

بے پردہ کل جو آئیں نظر چند بی بیاں　　〃　　اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا

پوچھا جو اُن سے آپکا پردہ وہ کیا ہوا　　〃　　کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کے پڑ گیا

نئے طریقوں سے مقصدِ شرع کارفرما نہ ہوسکیگا　　〃　　اُدھر جو پردہ نہ ہوسکیگا اِدھر بھی تقویٰ نہ ہوسکیگا

غریب اکبر نے بحث پردہ کی کی بہت کچھ مگر ہوا کیا　　〃　　نقاب اُلٹ ہی دی اُس نے کہکر کہ کرتی لگا میرا کیا

کس[1] قدر جوشِ محبت میں ہے سر پہ سہرا　　〃　　خود ہے خوشبو کی طرح جامہ سے باہر سہرا

آج ہر گل کی تمنا ہے یہی گلشن میں　　〃　　کہ تیرے فرقِ مبارک پہ ہو آکر سہرا

جلوۂ حُسن کے نظارہ کی لاتا نہیں تاب　　〃　　اِس لئے چہرہ سے ہٹ جاتا ہے اکثر سہرا

بنوگے خسرو اقلیم دل شیریں زبان ہوکر[2]　　〃　　جہاں گیری کرے گی یہ ادا نوریہاں ہوکر

جوانی کی دُعا لڑکوں کو ناحق لوگ دیتے ہیں　　〃　　یہی لڑکے مٹاتے ہیں جوانی کو جواں ہوکر

مجھی سے سب یہ کہتے ہیں کہ رکھ نیچی نظر اپنی　　〃　　کوئی ان سے نہیں کہتا نکلو یوں عیاں ہوکر

اگر اللہ دیتا قوتِ گفتار شمعون کو　　〃　　تو دادِ ہمت پروانہ دیتیں یک زباں ہوکر

کسی نے خوب فرمایا یہ اسلامی کمیٹی میں　　〃　　نمازی ہیں ندارد رہ گئی خالی اذاں ہوکر

اسی سے آشکارا ہے بلندی تیرے ایوان کی　　〃　　پڑا ہے تیرے در پر آسماں بھی آستاں ہوکر

جو راہِ معرفت میں کاروانِ دل قدم رکھے　　〃　　تو ساری کائنات اڑجائے گردِ کارواں ہوکر

جھکایا ہے جبین کو آستانِ یار پر میں نے　　〃　　سعادت ہے اگر رہ جائے سنگِ آستاں ہوکر

قریب ختم تھی مجلس کہ آنکلے اِدھر وہ بھی　　〃　　غرض واعظ کی محنت رہ گئی سب رائیگاں ہوکر

عزت ملی ہے شرکتِ کونسل کی شیخ کو　　〃　　غازہ ملا گیا ہے رُخِ فاقہ مست پر

ہوئے اسقدر مہذب کبھی گھر کا منہ نہ دیکھا　　〃　　کٹی عمر ہوٹلوں میں مرے ہسپتال جاکر

---

[1] جلیل ۸۵۔ ذوق ۱۲۲۔ غالب ۱۸۰۔ [2] جلیل ۸۵۔ حفیظ ۱۰۰۔ عرش ۱۷۶۔ وزیر ۲۴۵۔ نظیر ۱۶۸۔ فروغ ۱۹۱
اثیر بہ تبدیل قافیہ ۳۵

اک بت سیمین بدن سے کر لیا لندن میں عقد	اکبر	اس خطا پر سن رہا ہوں طعنہ ہائے دلخراش
کوئی کہتا ہے کہ بس اس نے بگاڑی نسل قوم	〃	کوئی کہتا ہے کہ یہ ہے بد خصال و بدمعاش
دل میں کچھ انصاف کرتا ہی نہیں کوئی بزرگ	〃	ہو کے اب مجبور خود اس راز کو کرتا ہوں فاش
ہوتی تھی تاکید لندن جاؤ انگریزی پڑھو	〃	قوم انگلش سے ملو سیکھو وہی وضع و تراش
جگمگاتے ہوٹلوں کا جا کے نظارہ کرو	〃	سوپ کاری کے مزے پوچھو کے یخنی و آش
لیڈیوں سے مل کے دیکھو ان کے انداز و طریق	〃	بال میں ناچو کلب میں جا کے کھیلو ان سے تاش
بادۂ تہذیب یورپ کے چڑھاؤ خم پہ خم	〃	ایشیا کے شیشۂ تقوے کو کر دو پاش پاش
جب عمل اس پر کیا پریوں کا سایہ ہو گیا	〃	جس سے تھا دل کی حرارت کو سراسر انتعاش
سامنے تھیں لیڈیاں زہرہ وش جادو نظر	〃	یاں جوانی کی امنگ اور ان کو معاشق کی تلاش
اس کی چتون سحر آگیں اس کی باتیں دل ربا	〃	چال اس کی فتنہ خیز اسکی نگاہیں برق پاش
وہ فروغ آتش رخ جس کے آگے آفتاب	〃	اس طرح جیسے کہ پیش شمع پروانہ کی لاش
جب یہ صورت تھی تو ممکن تھا؟ کہ اک برق بلا	〃	دست سیمیں کو بڑھاتی اور میں کہتا دور باش؟
دونو جانب تھا رگوں میں جوش خون فتنہ زا	〃	دل ہی تھا آخر نہیں تھی برف کی یہ کوئی قاش
بارہا آتا ہے اکبر دل میں میرے یہ خیال	〃	حضرت "سید" سے جا کر عرض کرتا کوئی کاش

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردۂ
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش؟

انھیں نگاہ ہے اپنے جمال ہی کی طرف	اکبر	نظر اٹھا کے نہیں دیکھتے کسی کی طرف
نگاہ پڑتی ہے ان پر تمام محفل کی	〃	وہ آنکھ اٹھا کے نہیں دیکھتے کسی کی طرف
لکھا ہوا ہے جو رونامرے مقدر میں	〃	خیال تک کبھی جاتا نہیں ہنسی کی طرف
قبول کیجئے للہ تحفۂ دل کو	〃	نظر نہ کیجئے اس کی شکستگی کی طرف
یہی نظر ہے جواب قاتل زمانہ ہوئی	〃	یہی نظر ہے جو اٹھتی نہ تھی کسی کی طرف
غریب خانہ میں للہ دو گھڑی بیٹھو	〃	بہت دنوں میں تم آئے ہو اس گلی کی طرف

ذرا سی دیر ہی ہو جائے گی تو کیا ہوگا	اکبر	گھڑی گھڑی نہ اُٹھاؤ نظر گھڑی کی طرف
علم مغرب پڑھ کے ہوں گی ایسی خود سر بیبیاں	〃	بیبیاں شوہر نہیں گی اور شوہر بیبیاں
میری بیتا بیاں بھی جزو ہیں اک میری ہستی کی	〃	یہ ظاہر ہے کہ موجیں خارج از دریا نہیں ہوتیں
یہاں کی عورتوں کو علم کی پروا نہیں بیشک	〃	مگر یہ شوہروں سے اپنے بے پروا نہیں ہوتیں
تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر	〃	خاتون خانہ ہوں وہ سبھا کی پری نہ ہوں
جس[1] پہ دل آیا ہے وہ شیریں ادا ملتا نہیں	〃	زندگی ہے تلخ جینے کا مزا ملتا نہیں
فلسفی کو بحث کے اندر خدا ملتا نہیں	〃	ڈور کو سلجھا رہا ہے اور سرا ملتا نہیں
جب کہا میں نے مرا دل مجھکو واپس کیجئے	〃	ناز و شوخی سے وہ بولے "کھو گیا ملتا نہیں"
جب کہیں ملتا ہے کرتا ہے نہ ملنے کا گلہ	〃	اور جو ملتے جاتا ہوں مرد خدا ملتا نہیں
یوں کہو مل آؤں اُن سے لیکن اکبر سچ یہ ہے	〃	دل نہیں ملتا تو ملنے کا مزا ملتا نہیں
حرم[2] کیا دیر کیا دونوں یہ ویراں ہوتے جاتے ہیں	〃	اب اُن کے معتقد گبر و مسلماں ہوتے جاتے ہیں
الگ سب سے، نظر نیچی، خرام آہستہ آہستہ،	〃	وہ مجھ کو دفن کر کے اب پشیماں ہوتے جاتے ہیں
سوا طفلی سے بھی ہیں بھولی باتیں اب جوانی میں	〃	قیامت ہے کہ دن پر دن وہ نادان ہوتے جاتے ہیں
ہیں عمل اچھے مگر دروازہ جنت کا ہے بند	〃	کر چکے ہیں پاس لیکن نوکری ملتی نہیں
اجل[3] سے وہ ڈریں جینے کو جو اچھا سمجھتے ہیں	〃	یہاں ہم چار دن کی زندگی کو کیا سمجھتے ہیں
یقین کفار کو آتا نہیں روز قیامت کا	〃	اسے بھی وہ تمہارا وعدۂ فردا سمجھتے ہیں
کالج سے جنہیں امیدیں تھیں مذہب کو بھلا وہ کیا جانیں	〃	مغرب کو تو پہچانا ہی نہیں قبلے کو بھلا وہ کیا جانیں
یہ فقط نہیں ہے کافی کہ میرا مزاج پوچھیں	〃	مرے درد دل کو سمجھیں میری احتیاج پوچھیں
تھا زمانہ کل موافق مجھے پوچھتا تھا ہر اک	〃	میں تو ان کو دوست سمجھوں کہ جو مجھکو آج پوچھیں
ہم ایسی کل کتابیں قابل ضبطی سمجھتے ہیں	〃	کہ جن کو پڑھ کے لڑکے باپ کو خبطی سمجھتے ہیں
بوسہ کیسا کہ گلوری بھی نہیں پاتا ہوں	〃	بس کلام اپنا انہیں جا کے سنا آتا ہوں
وہ یہ کہتے ہیں کہ کیا خوب کہا ہے واللہ	〃	میں یہ کہتا ہوں کہ آداب بجا لاتا ہوں

[1] سیفی ۱۴۷ - [2] راسخ ۱۳۲ - بیخود ۴۷ - [3] جگر واثر ۸۹-۵۸ بہ تبدیل قافیہ۔

کچھ شک نہیں کہ حضرتِ واعظ ہیں خوب شخص	اکبر	یہ اور بات ہے کہ ذرا بیوقوف ہیں
جج بنا کر اچھے اچھوں کا لبھا لیتے ہیں دل	〃	ہیں نہایت خوشنما دو جیم ان کے ہاتھ میں
مغرب ایسا ہی رہا اور ہے اگر مشرق یہی	〃	ایک دن دیکھیں گے ہفت اقلیم ان کے ہاتھ میں
ظلم جتنے ہیں ہمیں پر وہ کیے جاتے ہیں	〃	ہم بھی ایسے ہیں کہ اس پر بھی جیے جاتے ہیں
سنبھالیں دل کو کہ اب حالتِ جگر دیکھیں	〃	تمام آگ لگی ہے کدھر کدھر دیکھیں
یہ کہہ کے روح نے دل کو کیا پسر داؤں کے	〃	کہ ہم تو جاتے ہیں اب آپ اپنا گھر دیکھیں
ہوائے نفس کا طوفان ہے بحرِ زندگانی میں	〃	خدا محفوظ رکھے کشتیٔ دل کو جوانی میں
حباب اپنی خودی سے یہی کہتا ہوا گذرا	〃	تماشا تھا ہوا نے اک گرہ دیدی تھی پانی میں
سچ ہے کسی کی شان یہ اے نازنیں نہیں	〃	تو ہر جگہ ہے جلوہ گر اور پھر کہیں نہیں
میں تم سے کیا بتاؤں کہ اسوقت ہوں کہاں	〃	جب تم ہو پیشِ چشم تو پھر میں کہیں نہیں
مذہب نے پکارا اے لوگو اللہ نہیں تو کچھ بھی نہیں	〃	یاروں نے کہا یہ قول غلط خواہ نہیں تو کچھ بھی نہیں
کاہلی اور توکل میں بڑا فرق ہے یار	〃	اٹھو کوشش کرو بیٹھے ہوئے کس دھیان میں ہو
تنگ کہے راہِ ترقی میں اگر بڑھتے ہو	〃	یہ تو فرمائی قرآن بھی کبھی پڑھتے ہو
شیخ صاحب کا تعصب سے جو فرماتے ہیں	〃	اونٹ موجود ہے پھر ریل پہ کیوں چڑھتے ہو
دین کو سیکھ کے دنیا کے کرشمے دیکھو	〃	مذہبی درس الف بے ہو علیگڑھ تے ہو
قلقلِ شیشہ کو سنئے تو ذرا حضرتِ شیخ	〃	دیکھئے تو کہیں اس قل میں ہو اللہ نہ ہو؟
خیر خواہ آج زمانے میں کہاں ملتے ہیں	〃	ہے یہی لاکھ غنیمت کوئی بدخواہ نہ ہو
اے تو بہرِ خدا درپے آزار نہ ہو	〃	خیر راحت نہ سہی زیست تو دشوار نہ ہو
جانِ فرقت میں نہ نکلے تو مجھے کیوں ہو عزیز	〃	دوست وہ کیا جو مصیبت میں مددگار نہ ہو
قوم کے غم میں ڈنر کھاتے ہیں حکام کیساتھ	〃	رنج لیڈر کو بہت ہے مگر آرام کے ساتھ
کتا[۱] جیسے بفکرِ جیفہ دوڑے	〃	دہر میں یوں نیچری خلیفہ دوڑے
جب مر کے چلے ہیں سوئے جنت "سید"[۲]	〃	لٹھ لے کے امام ابو حنیفہ[۳] دوڑے

[۱] جرأت ۸۱۔ آتش ۲۲۔ کیفی ۲۰۲۔ داغ ۱۱۷۔ میر ۲۰۹۔ نظیر ۲۳۹۔ [۲] انشاء ۱۹ بہ تبدیل قافیہ [۳] کن یا از سرسید

"عشرتی"[1] گھر کی محبت کا مزا بھول گئے	اکبر	کھا کے لندن کی ہوا عہدِ وفا بھول گئے
پہونچے ہوٹل میں تو پھر عید کی پروا نہ رہی	〃	کیک کو چکھ کے سویوں کا مزا بھول گئے
بھولے ماں باپ کو اغیار کے چرچوں میں وہاں	〃	سایۂ کفر پڑا نورِ خدا بھول گئے
موم کی پتلیوں پر ایسی طبیعت پگھلی	〃	چمنِ دہر کی پریوں کی ادا بھول گئے
کیسے کیسے دلِ نازک کو دکھایا تم نے	〃	خیر فیصلۂ روزِ جزا بھول گئے
بخل ہے اہلِ وطن سے جو وفا میں تم کو	〃	کیا بزرگوں کی وہ سب جود و عطا بھول گئے
نقلِ مغرب کی ترنگ آئی تمہارے دل میں	〃	اور یہ نکتہ کہ میری اصل ہے کیا بھول گئے
طریقِ حق میں بھی بہرِ خدا ذرا چلیے[2]	〃	فنٹن کی راہ نہیں ہے پیادہ پا چلیے
ہو گیا بدر ہلال اس کا سبب روشن ہے	〃	روز گھستا تھا ترے در پہ جبیں تھوڑی سی
منزلِ گور میں کیا خاک ملے گا آرام	〃	خوب تڑپنے کی وہی اور زمیں تھوڑی سی
آہ[3] جو دل سے نکالی جائے گی	〃	کیا سمجھتے ہو کہ خالی جائے گی؟
شیخ کی دعوت میں مے کا کام کیا	〃	احتیاطاً کچھ منگا لی جائے گی
آئی[4] ہو گی کسی کو ہجر میں موت	〃	مجھ کو تو نیند بھی نہیں آتی
اگر اندازۂ قوت سے تمنا نہ بڑھے	〃	سخت پیدا بھی جو ہو دل میں تو آسانہ بڑھے
یہی خوشیاں رہیں گی دہر میں ایسے ہی غم ہونگے	〃	مگر اک وقت آئیگا نہ تم ہوں گے نہ ہم ہونگے
اُمیدیں ٹوٹتی ہیں تو بہت صدمہ پہونچتا ہے	〃	امیدیں جو کریگا کم اُسے صدمے بھی کم ہونگے
اک دن وہ تھا کہ دب گئے تھے لوگ دین سے	〃	اک دن یہ ہے کہ دین دبا ہے مشین سے
دل[5] مرا ان پہ جو آیا تو قضا بھی آئی	〃	درد کے ساتھ ہی ساتھ اسکی دوا بھی آئی
آئے کھولے ہوئے بالوں کو تو شوخی سے کہا	〃	"میں بھی آیا ترے گھر میری بلا بھی آئی"
کفر سے رغبت بھی ہے دل میں بتوں کی چاہ بھی	〃	کہتے جاتے ہیں مگر منہ سے معاذاللہ بھی
ابتو نقدی سے کوئی صنا میرا دل خوش کریں	〃	سن چکا ہوں مرحبا بھی، جنّدا بھی، واہ بھی
کیوں نہ ہو تادیبِ کالج بے قمر	〃	کس نے دیکھا بید کو پھلتے ہوئے

[1] نام فرزند اکبر۔ [2] آتش ۲۲۔ آبا د ۲۴۔ ناسخ ۲۳۲۔ ظہیر بہ تبدیل قافیہ ۱۶۹۔ [3] جلیل ۸۶۔ رسا ۱۳۴۔
[4] غالب بہ تبدیل قافیہ ۱۸۴۔ [5] امیر ۳۲۔ امیر ۳۷۔

نظرِ لطف سے بس اک ہمیں محروم رہے	اکبر	اور کیا عرض کروں آپ کو معلوم رہے"
الفت ہی میں کرتے ہیں شکایت بھی گلہ بھی	〃	اب اس کو بھلا دو کچھ اگر میں نے کہا بھی
گھر پیر کا بجلی کے چراغوں سے ہے روشن	〃	ہم کو تو میسر نہیں مٹی کا دیا بھی
بہتے اشک تو تاثیر میں سوا ہوتے	〃	صدف میں رہتے یہ موتی تو بے بہا ہوتے
گناہگاروں نے دیکھا جمالِ رحمت کو	〃	کہاں نصیب یہ ہوتا جو بے خطا ہوتے
ضروری کام نیچر کا جو ہے کرنا ہی پڑتا ہے	〃	نہیں جی چاہتا مرنا مگر مرنا ہی پڑتا ہے
مے[1] گلگوں سے چھکے مست ہوئے شاد رہے	〃	ساقیا خانۂ احسان ترا آباد رہے
نزع میں نام لیا، قبر میں مذکور آیا	〃	کون سی جا تھی جہاں وہ نہ مجھے یاد رہے
سدھاریں شیخ کعبے کو ہم انگلستان دیکھیں گے	〃	وہ دیکھیں گھر خدا کا ہم خدا کی شان دیکھیں گے
جو وقتِ ختنہ میں چیخا تو نائی نے کہا ہنسکر	〃	مسلمانی میں طاقت خون ہی بہنے سے آتی ہے
بتِ ستمگر کی کچھ نہ پوچھو حسین بھی ہے ذہین بھی ہے	〃	نہیں ہے دل ہی پہ ضرب آفت یہاں تو خطرہ میں دین بھی ہے
رعایتِ لعلِ لب سے میں نے کہا اے مالکِ خشاں	〃	تو بولا تیوری چڑھا کے دیکھو جبیں کے قبضہ میں چین بھی ہے
ہمارے جھگڑوں کی کچھ نہ پوچھو تمام دنیا ہے اور ہم ہیں	〃	کہ جیب میں رہنے گھر میں رن ہے خراج پر کچھ زمین بھی ہے
ہوا بدل گئی ہے ایسی کچھ زمانے کی	〃	دعائیں مانگتا ہوں ہوش میں نہ آنے کی
واسطہ کم ہو گیا اسلام کے قانون سے	〃	دب گئی آخر مسلمانی تیری پتلوں سے
ایک سنہری بالوں والی میم نے ہنسکر کہا	〃	اپنے اک ہندوستانی عاشقِ مفتوں سے
میں نے یہ مانا کہ تم کھاتے چھری کانٹے سے مُ	〃	شوق رکھتے ہو قیص اور کالر و پتلوں سے
بنگلہ میں رہتے ہو اور چڑھتے ہو موٹر کار پر	〃	بیٹھتے ہو پاٹ پر دھوتے ہو منہ صابون سے
کرتے ہو ہر موسمِ گرما میں لندن کا طواف	〃	پاؤں آجاتا ہے چکر میں تمہارا جون سے
ڈالتے ہو تم جو اس پتلی کمر میں میرے ہاتھ	〃	بوسہ کرتے ہو طلب میرے لبِ میگون سے
لیکن آخر تم وہی کالے مچھندر ہی تو ہو	〃	جس کو کچھ نسبت نہیں یورپ کے گورے خون سے
یہ تمہارا جیب ہے جس پہ میرا دل آ گیا	〃	ورنہ میں اور اختلاط ایسے سگِ مختوں سے؟

[1] امیر ۳۶۔ جلال ۸۴۔ حالی ۹۶۔ رند ۱۲۹۔ شاد ۱۵۱

کون ایسا ہے جو یوں مجھ پہ عنایت رکھے	اکبر	صد و سی سال خدا تم کو سلامت رکھے
راہ تو مجھ کو بتا دی خضر نے	〃	اونٹ کا لیکن کرایہ کون دے
مجنوں کی پیاس کو بجھاتی	〃	لیلےٰ کچھ باؤلی نہیں تھی
یہی خصائل، یہی طبیعت، رہی تو قسمت یہی رہیگی	〃	زمانہ بدلے گا بھی تو پھر کیا، ہماری حالت یہی رہیگی
ہزار سائنس رنگ لائے ہزار قانون ہم بنائیں	〃	خدا کی قدرت یہی رہیگی، ہماری حیرت یہی رہیگی
حاصل ہو کچھ معاش یہ محنت کی بات ہے	〃	لیکن سرورِ قلب، یہ قسمت کی بات ہے
تہذیبِ مغربی میں ہے بوسہ تلک معاف	〃	اس سے اگر بڑھو تو شرارت کی بات ہے
مسلمانوں کو لطفِ عیش سے جینے نہیں دیتے	〃	خدا دیتا ہے کھانا شیخ جی پینے نہیں دیتے
"خطا معاف" مرونگا میں حور ہی کے لئے	〃	مسین بھی خوب ہیں لیکن حضور ہی کے لئے
صبر اس لئے اچھا ہے کہ آیندہ ہے اُمید	〃	موت اس لئے بہتر ہے کہ آسان یہی ہے
تو دل میں تو آتا ہے سمجھ میں نہیں آتا	〃	بس جان گیا میں تری پہچان یہی ہے
ہم فلسفہ کو کہتے ہیں گمراہی کا باعث	〃	وہ پیٹ دکھاتے ہیں کہ شیطاں یہی ہے
عبث[1] اس زندگی پہ غافلوں کو فخر کرنا ہے	〃	یہ جینا کوئی جینا ہے کہ جس کے بعد مرنا ہے
خدا جانے وہ کیا سمجھے کہ بگڑے اسقدر مجھ پر	〃	کہا تھا میں نے اتنا ہی مجھے کچھ عرض کرنا ہے
مطیع و تابعِ فرمان کو عذر ہی کیا ہے	〃	کھلے تو حال کہ مرضی حضور کی کیا ہے
ہر ایک کو ہے زمانہ میں زندگی مقصود	〃	کسے خبر ہے کہ مقصودِ زندگی کیا ہے
مایوس ہوں باغِ عالم میں امید سے یاری چھوٹ گئی	〃	جس پیڑ کو سینچا سوکھ گیا جس شاخ کو باندھا ٹوٹ گئی
لبِ[2] آشنائے دعا ہوں نہ ماسوا کے لئے	〃	پکارئے جو خدا کو تو بس خدا کے لئے
طریقِ عشق میں دل خضر بن کے بچایا	〃	سمجھ گیا کہ مصیبت ہے رہنما کے لئے
خوش[3] کرے کیا مجھے غنچوں کا شگفتہ ہونا	〃	برگ ہوتا ہے مجھے پھولوں کے مرجھانے سے
اضافہ ہوئی مجھ سے گندم پہ مے	〃	یہ پوتے سے بھی اک خطا ہو گئی
یہی فرماتے رہے تیغ سے پھیلا اسلام	〃	یہ نہ ارشاد ہوا توپ سے کیا پھیلا ہے

[1] اکبر ۳۶ [بہ تبدیل قافیہ] [2] شاد ۱۵۴ - [3] داغ ۱۲۱، [4] داغ ۱۳۰ - وزیر ۲۴۶

مچھلی نے ڈھیل پائی ہے لقمہ پہ شاد ہے	اکبر	صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی
ہم کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے	〃	بی اے ہوئے نوکر ہوئے پنشن ملی اور مر گئے
کالج[1] میں دھوم مچ رہی ہے پاس پاس کی	〃	عہدوں سے آ رہی ہے صدا دور دور کی
اُٹھا تو تھا ولولہ یہ دلمیں کہ صرف یادِ خدا کریں گے	〃	معاً مگر یہ خیال آیا ملی نہ روٹی تو کیا کریں گے
مسجدیں[2] سُنسان ہیں اور کالجوں کی دھوم ہے	〃	مسئلہ قومی ترقی کا مجھے معلوم ہے
ہم تو کالج کی طرف جاتے ہیں اے مولویو	〃	کس کو سونپیں تمہیں اللہ نگہبان رہے
نئی تہذیب میں بھی مذہبی تعلیم شامل ہے	〃	مگر یونہی کہ گویا آبِ زمزم مے میں داخل ہے
کوئی ہنس رہا ہے کوئی رو رہا ہے	〃	کوئی پا رہا ہے کوئی کھو رہا ہے
کوئی تاک میں ہے کسی کو ہے غفلت	〃	کوئی جاگتا ہے کوئی سو رہا ہے

۶۳ شعر　سر محمد اقبال اقبال[25]

۶۶۷ - افزون

چین و عرب ہمارا ہندوستاں ہمارا	اقبال	مسلم ہیں ہم وطن ہے سارا جہاں ہمارا
توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے	〃	آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا
تیغوں کے سایہ میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں	〃	خنجر ہلال کا ہے قومی نشان ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری	〃	تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا
باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم	〃	سو بار کر چکا ہے تو امتحان ہمارا
اے گلستانِ اندلس وہ دن ہیں یاد تجھ کو	〃	تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا
اے موجِ دجلہ تو بھی پہچانتی ہے ہم کو	〃	ابتک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا
اے ارضِ پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم	〃	ہے خوں تری رگوں میں ابتک رواں ہمارا
آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا	〃	آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا
ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے	〃	بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

[1] غالب ۱۸۶ - [2] اقبال ۵۰۔

دیارِ مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکان نہیں ہے	اقبال	کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو وہ اب زرِ کم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کریگی	״	جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا
خدا کے عاشق تو ہیں ہزاروں بنوں میں پھرتے ہیں مارے مارے	״	میں اس کا بندہ بنونگا جسکو خدا کے بندوں سے پیار ہوگا
اُٹھو وگرنہ حشر نہیں ہوگا پھر کہیں	״	دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا
اس گلستاں میں نہیں حد سے گذرنا اچھا		ناز بھی کر تو باندازۂ رعنائی کر
وہ زمانہ میں معزز تھے مسلماں ہوکر	״	اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر
کرے[۱] کوئی کیا کہ تاڑلیتی ہے لاکھ پردوں میں بھی سفاعت	״	رکھے تھے ہم نے گناہ اپنے ترے غضب سے چھپا چھپا کر
کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے	״	مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہے آفاق
تو رہ نوردِ شوق ہے منزل نہ کر قبول	״	لیلیٰ بھی ہمنشیں ہو تو محمل نہ کر قبول
اے جوئے آب بڑھ کے ہو دریائے تند و تیز	״	ساحل بھی گر عطا ہو تو ساحل نہ کر قبول
مری جان تری بے حجابی سے پہلے	״	تری دید کا حوصلہ چاہتا ہوں
ذرا سا تو دل ہوں مگر شوخ اتنا	״	وہی لنترانی سُنا چاہتا ہوں
کوئی اندازہ کرسکتا ہے اس کے زورِ بازو کا		نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
میں ان کی محفلِ عشرت سے کانپ اٹھتا ہوں	״	جو گھر کو پھونک کے دنیا میں نام کرتے ہیں
کبھی[۲] اے حقیقتِ منتظر نظر آ لباسِ مجاز میں	״	کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں
نہ کہیں جہاں میں اماں ملی جو اماں ملی تو کہاں ملی	״	میرے جرم ہائے سیاہ کو ترے عفوِ بندہ نواز میں
نہ وہ عشق میں ہیں گرمیاں نہ وہ حسن میں ہیں شوخیاں	״	نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں
تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے ترا آئینہ ہے وہ آئینہ	״	کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئینہ ساز میں
تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں	״	اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں
جچتے نہیں بخشے ہوئے فردوس نظر میں	״	جنت تری پنہاں ہے ترے خونِ جگر میں
پھر[۳] اس کی شانِ کریمی کے حوصلے دیکھے	״	گناہگار یہ کہدے گناہگار ہوں میں
تڑپ کے شانِ کریمی نے لے لیا بوسہ	״	کہا جو سر کو جھکا کر گناہگار ہوں میں

[۱] توفیق ۷۷۔ حبیب ۹۷۔ داغ ۱۱۳۔ خلیل ۱۰۵۔ گویا ۲۰۴۔ وطن ۲۷۔ [۲] توفیق ۸۔ حسرت ۹۸۔
[۳] امیر ۳۶۔

ستاروں سے آگے جہاں اور بھی ہیں	اقبال	ابھی عشق کے امتحان اور بھی ہیں
قناعت نہ کر عالم رنگ و بُو پر	〃	چمن اور بھی آشیاں اور بھی ہیں
تو شاہین ہے پرواز ہے کام تیرا	〃	ترے سامنے آسمان اور بھی ہیں
اسی روز و شب میں اُلجھ کر نہ رہ جا	〃	کہ تیرے زمان و مکاں اور بھی ہیں
فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں	〃	موج ہے دریا میں اور بیرونِ دریا کچھ نہیں
لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی	〃	قوم نے ڈھونڈھ لی صلاح کی راہ
روشِ مغربی ہے مدِ نظر	〃	وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈراما دکھائے گا کیا سین	〃	پردہ اُٹھنے کی منتظر ہے نگاہ
ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی	〃	ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی
نظارہ کو یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے	〃	نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی
ہے دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر	〃	ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی
منصور کو ہوا لبِ گویا پیامِ موت	〃	اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی
زاہد، کمال ترک سے ملتی ہے یاں مراد	〃	دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبےٰ بھی چھوڑ دے
ہے عاشقی میں رسم، الگ سب سے بیٹھنا	〃	بتخانہ بھی، حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے
سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے	〃	اے بے خبر جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے
اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل	〃	لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے
عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی	〃	یہ خاکی اپنی فطرت سے نہ نوری ہے نہ ناری ہے
تیرے پیمانوں کا ہے یہ اے مئے مغرب اثر	〃	خندہ زن ساقی ہے ساری انجمن خاموش ہے
دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی	〃	افق سے آفتاب اُبھرا گیا دورِ گرانِ خوابی
"فاطمہ" تو آبروئے ملتِ مرحوم ہے	〃	ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے
حضور، دہر میں، آسودگی نہیں ملتی	〃	تلاش جسکی ہے وہ زندگی نہیں ملتی
ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں	〃	وفا کی جس میں ہو بُو وہ کلی نہیں ملتی

۱؎ اکبر ۸۴ - ۲؎ آتش ۲۲ - کیفی ۲۰۲ - تابع ۲۳۲ - لاجد ۲۵۳ -

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے	اقبال	پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے
پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل	〃	عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی
بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق	〃	عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی
سعیٔ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات	〃	تیری میزان ہے شمار سحر و شام ابھی
شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں	〃	مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے
وعظ میں فرمادیا کل آپ نے یہ صاف صاف	〃	پردہ آخر کس سے ہو جب مرد ہی زن ہو گئے
انتہا بھی اس کی ہے آخر خریدیں کب تلک	〃	چھتریاں، رومال، مفلر، پیرہن جاپان سے
اپنی غفلت کی یہی حالت اگر قائم رہی	〃	آئیں گے غسال کابل سے کفن جاپان سے
عبث ہے شکوۂ تقدیرِ یزداں	〃	تو خود تقدیرِ یزداں کیوں نہیں ہے

۱ شعر — اقبال یار جنگ اقبال[۲۶]

۶۶۸- افزون

ساتھ سوئے وہ مگر پہلو میں رکھکر آئینہ	اقبال	میرے حق میں ہو گیا سدِ سکندر آئینہ

۱۷ شعر — اصغر حسین اصغر گونڈوی[۲۷]

۶۸۵- افزون

یوں[۱] مسکرائے جان سی کلیوں میں پڑ گئی	اصغر	یوں لب کشا ہوئے کہ گلستان بنا دیا
عالم سے بے خبر بھی ہوں عالم میں بھی نہیں	〃	ساقی نے اس مقام کو آسمان بنا دیا
سارا[۲] حصولِ عشق کی ناکامیوں میں ہے	〃	جو عمر رائیگاں ہے وہی رائگاں نہیں
نیازِ عشق کو سمجھا ہے کیا اے واعظِ ناداں	〃	ہزاروں بن گئے کعبے جبیں میں جہاں کھدی
شعاعِ مہر خود بیتاب ہے جذبِ محبت سے	〃	حقیقت ورنہ سب معلوم ہے پروازِ شبنم کی
خودی ہے جو لئے جاتی ہے سب کو بے خبر کے	〃	اسی چھوٹے سے نقطہ پر نظر ہے سارے عالم کی

[۱] اثر بہ تبدیل قافیہ ۶۱- [۲] آرزو ۲۱- آرزو ۳۰- داغ ۱۱۷- ضامن ۱۴۳- غالب ۱۸۳- قلق ۱۹۵- مومن ۲۱۵- ناسخ ۲۳۰-

نمودِ جلوۂ بے رنگ سے ہوش اس قدر گم ہیں	اصغر	کہ پہچانی ہوئی صورت بھی پہچانی نہیں جاتی
راز کہئے یہ کسی اہلِ وفا کے سامنے	〃	آشنا گم ہو گیا اک آشنا کے سامنے
اب مجھے خود بھی نہیں ہوتا ہے کوئی امتیاز	〃	مٹ گیا ہوں اس طرح اُس نقشِ پا کے سامنے
رُخِ رنگین پہ موجیں ہیں تبسمہائے پنہاں کی	〃	شعاعیں کیا پڑیں رنگت نکھر آئی گلستاں کی
نقاب اُس نے الٹ کر حقیقت ہم پہ عریاں کی	〃	یہیں پر ختم ہو جاتی ہیں بحثیں کفر و ایماں کی
روانی رنگ لائی دیدۂ خونبار افشاں کی	〃	اتر آئی ہے اک تصویر دامن پر گلستاں کی
حقیقت کھول دیتا میں جنوں کے رازِ پنہاں کی	〃	قسم دیدی ہے لیکن قیس نے چاکِ گریباں کی
اسیرانِ بلا نے آہ کچھ اس درد سے کھینچی	〃	نگہبانِ چمن اُٹھے ہل گئی دیوارِ زنداں کی
پاسِ ادب میں جوشِ تمنا لئے ہوئے	〃	میں بھی ہوں اک حباب میں دریائے ہوئے
ہے آرزو کہ آئے قیامت ہزار بار	〃	فتنہ طرازیٔ قدِ رعنا لئے ہوئے
جوشِ جنوں میں چھوٹ گیا آستانِ یار	〃	روتے ہیں منہ پہ دامنِ صحرا لئے ہوئے

۴ شعر — نواب اختر یار جنگ اختر مینائی ۲۸

۶۸۹-افزون

کچھ میرا قتل مدِ نظر تھا نہ یار کو	اختر	تلوار لی تھی ہاتھ میں اک وار کر دیا
تماشا نرگسِ بیمار کا ہم نے بھی دیکھا ہے	〃	شفا دیتی ہے بیماروں کو خود بیمار ہوتی ہے
دامن نہیں رہا نہ سہی پنجۂ جنوں		دامن تو ایک وہ بھی ہے صحرا کہیں جسے
چھالوں نے پھوٹ پھوٹ کے گلزار کر دیا	〃	صحرا وہ اب نہیں رہا صحرا کہیں جسے

۴ شعر — نواب اصغر یار جنگ اصغر ۲۹

۶۹۳-افزون

گناہوں کا میری گردن پہ اصغر بوجھ کیا کم ہے	اصغر	ستم اس پر فرشتوں کا ہے بارِ دوش ہو جانا
وہی فعلِ ہوگا شباب کا وہی مشغلہ مئے ناب کا	〃	وہی نغمہ ہوگا رباب کا نہیں بہشت میں بھی اگر گیا

۱ جگر ۹۰- حیدر ۱۰۲- شیخ ۱۵۶- ط ۲۲۶- ۲ بیتر ۱۷۱- آگا ۶۴- ساحر ۱۴۵- غالب ۱۸۵- فتو ۱۶۵- قیس ۱۹۹- نیر ۱۴۰- ۳ اصغر ۵۳- جوش ۹۲- رسا ۱۳۴- ساحر ۱۴۶- غالب ۱۸۶

وہاں مکان ہو کہ باغِ جناں جہاں نہ رہے	اصغر	مزا بہار میں کیا ہے اگر خزاں نہ رہے
جب[1] ہے مزاجِ راحتِ دل کا کہ آنکھ سے	"	ٹپکے وہ بوند خونِ تمنا کہیں جسے

۴ شعر — صدیق احمد اثر[30] — ۶۹۷ - افزون

ہو[2] سکے جس کی تلافی ظلم ایسا کیجئے	اثر	توڑیئے وعدوں کو لیکن دل نہ توڑا کیجئے
آپ بھی میرے ستانے کے لئے مجبور ہیں	"	یہ مری قسمت کا لکھا ہے اسے کیا کیجئے
جدا[3] ہو درد کبھی دل سے ہو نہیں سکتا	"	کہ میزباں تو رہے گھر میں مہمان نہ رہے
اس[4] لئے بیداد پر ظالم نے باندھی ہے کمر	"	رسم دنیا سے نہ اٹھ جائے کہیں فریاد کی

۲ شعر — مسٹر الگزنڈر الگ آزاد[31] — ۶۹۹

میری صورت سب کہے دیتی ہے مرا رازِ دل	الگ	میرے تیور دیکھکر وہ مجھ سے بدظن ہوگیا
میکشی میں سخت مشکل ہے چھپانا راز کا	"	رنگ شاہد ہے شکستِ توبہ کی آواز کا

۱ شعر — مسٹر جیکب ایرن ایرن[32] — ۷۰۰ افزون

خبر اس کی نہیں کیا ہوگیا دل	ایرن	مگر یہ یاد ہے پہلو میں دل تھا

۱۰ شعر — انور حسین آرزو لکھنوی[33] — ۷۱۰ - افزون

[1] رسا ۱۳۴ - ۱ فخر ۵۲ - جوش ۹۲ - ساحر ۱۴۱ - غالب ۱۸۶ - [2] ہمزہ ۲۴۹ - تونس ۲۴۶ - عابد ۱۷۸ - اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - رشید ۱۳۵ - سعید ۱۴۴ - علی ۱۷۸ - [3] حیدر ۱۰۲ - رشید ۱۳۵ - عالی ۱۷۶ - تونس ۲۲۶ - مزاج ۲۲۴ - عاجز ۱۷۸ - علی ۱۷۸ - اسد ۵۶ - [4] نغمہ ۲۴۳ -

منزلِ بیخودیٔ شوق حدِ نظر سے دور ہے[1]	آرزو	پیچھے پلٹ کے بھی نہ دیکھ آگے قدم بڑھائے جا
اک ہمہ تن ہے پائے ناز اک ہمہ تن نیاز	〃	یہ تو چلن جہاں کا ہے جتنا دبے دبائے جا
تکیہ[2] ہے کارساز پہ ہوں بے نیازِ عرض	〃	سب کام ہو رہے ہیں برابر کسے بغیر
آرام کے تھے ساتھی کیا کیا جب پڑا تو کوئی نہیں	〃	سب دوست ہیں اپنے مطلب کے دنیا میں کسی کا کوئی نہیں
قتالِ جہاں معشوق جو تھے سوتے ہیں[3] مرقد میں ان کے	〃	یا مرنے والے لاکھوں تھے یا رونے والا کوئی نہیں
رہِ رضا کی قضا زندگی بڑھاتی ہے	〃	قدم قدم پہ ہوا سانس بن کے آتی ہے
تھا محبت بھری اک سانس کا وقفہ کتنا؟[4]	〃	اتنی ہی دیر میں سو بار جیا آ کے گئی
حد[5] سے نہ گزرا سیلابِ بن چکر میں پھنس کر گرداب بنا	〃	بن ہلکی موج مگر ایسی جس موج پہ دریا ناز کرے
بازیچۂ الفت میں دل کی کیا الٹی سیدھی چالیں ہیں	〃	ہو جیتنے والا شرمندہ اور ہارنے والا ناز کرے
آپکا نقشِ قدم میرا خطِ پیشانی		ایک ہی ہاتھ کی تحریر نظر آتی ہے

۶ شعر — **الطاف احمد انصاری** آزاد انصاری سہارن پوری — ۳۴
۷۱۶ - افزون

حق بنا، باطل بنا، ناقص بنا، کامل بنا	آزاد	جو بنانا ہو بنا، لیکن کسی قابل بنا
پھر نئے سر سے جنونِ قیس کی بنیاد رکھ	〃	پھر نئی لیلیٰ بنا، ناقہ بنا، محمل بنا
یہ تو سمجھے آج آزاد ایک کامل فرد ہے	〃	یہ نہ سمجھے ایک ناقص کس طرح کامل بنا
نہ پوچھو[6] کون ہیں کیوں راہ میں ناچار بیٹھے ہیں	〃	مسافر ہیں سفر کرنے کی ہمت ہار بیٹھے ہیں
نہ پوچھو کون ہیں کیا مدعا ہے کچھ نہیں پایا	〃	گدا ہیں اور زیرِ سایۂ دیوار بیٹھے ہیں
وہ دل جو واقفِ سرِ عقل و ہوش ہوتا ہے	〃	یکے از بندگانِ ساقیٔ مے نوش ہوتا ہے

۱۳ شعر — **سیّد محمد حسین آزاد** حیدرآبادی — ۳۵
۷۲۹ - افزون

[1] جوش ۹۱ - [2] غالب ۱۸۱ - [3] سروش ۱۴۶ - [4] تراب ۷۶ - انشا ۱۸۱ - جلیل ۸۵ -

گرمی[1] میں ہم نے ٹھنڈا پانی پیا ہے واللہ	آزاد	جنت کا لطف آیا، مولے تیری گلی میں
حسرت ہی رہ گئی یہ آئی نہ موت مجھکو	〃	ہے زندگی سے بہتر مرنا تری گلی میں
بنی ہیں عورتیں بالوں کی دشمن	〃	ہیں گوری ہستیاں کالوں کی دشمن
جو بادپا ہیں اشارہ پہ چلتے رہتے ہیں	〃	جو سست بیل ہیں ہر وقت مار کھاتے ہیں
جہاں میں جتنے ہیں ادنیٰ سے لیکے تا اعلیٰ	〃	ترا دیا ہوا پروردگار، کھاتے ہیں
کوئی[2] ہزار کہے اس کی میں نہیں سنتا	〃	کہا جو تو نے اسے کر لیا یقین میں نے
لباسِ عشق مرا اوٹ آف فیشن ہے	〃	رکھی نہ جیب، نہ دامن، نہ آستیں میں نے
ادب مغرب بھی کرتا ہے ادب مشرق بھی کرتا ہے	〃	وہاں ٹوپی اُترتی ہے یہاں جُوتا اترتا ہے
عجب[3] مشکل میں ہے جانِ غریباں ہسپتالوں میں	〃	دوا کچھ اور کہتی ہے قضا کچھ اور کہتی ہے
وفا کے تم بھی قائل ہو جفا کا میں بھی قائل ہوں	〃	وفا کچھ اور کہتی ہے جفا کچھ اور کہتی ہے
اگرچہ لوگ تم سے ڈر کے تم کو نیک کہتے ہیں	〃	غیریوں کی مگر آہ رسا کچھ اور کہتی ہے
کہاں سب ایک ہوں گے ایک کی حالت یہاں پہ ہے	〃	کہ دل کچھ اور کہتا ہے زبان کچھ اور کہتی ہے
بتاؤ بچے اب کس کی سنیں اور کیا کریں افسوس	〃	پدر کچھ اور کہتا ہے تو ماں کچھ اور کہتی ہے

۱۷ شعر
۱۸۴۶-افزون سیّد احمد حسین امجد حیدرآبادی ۳۶

کام[4] کب حسبِ مدعا نہ ہوا	امجد	اوس کے فضل و کرم سے کیا نہ ہوا
ہم تو اک بار اوس کے ہو جائیں	〃	وہ ہمارا ہُوا ہُوا نہ ہوا
اب سویرے حضور جاگے ہیں	〃	قافلہ رات ہی روانہ ہوا
یوں[5] تو کیا کیا نظر نہیں آتا	〃	کوئی تم سا نظر نہیں آتا
جو نظر آتے ہیں نہیں اپنے	〃	جو ہے اپنا نظر نہیں آتا
دیر سایہ ہوں اس کے اے امجد	〃	جس کا سایہ نظر نہیں آتا

[1] امجد ۵۶۔ حسرت ۹۸۔ [2] علی اختر ۶۰۔ مزاج ۲۲۴ بہ تبدیل قافیہ۔ [3] داغ ۱۲۰۔ [4] غالب ۱۸۰۔ صاحب عالم ۱۵۹
[5] عزیز ۱۷۳۔

باغباں کی منت سے آپ کو رہا پایا	امجد	جس نے غنچۂ دل کو باغِ دل کشا پایا
تیرے وصل کی خواہش اک غلط نمایش ہے	″	اپنے آپ کو میں نے تجھ سے کب جدا پایا
ہم تو صاف کہہ دیں گے مل گیا خدا اُس کو	″	جس نے اس خدائی میں بندۂ خدا پایا
جستجو ہی اے امجد رازِ کامیابی ہے	″	جس نے جا بجا ڈھونڈا اس نے جا بجا پایا
دیکھے[۲] جو تجھ کو اک نظر ہوش میں پھر وہ آئے کیوں	″	جس کو تیرے قدم ملیں سجدہ سے سر اُٹھائے کیوں
جب تک[۳] رہا فراق رہی اس کی جستجو	″	اب ہے کہ خود کو ڈھونڈھ رہے ہیں وصال میں
جھکتا نہیں ہے بدر کبھی مثلِ ماہِ نو	″	کیا شان ہے کمال کی اہلِ کمال میں
خوش ہم سے رہے جانِ جاں ہم عید اسے کہتے ہیں	″	بس ایک کے ہو رہنا توحید اسے کہتے ہیں
کس[۴] بات کی کمی ہے مولا تری گلی میں	″	دنیا تری گلی میں عقبےٰ تری گلی میں
دیوانگی پہ میری ہنستے ہیں عقل والے	″	تیری گلی کا رستہ پوچھا تیری گلی میں
موت اور حیات میری دونوں ترے لئے ہیں	″	مرنا تری گلی میں جینا تری گلی میں

۲ شعرا — مفتی میر اشرف علی اشرف حیدرآبادی ۳۷ — ۱۷۴۸ - افزون

نکلے کیوں نہ آئیں دنیا میں	اشرف	دفن اک بے قرار ہے ان کا
یاد[۵] فرماتے نہیں اس کا تو کوئی غم نہیں	″	یاد آجاتے ہیں یہ بندہ نوازی کم نہیں

۳ شعرا — اسد انصاری ۳۸ — ۱۷۵۱ - افزون

میکشوں[۶] کا ہر عمل خیر العمل ہے واعظ	اسد	میکدہ میں ذکرِ خوفِ حشر تو یہ کیجئے
میں[۷] چاہتا ہوں ہے پُر بہار گلشنِ دل	″	وہ چاہتے ہیں کوئی آرزو جوان نہ رہے
قدم قدم پہ سرِ پُر نیاز جھک جائے	″	جبینِ شوق کو احساسِ آستان نہ رہے

---

[۱] غالب ۱۷۹ - [۲] ترکی ۷۷ - داغ ۱۱۵ - غالب ۱۸۱ - ناظم ۲۴۲ - [۳] امانت ۲۵ - [۴] حسرت ۹۸ - آزاد ۵۵
[۵] بیگم ۷۲ - [۶] سرور ۱۴۸ - حیدر ۱۰۲ - مونس ۲۲۶ - علی ۱۷۸ - عابد ۱۷۸ - ہرمز ۲۴۹ - اثر ۵۳ - آباد ۶۲ - رشید ۳۵
سعید ۱۴۴ - [۷] آباد ۶۲ - اثر ۵۳ - رشید ۱۳۵ - عالی ۱۷۶ - حیدر ۱۰۲ - مزاج ۲۲۴ - مونس ۲۲۶ - عاجز ۱۷۸ - علی ۱۷۸
سعید ۱۴۵

شہزادۂ برار نواب میر حمایت علیخاں بہادر جاہ اعظم اعظم

(۳۹)

۲ شعر
۷۵۳ - افزون

مار[1] ہی ڈالا مجھے ناز و ادا سے پہلے
جان دینا ہی پڑا مجھ کو قضا سے پہلے
زمزم، و کوثر، و تسنیم، سے تو اے اعظم
دھولے مُنہ اپنا ذرا احمدِ خدا سے پہلے

نواب میر اکبر علیخاں اکبر حیدرآبادی فرید و نجاہی

۷ شعر
۷۶۰ - افزون

وعدہ پر آپ آئیں گے اس کا مجھے بھی ہے یقیں	اکبر	آپ کا اعتبار ہے وعدہ کا اعتبار کیا؟
علیؑ کے نورِ نظر ہیں رسولؐ کے تیور؟	〃	خدا ہی جانتا ہے کیا ہیں سبطِ پیغمبر
لیں گے کبھی نہ کام کسی بخیہ گر سے ہم	〃	زخمِ جگر سلائیں گے تارِ نظر سے ہم
دل[2] دیا آپ کو کس بات پہ کچھ یاد نہیں	〃	یاد رکھنے کا ہُوا تھا مجھے ارشاد نہیں
آپ کل آئے تھے کچھ ہنس کے کہے تھے مجھ سے	〃	یاد اتنا ہے کہ کچھ یاد ہے کچھ یاد نہیں
جو زبان پر آئے کہہ دینے سے کیا؟	〃	بات کرنے کا سلیقہ چاہیئے
کہوں کیا آپ سے کہنا ہی کیا ہے	〃	میرا اور آپ کا جھگڑا ہی کیا ہے

[1] شیخ ۱۵۶ - رند ۱۳۱ - ظفر ۱۶۷ - اسد ۶۰ - [2] تاج ۷۹ - رند ۱۳۹ - ظہیر ۱۶۸ - عالی ۱۷۶

۱ شعر
۷۶۱ - افزون

آسی [۴۱]

صبح تک وہ بھی نہ چھوڑی تو نے اے بادِ صبا | آسی | یادگارِ رونقِ محفل تھی پروانہ کی خاک

۱ شعر
۷۶۲ - افزون

اسمٰعیل [۴۲]

کبھی[۱] بھول کر کسی سے نہ کرو سلوک ایسا | اسمٰعیل | کہ جو کوئی تم سے کرتا تمہیں ناگوار ہوتا

۱ شعر
۷۶۳ - افزون

محمد علیخاں اثر رامپوری [۴۳]

وہ[۱] جو نہیں تو بزم میں بزم کی شان بھی نہیں | اثر | پھول ہیں دلکشی نہیں چاند ہے چاندنی نہیں

۴ شعر
۷۶۷ - افزون

عبدالسمیع اثر صہبائی سیالکوٹی [۴۴]

دیکھ[۲] جی بھر کے مگر توڑ نہ مجھ کو گلچیں | اثر | ہاتھ بھی تو نے لگایا تو بکھر جاؤنگا
قفس سے چھوٹ کے آیا ہوں سا کنانِ چمن[۳] | 〃 | کہاں ہے مجھ کو مرا آشیاں نہیں ملتا
بگل[۴] کر دل لہو ہو ہو کے بہ جاتا ہے آنکھوں سے | 〃 | ستم ہے شمع کو جو زینتِ محفل سمجھتے ہیں
لطف گناہ میں ملا اور نہ مزا ثواب میں | 〃 | عمر تمام کٹ گئی کاوشِ احتساب میں

۲ شعر
۷۶۹ - افزون

احسان الحق احسان دانش مظفرنگری [۴۵]

پرسشِ[۵] غم کا شکریہ کیا تجھے آگہی نہیں | احسان | ترے بغیر زندگی درد ہے زندگی نہیں
ترے سوا کروں پسند کیا تری کائنات میں | 〃 | دونوں جہاں کی نعمتیں قیمتِ بندگی نہیں

---

[۱] آئیر ۳۳ - داغ ۱۱۲ - غالب ۱۷۹ - [۲] احسان دانش ۵۸ بہ تبدیل قافیہ - [۳] آئیر وذوق و داغ وسودا دمائل ۳۴ - ۱۲۲ - ۱۱۳ - ۱۳۷ و ۲۲۳ - بہ تبدیل قافیہ - [۴] جگر ۸۹ - اکبر ۴۳ بہ تبدیل قافیہ - [۵] اثر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ -

۴ شعر — مرزا جعفر علی خاں اثرؔ (لکھنوی) ۴۶
۱۷۷۳ - افزون

آغازِ محبت کی لذت انجام میں پانا مشکل ہے	اثرؔ	جب دل کو موسے رہتے تھے اب ہاتھ لگانا مشکل ہے
متوالی رسیلی آنکھوں میں نیند ایسی گھتی ہے کہ بس توبہ!	〃	فتنے تو اُٹھانا اک جانب جادو بھی جگانا مشکل ہے
طائر ہے، نہ صید وحشی ہے، دل ہے البتہ تڑپتا دل	〃	دیکھو تو ادھر کوشش تو کرو کیا ایسا نشانا مشکل ہے
جو عشق کے فن کے ماہر ہیں اون سے پوچھو تم کیا جانو	〃	کب اشک بہانا مشکل ہے اور کب پی جانا مشکل ہے

۱ شعر — اختر شیرانی اخترؔ ٹونکی ۴۷
۱۷۷۴ - افزون

انہیں[1] مفر نہ تھا اقرارِ عشق سے لیکن	اخترؔ	حیا کو ضد تھی کہ وہ پاسِ آبرو کرتے

۲ شعر — امین حزیں امینؔ (سیالکوٹی) ۴۸
۱۷۷۶ - افزون

افسانۂ[2] حیات کو دُہرا رہا ہوں میں	امینؔ	یوں اپنی عمرِ رفتہ کو لوٹا رہا ہوں میں
اس سحرِ رنگ و بُو نے تو دیوانہ کر دیا	〃	دامن کے تار تار کو اُلجھا رہا ہوں میں

۱ شعر — شاہ امید امیدؔ (حیدرآبادی) ۴۹
۱۷۷۷ افزون

روک لے اے ضبط جو آنسو کہ چشمِ تر میں ہے	امیدؔ	کچھ نہیں بگڑا ہے اب بھی گھر کی دولت گھر میں ہے

۶ شعر — علی رضؓا اخترؔ ۵۰
۱۷۸۳ - افزون

---

[1] ذوق ۱۲۵ - [2] جگر ۸۹ - حفیظ ۱۰۱ - سیماب ۱۴۳ - ساغر ۱۴۵ - سردار ۱۴۶ - قمر ۱۰۰ - تو - ۲
تاج ۷۹ - جملہ بہ تبدیل قافیہ (شہید ۱۵۷)

دمِ زندگی سے رہا ہوا غمِ زندگی سے گذر گیا	اخترؔ	یہ حیات قابلِ رشک ہے وہی جی رہا ہے جو مر گیا
حریمِ[1] کعبہ بنا دی وہ سرزمیں میں نے	″	ترے خیال میں رکھ دی جہاں جبیں میں نے
بنا دیا جو محبت کا راز داں میں نے	″	زمیں کو بخش دیا اوجِ آسماں میں نے
نصیبِ دل ہیں ازل سے تصوراتِ جمال	″	فضائے برق میں رکھا ہے آشیاں میں نے
بساطِ ہوش سے تا جلوہ گاہِ مستی و کیف	″	تجھے تلاش کیا ہے کہاں کہاں میں نے
بقدرِ شوق نہ تھا اہتمامِ سوز و گداز	″	ضمیرِ خاک میں بھر دی ہیں بجلیاں میں نے

اشعر — اِحتشام احمد اسدؔ حیدرآبادی[51]

۷۸۴ - افزون

وقف[2] تھے کوثر و تسنیم کے چشمے لیکن	اسدؔ	آبِ خنجر سے نوازے گئے پیاسے پہلے

اشعر — امنؔ (لکھنوی)[52]

۷۸۵ - افزون

وحشت کدہ اگر یہ ہندوستان رہیگا	امنؔ	ہندو کہاں رہے گا مسلم کہاں رہیگا!

اشعر — اکملؔ (جالندھری)[53]

۷۸۶ - افزون

مجھ کو مٹانے والے یہ بھی تجھے خبر ہے	اکملؔ	میرے نشان سے باقی تیرا نشان رہیگا

اشعر — اعظمؔ (جلال آبادی)[54]

۷۸۷ - افزون

[1] آزاد ۵۵ بہ تبدیلِ قافیہ - مزاج ۲۲۴ - [2] شیخ ۱۵۶ - اعظم ۵۷ - رند ۱۳۱ - ظفر ۱۶۷ -

تنگ آ کے ہم نے آخر دلِ دیدہ یا کسی کو	اعظم	اے دردِ دل بتا دے اب تو کہاں رہیگا

اثر بلالی ۵۵

۲ شعر
۷۸۹ - افزون

جینا[1] تو ہجرِ یار میں دشوار ہی رہا	اثر	مرنا بھی انتظار نے مشکل بنا دیا
ٹکڑے دل و جگر کے بچھاتے چلے گئے	〃	جاتے ہوئے نشانِ سرِ منزل بنا دیا

آغا شاعر کاشمیری ۵۶

۱ شعر
۷۹۰ - افزون

جو[2] برق و باد پہ قادر وہ اس قدر مجبور	آغا	کہ ایک سانس بڑھانے کا اختیار نہیں

افسوں ۵۷

۲ شعر
۷۹۲ - افزون

کروں[3] دو آفتوں میں صبر کیونکر سخت مشکل ہے	افسوں	اِدھر وہ آفتِ جاں ہے اُدھر آفت بھرا دل ہے
سینکڑوں ملتے ہیں الزام کے دینے والے	〃	ایک دو بھی نہیں آرام کے دینے والے

اختر لکھنوی ۵۸

۱ شعر
۷۹۳ - افزون

عجب[4] ڈھنگ کی یہ تعمیرِ خراب آباد ہستی ہے	اختر	کہ پستی یاں بلندی ہے بلندی یاں کی پستی ہے

اعجاز صدیقی ۵۹

۱ شعر
۷۹۴ - افزون

شاید وہ جلوہ ریز ہیں کلیوں کے بھیس میں	اعجاز	مہکی ہوئی ہوائے گلستان ہے آجکل

۱ صفر بتبدیل قافیہ ۵۱ ۔ ۲ بحر ۶۸ ۔ ۳ امیر ۳۷ ۔ ۴ امیر ۳۸ ۔ جلیل ۸۷ ۔ تاریخ ۲۳۲ ۔ نادان ۲۴۱

۱ شعر — کنور سید محمد اصغر علیخاں اصغر ۶۰

۷۹۵ - افزون

بجولڑکپن ہی میں سو حشر بپا کرتے ہیں	اصغر	دیکھنا یہ ہے جوان ہو کے وہ کیا کرتے ہیں؟

۱ شعر — آشفتہ ۶۱

۷۹۶ افزون

ہمیشہ[۱] آگ نکلتی ہے میرے سینے سے	آشفتہ	الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے

۱ شعر — ابوالسیف سید قدرت اللہ اخضر ۶۲ حیدرآبادی

۷۹۷ - افزون

آگئی پیری، جوانی کی امنگیں مٹ گئیں	اخضر	دن کہاں رہتا ہے باقی دھوپ ڈھل جانے کے بعد

۳ شعر — سید محمد بادشاہ اظہر (حیدرآبادی) ۶۳

۸۰۰ - افزون

دُرِ مقصود ڈھونڈیئے تہ میں	اظہر	لبِ دریا گہر نہیں آتا
چمن[۲] کی ہر اک چیز ہے اپنی جا پر	〃	مگر اک میرا آشیانہ نہیں ہے
بحرِ[۳] غم ہی میں ٹھکانا نظر آتا ہے مجھے	〃	ڈوبتا ہوں تو کنارا نظر آتا ہے مجھے

۷ شعر — نواب نصیر یار جنگ آباد (حیدرآبادی) ۶۴

۸۰۷ - افزون

توڑ[۴] کر عہدِ وفا خون تمنا کیجئے	آباد	اس طرح آباد کی برباد دنیا کیجئے
شاؤ[۵] یوں کہ ہمارا کہیں نشان رہے	〃	کسی کو یاد محبت کی داستان نہ رہے
عیاں ہر ایک پہ ہیں سربلندیاں اپنی	〃	زمین کی طرح سے ہم زیرِ آسماں نہ رہے

---

[۱] بتاب ۷۴ - درد ۱۰۹ - عزیز ۱۷۰ - [۲] شوق ۱۵۸ - عابد ۱۷۸ - [۳] رہبر ۱۳۵ - نظر ۲۴۰ -
[۴] علی ۱۷۸ - ہرمز ۲۴۹ - مؤنس ۲۲۶ - عابد ۱۷۸ - سرور ۱۴۸ - حیدر ۱۰۲ - اثر ۵۳ - آباد ۶۲ - رشید ۱۳۵ - سعید ۱۴۴
[۵] ثابت ۱۷۶ - رشید ۱۳۵ - حیدر ۱۰۲ - مؤنس ۲۲۶ - مزاج ۲۲۴ - اثر ۵۳ - استاد ۱۷۸ - عاجز ۱۷۸ - علی ۱۷۸ -

وہ خاک سمجھیں گے انداز حکمرانی کے	آباد	جو کارواں میں کبھی میرِ کارواں نہ رہے
میرے خیال میں تعریفِ دوستی یہ ہے	؍؍	کہ دوست دُور پئے آزارِ دوستاں نہ رہے
ہمارا ضبط و تحمل ہے قابلِ تقلید	؍؍	مصیبتوں میں بھی ہم مائلِ فغاں نہ رہے
چمن کی خیر منا باغبان پرستی کر	؍؍	بلا سے تیرا سلامت جو آشیاں نہ رہے

۵ شعر — نواب محمد افسر الدین خاں افسر حیدرآبادی[۶۵]

۸۱۲- افزون

ہر سبق آدمی کو ملتا ہے	افسر	اک مکمل کتاب ہے دنیا
حشر کا دھڑکا ہے افسر اس لئے	؍؍	کیا خبر کیا ہم سے پوچھا جائے گا
آپ سے عرضِ مدعا کرنا	؍؍	ہے قیامت کا سامنا کرنا
دلِ پُر داغ رنگ لایا ہے	؍؍	میں خزاں میں بہار دیکھتا ہوں
زائی شان ہے سب سے مرے آنسو بہانے کی	؍؍	کہ ہر آنسو میں ہے تصویر اس کے مسکرانے کی

۴ شعر — ڈاکٹر سید اختر احمد اختر (لکھنوی)[۶۶]

۸۱۶- افزون

ہم بھی ہیں کارواں کے ساتھ مگر	اختر	جا رہے ہیں کہاں نہیں معلوم؟
انکی پُر کیف نگاہوں میں نہ جانے کیا تھا	؍؍	آج دنیا مری آنکھوں میں سمٹ آئی ہے
منجدھار جو اپنی منزل ہو طوفاں سہارا ہو جائے	؍؍	ساحل کی ضرورت کیا ہم کو ہر موج کنارا ہو جائے
ملنے کی تمنا دل میں سہی دیدار کی طاقت کس میں ہے	؍؍	وہ آ کے کھڑے ہو جائیں اگر دشوار نظارا ہو جائے

۱ شعر — نارائن پرشاد آخگر (حیدرآبادی)[۶۷]

۸۱۷- افزون

فرد ہوں کوئی زمانے میں نہیں اپنی مثال	آخگر	آشنا ہم نہ ہوئے آج تک ارمانوں سے

[۶۵] غالب ۱۸۴- عیش ۱۷۷- [۶۶] سعید ۱۴۸- تیر و انشاء ۲۰۸- ۱۸ بہ تبدیل قافیہ-

۷ شعرا — سیّد علی محمّد اجلالؔ زیدی الوسطی لکھنوی[۶۵]
۸۲۴-افزون

شاید آیا ہے خیال اُن کو مسیحائی کا	اجلال	خود بخود آنکھ میری بند ہوئی جاتی ہے
کچھ خبر بھی ہے تجھے مجھکو مٹانے والے	״	تیری الفت بھی مرے ساتھ مٹی جاتی ہے
بس تری ایک عنایت کی نظر ہے درکار	״	داستانِ شبِ غم ختم ہوئی جاتی ہے
حرم و دیر میں دنیا کا چلن دیکھ لیا	״	اپنے مطلب ہی کی ہر بات کہی جاتی ہے
چار تنکے تو نہ تم اہلِ چمن دیکھ سکے	״	مٹھ پر اب خاک نشیمن کی ملی جاتی ہے
چند[۱] پروانوں کی لاشیں شمع کشتہ کے قریب	״	یہ بہت ہے عبرتِ اربابِ محفل کے لئے
میکدہ سے پھینکئے کیوں ہو شکستہ جامِ مئے	״	اس کو رہنے دو میرے ٹوٹے ہوئے دل کیلئے

۱ شعر — یوسف خاں آگاہ[۶۹]
۸۲۵ - افزون

عبادت[۲] گاہ ہے محراب کعبہ ہر مسلماں کی	آگاہ	ہماری سجدہ گہ محراب ہے اپنے گریباں کی

اشعر — الف خاں[۷۰]
۸۲۶-افزون

پہلے قدم میں عشق کے میرا تو جی گیا	الف خاں	مجنوں یہ چند روز بھلا کیونکہ جی گیا

اشعر — انعام گوالیاری[۷۱]
۲۲۷-افزون

وہ آئے تو ہر نور پہ چھائے ہوئے آئے	انعام	تارے بھی نہیں ہیں مہ کامل بھی نہیں ہے

[۱] وزیر و مائل ۲۴۶-۲۲۳ بہ تبدیل قافیہ - [۲] اصغر ۵۲ - برتر ۷۱ - ساحر ۱۴۵ - غالب ۱۸۵ ، ضو ۱۶۵ -

ردیف - ب

۶ شعر — بندہ شاہ بندہ[۱۲]

۸۳۳ - افزون

نہ ہوتے محمدؐ تو ہونے کا ہوتا	بندہ	ولیکن کچھ ایسا کہ گویا نہ ہوتا
خدا اپنا مخفی خدائی میں رہتا	〃	خدا کا خدائی میں شہرا نہ ہوتا
یہ وہ شب ہے کہ محمدؐ سے خدا ملتا ہے	〃	دیکھئے دونو کے ملتے ہیں کیا ملتا ہے
جب گوارا نہ ہوئی حق کو جدائی اُن کی	〃	خود بخود ہو گئی وابستہ خدائی اُن کی
باوجودیکہ نبیؐ نور سے ہیں سب ان کے	〃	تسپہ بھی ایک نے پائی نہ صفائی اُن کی
خدا[۱] سے ہم کو وقفیت کہاں ہے	〃	محمدؐ آپ کا منہ درمیان ہے

۶ شعر — شہزادۂ بیدار بخت بیدار[۱۳]

۸۳۹ - افزون

کل تری یاد میں آنسو ہی نہ کچھ گلگوں تھا	بیدار	ہر مژہ پر مری لخت جگر پُر خون تھا
دوستو[۱] مجھ کو نہ دو سیر چمن کی تکلیف	〃	اشک ہی بس ہے مرا باغ و بہار دامن
خلش خار رہ عشق میں اب اے ناصح	〃	نہ رہا ایک بھی ثابت مرا تار دامن
تیری محفل میں اگر ہو گذر پروانہ	〃	نہ پڑے شمع پہ ہرگز نظر پروانہ
اڑ گئے جل کے سبھی بال و پر پروانہ	〃	کچھ بھی اے شمع تجھے ہے خبر پروانہ
سامنے ہوتے ہی اُس رُو کی درخشانی سے	〃	نقش دیوار ہوا آئینہ حیرانی سے

[۱] بے نظیر ۶۹ - ناسخ ۲۳۳ - شکر ۱۵۲ - آتش ۲ ہر سہ ناسخ و لاجد ۲۳۰ و ۲۵۳ بہ تبدیل قافیہ - آتش ۲۱ -

۱۰ شعر — خواجہ احسن اللہ خاں بیانؔ — ۸۴۹ - افزون

خواب میں زلف کو بکھرے سے نکالے آجا	بیانؔ	بے نقاب آج تو اے گیسوؤں والے آجا
بے کسی پر مرے خون روتے ہیں چھالے آجا	〃	راہ میں چھوڑ گئے قافلے والے آجا
دم تری دید کو آنکھوں میں لگا رکھا ہے	〃	لے رہے ہیں ترے بیمار سنبھالے آجا
ہوں سیہ کار مرے عیب کھلے جاتے ہیں	〃	کملی والے مجھے کملی میں چھپالے آجا
ایسے ہی مرے بخت جو ماتے تھے نیند کے	〃	خوابِ عدم سے کاہیکو مجھکو جگادیا
جنگ پر لوگ جس کی لڑتے ہیں	〃	صلح میں اس کی کیا مزا ہوگا
یہ[1] لوگ منع جو کرتے ہیں عشق سے مجھ کو	〃	اُنھوں نے یار کو دیکھا ہے یا نہیں دیکھا
عالم میں گو کہ عشق نے رسوا کیا مجھے	〃	لیکن تجھے تو شہرۂ آفاق کردیا
رو کر اوس سے میں کہا مرتا ہے یہ بیمار آج	〃	مسکرا کر وہ لگا کہنے کہ "اس کا کیا علاج"
کیا ہے عجز نے مرے بیانؔ اُسے مغرور	〃	میری وفا اُسے جو روجفا سکھاتی ہے

۳ - شعر — بیتابؔ — ۸۵۲ - افزون

جامِ[2] اُلفت مجھے ساقی نے پلایا کیوں تھا	بیتابؔ	گر پلایا تھا تو ہشیار بنایا کیوں تھا
بعد مرنے کے جو تربت پہ کھڑے روتے ہو	〃	زندگی میں مجھے پہلو سے اٹھایا کیوں تھا
کیا کہو گے جو قیامت میں ہوا تم سے سوال	〃	چاہنے والوں کا دل تم نے دکھایا کیوں تھا؟

۴۳ شعر — شیخ امداد علی بحرؔ لکھنوی — ۸۹۵ - افزون

[1] اصل ۳۳ بہ تبدیل قافیہ۔ [2] بقابہ تبدیل قافیہ ۷۱

نہ عرش پر مجھے لیجا نہ لامکاں پہونچا	بحر	کمندِ آہ جہاں یار ہو وہاں پہونچا
زمانہ تشنۂ دیدار ہے حسینوں کا	〃	دلیل ہے چہ یوسفؑ پہ کارواں پہونچا
جگر میں داغ ہیں آنکھوں میں اشک لب پر آہ	〃	چلے ہیں لیکے زمانے سے ارمغاں کیا کیا؟
وقتِ آخر ہمیں دیدار دکھایا نہ گیا	〃	ہم تو دنیا سے گئے آپ سے آیا نہ گیا
اس کے کوچہ سے ضعیفی میں بھی اُٹھے نہ قدم	〃	سر پہ دھوپ آگئی دیوار کا سایا نہ گیا
جذبِ الفت نے دکھایا اثر اپنا اُلٹا	〃	آہ جب ہونٹوں پر آئی تو کلیجہ اُلٹا
باغبان بلبلِ شیدا کی یہی ہے تعذیر	〃	شاخِ گل میں اسے پر باندھ کے لٹکا اُلٹا
کہتا یہ جامِ چشم ہے کمبخت دیکھنا	〃	چار آنسوؤں کی کیا تھی حقیقت چھلک گیا
چلو بلا سے اگر ہے یہ آستیں کا سانپ	〃	بغل میں پال کے ہیں کیا کروں گلہ دل کا
سنوں تمہاری کہ اپنی کہوں حقیقتِ حال	〃	تمہیں ہے میری شکایت مجھے گلہ دل کا
ہمیشہ وصل رہا نشۂ شراب رہا	〃	بغل میں چاند رہا سر پہ آفتاب رہا
نصیب سو گئے یاروں کا ساتھ چھوٹ گیا	〃	کھلی نہ آنکھ مری کارواں روانہ ہوا
وہ بندوبست ہمارا اب آگے گھر میں نہیں	〃	زمانہ تھا کبھی اپنا اسے زمانہ ہوا
پسِ فنا ہے یہ توقیر خاکساروں کی	〃	اُڑا غبار جو تربت سے شامیانہ ہوا
تیرا دامن سے جھٹکنا ہمیں معلوم نہ تھا	〃	بیوفا خاک ہماری ہوی برباد عبث
ہم کبھی روئے جو مایوسِ تمنا ہو کر	〃	ایک اک بوندگری آنکھ سے دریا ہو کر
فتنۂ حشر جو دیکھے چلن اُس کافر کا	〃	چوم لے دونو قدم نقشِ کفِ پا ہو کر
دل کو اس واسطے پہلو سے جُدا کرتا ہوں	〃	آرزو ہے کہ مُوں یار سے تنہا ہو کر
اُٹھ گیا چین بغل سے جو وہ محبوب اٹھا	〃	پھول قالین کے چبھنے لگے کانٹا ہو کر
چاند کو سورج کی ضو ملتی ہے بامِ یار پر	〃	دھوپ ہو جاتی ہے آکر چاندنی دیوار پر
پاؤں کی مہندی ستم ہے اور آفت سر کے بال	〃	آگ اُس کے پاؤں کے نیچے دھنواں بالائے سر
گیا شباب تو سامان پھر سفر کے ہیں	〃	چراغِ شام ہیں مہمان رات بھر کے لئے

لہ ثمیس ۱۹۹ - کہ قلق ۱۹۳ - قلق ۷۷ - کہ آرزو ۱۲۷ - حفیظ ۱۰۰ - داغ ۱۱۴ - نسیم بہ تبدیل قافیہ ۲۳۶
کہ - آخر ۲۴ - ۲۰۴ - نسیم ۲۳۶ -

کیا[1] چشمِ سرگیں کی ہے شوخی سحاب میں	بحر	پلکوں میں ہے نگاہ کہ بجلی سحاب میں
کوئی دن میرے بھی راحت کا سرانجام کریں	〃	تلوے سہلاؤں میں آنکھوں سے وہ آرام کریں
ہم سے دِل صاف کسی کا نہیں ہوسکتا ہے	〃	کس طرح آئینہ پر لوگ جِلا کرتے ہیں
کس[2] کو تلوار کے سایہ میں سُلایا تم نے	〃	کروٹیں خاک کے نیچے شہدا لیتے ہیں
اُٹھ جا طبیب مجھ کو اُمیدِ شفا نہیں	〃	وہ میرے دِل میں درد ہے جس کی دوا نہیں
کہتے ہیں لوگ دیکھ کے اُس کے مریض کو	〃	اب کے جو بچ گیا تو پھر اسکی قضا نہیں
رُخ[3] کا دیوانہ ہوں گیسو کا گرفتار نہیں	〃	روزِ روشن مرے گھر میں ہے شب تار نہیں
میں گنہگار بھی حاضر ہوں اب ارشاد ہے کیا	〃	بیڑیوں کو ہوا تھا حکم کہ آئیں آئیں
ٹل گئی غیر کے سر پر مرے سر کی آفت	〃	مرے آڑے بخدا میری وفائیں آئیں
پھٹے کپڑے رہے جبتک تو نہ پیوند ملا	〃	ترک جامہ کیا ہم نے تو قبائیں آئیں
اس کی درگاہ سے محروم گیا کون اے بحر	〃	ہاتھ خالی نہ کبھی میری دعائیں آئیں
زلف[4] کھولے ہوئے مقتل جو وہ اکبار چلے	〃	ایک رسّی میں بندھے سارے گنہگار چلے
بنا دیا میری قسمت نے پھول کو کانٹا	〃	کھٹکتے ہیں میری آنکھوں میں وہ سمائے ہوئے
کچھ اعتبار نہیں قول و فعل کا ان کے	〃	کبھی ہمارے ہوے وہ کبھی پرائے ہوئے
اب آئے ہو تو نہ رخصت کی بات چیت رہے	〃	خدا کے واسطے جاتے ہیں ہوش آئے ہوئے
کہو یہ قافلے والوں سے ہم بھی آتے ہیں	〃	بڑھے نہ جاؤ خدارا قدم بڑھائے ہوئے
کسی کے منہ سے نہ نکلا ہمارے دفن کے وقت	〃	کہ ان پہ خاک نہ ڈالو یہ ہیں نہائے ہوئے
یہی لاتا ہے خرابی یہی کرتا ہے ذلیل	〃	بادشاہی ہے اگر دل پہ حکومت رکھے
حُور بن کر ترے کشتہ کی قضا آتی ہے	〃	دامنِ تیغ سے جنّت کی ہوا آتی ہے
شراب مانگیں گے خضر سے بھی طلب آبِ بقا کریں گے	〃	سُرور میں لطفِ زندگی ہے خمار میں جی کے کیا کریں گے
بلاؤں کے سامنے ڈٹیں گے قدم نہ میداں سے ہٹیں گے	〃	اسی کے کوچہ میں مرمٹیں گے جبتک وفا کریں گے

[1] آباد ۲۴ - آسیر ۳۲ - شفتہ ۱۲۹ - ذوق ۱۲۳ - قلق ۱۹۴ - غالب ۱۸۱ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ - آسخ ۱۳۲
[2] تیغر ۲۱۹ - رند ۱۲۸ - [3] آغا ۶۱ [4] آسیر ۳۲ - قلق ۱۹۶ - آمیر ۳۸ -

۳ شعر — بادشاہ ۷۷

۸۹۸ - افزون

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری	بادشاہ	جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے
شفق بن کے گردوں پہ ہوتا ہے ظاہر	〃	یہ کس کشتۂ بے گنہ کا لہو ہے
گلستان میں جاکر ہر اک گل کو دیکھا	〃	نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بُو ہے

۱۱ شعر — راجہ محبوب نواز ونت باقی حیدرآبادی ۷۸

۹۰۹ - افزون

مجرئی تن سے جو سرشاہِ ہُدیٰ کا اُترا	باقی	پیٹتا سر کو فلک پر سے مسیحا اُترا
عالم رویا میں اشک افشاں رسول اللہ تھے	〃	باغیوں نے باغ لوٹا باغباں رونے لگا
دل میں دنیا کا تماشا دیکھا	〃	موجزن کوزہ میں دریا دیکھا
دیکھتے تم کہ شرارت سے یہ شر کیا کرتا	〃	گر اجل سر پہ نہ ہوتی تو بشر کیا کرتا
سب ہیں مفتونِ چشم و زلف و خطّ و خالِ یار پر	〃	سینکڑوں نے جان کھوئی ہے انہیں دو چار پر
زوال میں نہیں باقی کوئی کسی کا شریک	〃	رفیق، دوست، پسر، اقربا، غلام، عزیز
یا عصا یا شانہ یا تسبیح، یا مسواک ہے	〃	زاہد انِ خشک کا ہے سب کا سب اسباب خشک
ہے عکس فگن جو آنکھ میں رُخ	〃	ساغر میں ہے آفتاب کا رنگ
دریا سے موج، موج سے دریا نہیں الگ	〃	ہم سے جُدا نہیں ہے خُدا اور خدا سے ہم
یمِ جان خنجرِ قاتل سے ہوا میں جس دم	〃	بولی شمشیر نہ گھبرا ترے سر پہ میں ہوں
مجھے اشکوں کی رُسوائی سے ڈر ہے	〃	مثل ہے گھر کے بھیدی سے خطر ہے

۳ شعر — بے نظیر شاہ بے نظیر ۷۹

۹۱۲ - افزون

خوشی کیا اندنوں جو مہربان ہے	بے نظیر شاہ	یہ ظالم آسمان پھر آسمان ہے

۷۷ بتاب بتبدیل قافیہ ۷۸۔ ۷۸ آتش ۲۲ بشکر ۱۵۲ - تاریخ ۲۳۳ - بندہ ۹۵۔

۷۰

ازل میں ہر انجام لکھا گیا	بینظیر شاہ	شبِ غم کی لیکن سحر رہ گئی
نہ تا حشر پوری ہوئی ہجر میں	〃	میری عمر اُن کی قسم ہو گئی

۵ شعر
منشی علی محمد خاں برقؔ[۸۰] شاہجہاں پوری
۹۱۷ - افزون

حسن سے شعلہ سے، نغمہ سے مئے ناب سے ہے	برقؔ	زندگی میری جہاں میں انھیں اسباب سے ہے
بزم اغیار ہے، ڈر ہے، نہ خفا تو جائے	〃	ورنہ اک آہ میں کھینچو تو ابھی ہو جائے
تو تو جس خاک کو چاہے وہ بنے بندہ نواز	〃	میں خدا کس کو بناؤں جو خفا تو ہو جائے
حرم و دیر کے جھگڑے تیرے چھپنے سے پڑے	〃	ورنہ تو پردہ اُٹھا دے تو تو ہی تو ہو جائے
آپ انکار کریں وصل سے میں درگذرا	〃	کچھ تو ہو جس سے طبیعت مری یکسو ہو جائے

۲ شعر
بیخود[۸۱]
۹۱۹ - افزون

یہ گردِ کدورت کی گرانی نے کیا پست	بیخود	خشکی میں ہوا غرق سفینہ مرے دل کا
منہ پھیر لیا کر کے ہدف تیرِ نگہ سے	〃	دیکھا نہ گیا اُن سے تڑپنا مرے دل کا

۴ شعر
محمد حبیب الرحمٰن بیدلؔ[۸۲]
۹۲۳ - افزون

مر بھی جاتا تو جلانے کو وہ آتا نہ مسیح	بیدلؔ	منت میں موت کا شرمندۂ احسان ہوتا
مریض جاں بلب کرتا دمِ آخر فغاں کب تک	〃	جو اُٹھتا بھی تو اُٹھتا شمعِ کشتہ سے دھواں کب تک
انھیں رہ رہ کے مجھکو یاد کرنے سے غرض یہ تھی	〃	کہ بیمارِ اجل لیتا ہے دیکھیں ہچکیاں کب تک
ہم نے کھلتی ہی نہیں دیکھی گرہ تقدیر کی	〃	پیش کچھ جاتی نہیں ہے ناخنِ تدبیر کی

[۸۰] مرکی ۷۷ - [۸۱] تاریخ ۲۲۸ - [۸۲] شبلی ۱۵۲ -

۴ شعر
بقاء اللہ خاں بقا اکبرآبادی ۸۳
۹۲۷ - افزون

سرسری مل کے مرے پاس سے جانا کیا تھا[1]	بقا	راہ بس ناپنے آئے تھے یہ آنا کیا تھا
آئینہ دیکھ جو کہتا ہے کہ اللہ رے میں[2]	〃	اُس کا میں دیکھنے والا ہوں بقا واہ رے میں
سیلاب سے آنکھوں کے رہتے ہیں خرابے میں[3]	〃	ٹکڑے جو میرے دل کے رہتے ہیں دو آبے میں
عشق میں بو ہے کبریائی کی	〃	عاشقی جس نے کی خدائی کی

۱۱ شعر
میر ناور علی برتر غازی پوری ۸۴
۹۳۸ - افزون

تفرقے صحبتِ دلدار میں کیا ہوتے ہیں	برتر	دل کے دو حرف مگر وہ بھی جدا ہوتے ہیں
ہجر میں پاسِ وفا اُو ستم آرا کب تک	〃	ابتو شرمندۂ احسان قضا ہوتے ہیں
ان کی تمکین سے جھکے ہیں سرِ نخوت کیا کیا	〃	بُت بھی اللہ غنی شان خدا ہوتے ہیں
بت بنے بیٹھے ہو کیوں دیر میں جا کر برتر	〃	ڈھنگ ہو من کے یہی مردِ خدا ہوتے ہیں؟
کرم مجھ پر زیادہ تھا تو دشمن پر جفا کم تھی[2]	〃	تری بیداد یہ اُو بانیٔ بیداد کیا کم تھی؟
پردہ اُٹھا کبھی جو رُخ رشکِ ماہ سے	〃	آیا مجھے حجاب خود اپنی نگاہ سے
شررِ باری کا شکوہ اور پھر مجھ سوختہ جاں سے!	〃	مری جاں پھول تو جھڑتے نہیں ہیں اُن کے مُنہ سے؟
یہ کس مجبور نے آنسو بہائے ہیں خدا شاہد	〃	کہ گرد اب تک نہیں اڑتی زمینِ کوئے جاناں سے
بھری[3] ہے دستِ صنّاعِ ازل نے تیری آنکھ میں	〃	سپیدیٔ صبحِ محشر کی سیاہی شامِ ہجراں کی
ہوا باندھی ہے کس شوریدہ سر کے جوش وحشت نے	〃	مثالِ چشمِ دربان کھل گئی زنجیرِ زنداں کی
غمِ تاریکیٔ مرقد ہوا پیری میں اے برتر	〃	خبر صبحِ وطن دینے لگی شامِ غریباں کی

[1] بیتاب بہ تبدیل قافیہ ۶۶ - [2] جلیل ۸۸ - [3] آگاہ ۶۴ - اصغر ۵۲ - غالب ۱۸۵ - ساحر ۱۴۵
ضو ۱۶۵ - [3] سلاب کو ناسخ نے تذکیر باندھا ہے اور مالک تانیث -

۲ شعر — میر کاظم علی باغؔ ۸۵
۹۴۰-۱ فروری

کہیں طور کی تھیں تجلیاں کہیں حسن حور کی بجلیاں	باغ	شبِ غم تصورِ یار میں ہیں کہاں کہاں سے گذر گیا
نہیں مجھ سے تجھ سے مناسبت ہیں زوال اور تو عروج ہے	"	میں وہ خال ہوں جو بگڑ گیا تو وہ حسن ہے جو سنور گیا

۶ شعر — عابد مرزا بیگم ۸۶
۹۴۶-۱ فروری

مرد دوا میرا سدھارا ہوا ہے سوت کے گھر	بیگم	آجکل کھوئے ہوئے ہے مرے اوسان بہار
ننھے ننھے یہ پرندے جو موئے چہکتے ہیں	"	میں سمجھتی ہوں یہ سب ہیں تیرے دیوانے ہزار
مرد وئے تلوار کا کس بل نہیں دم خم نہیں	"	بل ہے تیوری پر تو ہو بندی کو اس کا غم نہیں
ہاتھ میں جن کے قلم ہے بات میں جن کی اثر	"	اے بوا وہ عورتیں بھی مردوں سے کم نہیں
تیری باتوں کے مرے دل میں ہزاروں گھاؤ ہیں	"	اور پھر بخشتہ نہیں ٹانکے نہیں مرہم نہیں
یار ہے گی سوت گھر میں یار دھینگے راج ہم	"	اب تو دل میں ٹھان لی ہے وہ نہیں ہم نہیں

۷ شعر — مرزا عاشق حسین بزمؔ ۸۷
۹۵۳-۱ فروری

حرم دل کے سوا اور نہیں کوئی مکان	بزم	"جھوٹ ہے" مسجدیں ان کی نہ شوالا اونکا
واں تیغ کھچکے رہ گئی قاتل کے ہاتھ میں	"	یاں خوں جوش کھا کے رگِ جان میں رہ گیا
گلہ زمین سے شکایت ہے آسمان سے ہمیں	"	یہ دل رہیگا نکلوا کے دو جہاں سے ہمیں
بہت بڑی نفس واپسیں سے ہے امید	"	یہ ایک سانس ملا دیگی کارواں سے ہمیں
پس فنا بھی عذاب فشار باقی تھا	"	زمین نے پیس دیا مل کے آسماں سے ہمیں
چمن ہے سامنے صیاد ابھی چھری نہ چلا	"	ابھی تو دیکھ رہے سب آشیاں سے ہمیں

۸۵ ضامن ۱۶۴ - ۸۶ اشرف ۵۶

شوقِ گیسو میں بسر عمرِ رواں ہوتی ہے	بزم	دیکھئے شام مسافر کو کہاں ہوتی ہے؟

۶ شعر — بیدم شاہ وارثی بیدم[۸۸] — ۹۵۹ - افزون

اُس کے در پر مروں میں سجدہ میں	بیدم	عمر بھر کی قضا ادا ہو جائے
تم جو چاہو تو مرے درد کا درماں ہو جائے[۱]	〃	ورنہ مشکل ہے کہ مشکل میری آساں ہو جائے
زاہد؟ اس کو کہیں جانے کی ضرورت کیا ہے	〃	کعبہ جس کے لئے سنگِ درِ جاناں ہو جائے
او نمک پاش تجھے اپنے ملاحت کی قسم	〃	بات تو جب ہے کہ ہر زخم نمکداں ہو جائے
دینے والے تجھے دینا ہو تو اتنا دیدے	〃	کہ مجھے شکوۂ کوتاہیٔ دامان ہو جائے
تو جو اسرارِ حقیقت کہیں ظاہر کر دے	〃	ابھی بیدم رسن و دار کا سامان ہو جائے

۱۲ شعر — بہزاد[۸۹] — ۹۷۱ - افزون

مجھ[۲] کو تو خود عزیز ہیں بیتابیاں میری	بہزاد	بجلی تڑپ رہی ہے یہ کیوں آشیاں سے دور
تیرے حضور میں سجدے گذارتا ہوں میں	〃	اسی طرح سے مقدر سنوارتا ہوں میں
خدا[۳] کی شان ہے ہم یوں ستائے جاتے ہیں	〃	ہمارے سامنے دشمن بلائے جاتے ہیں
ہماری بزم میں اُس بزم میں ہے فرق اتنا	〃	وہاں چراغ یہاں دل جلائے جاتے ہیں
ہمارے سامنے ہنس ہنس کے غیر سے ملنا	〃	یہی تو زخم کلیجہ کو کھائے جاتے ہیں
اے جذبۂ دل گر میں چاہوں ہر چیز مقابل آ جائے	〃	منزل کے لئے دو گام چلوں اور سامنے منزل آ جائے
اے رہبرِ کامل چلنے کو تیار تو ہوں پر یاد رہے	〃	اس وقت مجھے بھٹکا دینا جب سامنے منزل آ جائے
اپنی نئی زمین نیا آسمان ہے	〃	ہاں اس جہان سے ڈورہی اپنا جہان ہے
دیوانہ[۴] بنانا ہے تو دیوانہ بنا دے	〃	ورنہ کہیں تقدیر تماشا نہ بنا دے

[۱] صبا ۱۵۹۔ [۲] فانی ۱۹۰۔ [۳] نجمؔ ۱۰۷۔ جوہر ۹۱ بہ تبدیل قافیہ۔ [۴] دھقانی ۱۲۱۔ جگر ۸۹ [۵] مزاج ۲۲۴۔

آخر کوئی صورت بھی تو ہو خانۂ دل کی	بہزاد	کعبہ نہیں بنتا ہے تو بتخانہ بنا دے
میں ڈھونڈھ رہا ہوں وہ میری شمع کہاں ہے	〃	جو بزم کی ہر چیز کو پروانہ بنا دے
اے دیکھنے والو مجھے ہنس ہنس کے نہ دیکھو	〃	تمکو بھی محبت کہیں مجھ سا نہ بنا دے؟

۳ شعر

۹۷۴- افزون　بیخود (بھرت پوری) ۹۰

جوانی میں سمجھ آتی ہے ہم قابل نہیں اسکے	بیخود	کہ جتنی عمر بڑھتی ہے وہ نادان ہوتے جاتے ہیں
خدا سے ڈر جو ہر اک بات پر ارشاد ہوتا ہے	〃	مجھے کیونکر یقین آئے خدا سے آپ ڈرتے ہیں
نزع میں سامنے اک صورت زیبا آئی	〃	موت آنکھوں سے اٹھاتے ہوئے پردہ آئی

۳ شعر

۹۷۷- افزون　سنتوک رائے بیتاب ۹۱

نہ رہے باغ جہاں میں کبھی آرام سے ہم	بیتاب	پھنس گئے قید قفس میں جو چھٹے دام سے ہم
میں کیا خلل نہ اٹھائے فلک کے کینے سے	〃	کسی کو کام نہ ڈالے خدا کمینے سے
خدا کسی کو گرفتار زلف کا نہ کرے	〃	نصیب میں کسی کافر کے یہ بلا نہ کرے

۱۰ شعر

۹۸۷- افزون　غضنفر علی رضؓ شاہ بیتاب حیدرآبادی ۹۲

یہ میرا دل مری ہمت ہے میرا جگر	بیتاب	ہجر کی لاکھوں بلائیں ہیں اکیلا میں ہوں
بیشک یہ جذب عشق کا میرے اثر نہیں	〃	تم آگئے تھے بھول کے شاید ادھر نہیں
ذکر وصال پر اسے کیا آگیا خیال	〃	ہاں کہتے کہتے کہدیا کچھ سوچ کر "نہیں"
دیر و کعبہ میں پھرا لیکے تو ہم مجھکو	〃	مجھ میں ہی رہ کے میری جان ملے تم مجھکو

۱ راسخ ۱۳۲- اکبر ۴۳- ۲ درد ۱۰۹- عزیز ۱۷۰- آشفتہ ۶۲ سے باقی بتبدیل قافیہ ۶۹- ۴ امیر ۳۶- ۵ ملا ۱۳۸- داغ ۱۱۷- قتیل ۱۹۵-

میری آواز میں کس کی ہے یہ خوش الحانی	بیتاب	مست کر دیتا ہے خود میرا تکلم مجھ کو
میری کثرت سے عیاں ہے میری یکتائی بھی	〃	آئینہ بھی ہوں تماشا بھی تماشائی بھی
تنگنائے دہر میں رکھتے ہیں پروسعت خیال	〃	قید خانے میں بھی ہم رہ کر رہے آزاد سے
دل میں جو داغ عشقِ رسالت مآبؐ ہے	〃	روشن خدا کے گھر میں بھی اک آفتاب ہے
ناظر بھی ہوں میں اور ہوں منظورِ نظر بھی	〃	اک جلوہ گری میری اِدھر بھی ہے اُدھر بھی
کامل جو یقین ہو تو ہٹے آنکھ سے پردہ	〃	جب دل سے دعا نکلے تو ہوتا ہے اثر بھی

باقر (بھوپالی) ۹۳

اشعار ۹۸۸ - افزون

ہر وقت تصور ہے اُن کا ہر وقت سُرور و مستی ہے	باقر	وہ خود ہے مجسم میخانہ آنکھوں سے شراب برستی ہے

ردیف ت

میر عبدالحی تاباں ۹۴

اشعار ۹۹۹ - افزون

جفا سے اپنی پشیماں نہ ہُوا سو ہوا	تاباں	تری بلا سے میرے جی پہ جو ہُوا سو ہوا
سبب جو میری شہادت کا یار سے پوچھا	〃	کہاں کہ اب تو اسے گاڑ دو ہُوا سو ہوا
نہیں کوئی دوست اپنا، یار اپنا، مہرباں اپنا	〃	سناؤں کس کو غم اپنا، الم اپنا، بیان اپنا
مجھے آتا ہے رونا ایسی تنہائی پہ اے تاباں	〃	نہ یار اپنا، نہ دل اپنا، نہ تن اپنا، نہ جان اپنا
عجب احوال ہے تاباں کا یارو	〃	کہ رونا رات دن اور کچھ نہ کہنا
لے دل کی خبر چشم میرے یار کی کیونکر	〃	بیمار عیادت کرے بیمار کی کیونکر؟

بیمار ہے زمین سے اُٹھتی نہیں عصا بن	تاباں	نرگس کو تم نے شاید آنکھیں دکھائیاں ہیں؟
خورشید گر کہوں میں تو جاں ہے وہ پی لا	〃	جو مہ کہوں تو رُو اس پر تو جھائیاں ہیں
ہاتھ میں اس کے ہاتھ تھا بیہات	〃	دل میرا گم ہوا ہے ہاتھوں ہاتھ
تو بھلی بات سے بھی میری خفا ہوتا ہے	〃	آہ یہ چاہنا ایسا ہی بُرا ہوتا ہے
ترے ابرو کو نہ چھوڑے گا میرا دل ہرگز	〃	گوشت ناخن سے بھلا کوئی جُدا ہوتا ہے؟

۱۰ اشعار — شاہ تراب علی تراب کا کوروی ۹۵

۱۰۰۹ - افزون

ہجر میں ہم کو غم یار نے سونے نہ دیا	تراب	وصل میں لذّتِ دیدار نے سونے نہ دیا
ہائے اس کے سامنے میں رات بھر روتا رہا	〃	آنکھ بھی کھولی نہ اُسنے بیخبر سوتا رہا
کنگھی کرتے کرتے سب پیچ و خم کا کل گیا	〃	دستِ مشاطہ سے آخر دل کا عقدہ کھل گیا
اِدھر دل چاک، اُودھر شور ہے چاہِ زنخدان کا	〃	جراحت کی یہ صورت ہے، وہ عالم ہے نمکدان کا
میں تجھ سے مانگتا ہوں خدا "خاتمہ بخیر"	〃	کردے کرم سے اپنے میرا "خاتمہ بخیر"
نکلے کبھو نہ جس سے ذرا بات خیر کی	〃	کس طرح ہوگا اس کا بھلا خاتمہ بخیر؟
یارو جو توبہ کرکے اٹھا اس جہاں سے	〃	بخشا گیا وہ شخص ہُوا خاتمہ بخیر
رقیب اس کے حضور اور ہم ہوا اتنی دُور کیا کہئے	〃	جہاں اس نے بٹھایا ہے وہیں لاچار بیٹھے ہیں
رات ہم اُس بُت کے قدموں پر جو سر رکھنے لگے	〃	ہنس کے بولا جو ذکر ناتھا سو تم کرنے لگے
کوئی ایسی ذات کر کیا کہئے کہ جو فرد ہے نہ وحید ہے	〃	صفت اُسکی ہو وے کسی سے کیا نہ وہ دید ہے نہ شنید ہے

۱ شعر — تبسّم ۹۶

۱۰۱۰ - افزون

جھلک بتا کے مجھے دلربا نے لوٹ لیا	تبسّم	بچا نگہ سے تو شرم و حیا نے لوٹ لیا

۱ غالب ۱۸۳ - قدر ۱۹۸ - وزیر ۲۴۹ - مومن ۲۱۷ - گویا ۲۰۳ - (قلندر و آتش و عزیز ۱۹۹-۲۳-۱۵۵ بہ تبدیل قافیہ)
۲ آباد ۲۳ - حبیب ۹۸ - شہیدی ۱۴۹ - شوکت ۱۵۶ - آتش ۲۰ - گویا ۲۰۳ - مہین ۲۲۵ - ناسخ ۲۲۹ ۳ رضا ۱۳۳ -
داغ ۱۱۳ - جرأت ۱۵۱ - حیدر ۱۰۲ - آباد ۲۳ - قلق ۱۹۳ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - علیل ۱۰۵ - منیر ۲۱۸ - ۴ انشاء ۱۸ -

۱ شعر — ۱۰۱۱ - افزون — تقی ۹۷

کھٹک[1] نہ خارِ غمِ ہجرِ یار سینہ میں	تقی	نہ ٹوٹ جائے کہیں دیکھ آبلہ دل کا؟

۳ شعر — ۱۰۱۴ - افزون — ترک علی شاہ ترکی قلندر لاہوری ۹۸

آئے[2] ہو میری قبر پہ کیوں ساتھ عدو کے	ترکی	چھوڑو پسِ مُردن تو ستانا میرے دل کا
جب پڑھ چکیں وہ خط کو تو آہستہ سے قاصد	″	کچھ حال زبانی بھی سنانا میرے دل کا
جس[3] کی بلند شان ہو جس کو عزیز جان ہو	″	تیری گلی میں آئے کیوں موت کے منہ میں جائے کیوں

۱ شعر — ۱۰۱۵ - افزون — امیر اللہ تسلیم ۹۹

جوانی سے زیادہ وقتِ پیری جوش ہوتا ہے	تسلیم	بھڑکتا ہے چراغِ صبح جب خاموش ہوتا ہے

۱۷ شعر — ۱۰۳۲ - افزون — سید محمد جلال الدین توفیق حیدرآبادی ۱۰۰

موسیٰ[4] جلے کہ طور جلے اوس کو کیا غرض	توفیق	منظور تھا جمال دکھانا دکھا دیا
یہ[5] پوچھتا نہیں جب تو کوئی مجھکو کیوں پوچھے	″	تو ہی جب نہیں اپنا پھر کوئی کہاں اپنا
رہے[6] سلامت جو خاکساری کبھی تو اپنی ہوا نہ دے گی	″	کبھی تو اٹھیں گے گردن کر کبھی تو اونچا غبار ہوگا
رکھا[7] ہے پہلو میں دل کو ہم نے اسی غرض سے بچا بچا کر	″	علاج پوچھیں گے اس مسیحا سے دل کی چوٹیں بتا بتا کر
مکاں تک آ کر مرے وہ پلٹے برا ہو گردوں کا یا الٰہی	″	ہزاروں بار اس نے کام ایسے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
عدم کے جانے والے سب چھپا لیتے ہیں منہ اپنا	″	نہیں معلوم یہ کیا کیا ندامت لیکے جاتے ہیں؟

[1] بحر ۶۷ - قلق ۱۹۳ - [2] جود ۷۰ - [3] امجد ۵۶ - داغ ۱۱۵ - غالب ۱۸۱ - ناظم ۲۴۲ - [4] ظہیر ۱۶۸ -
[5] داغ ۱۱۳ - غالب ۱۷۹ - [6] مومن ۲۱۴ - [7] داغ ۱۱۳ - خلیل ۱۰۵ - گویا ۲۰۴ - وطن ۲۰۷ - حبیب ۹۷ - اقبال ۴۹ -

فلک گر ہنساتا ہے مجھ پر کسی کو	توفیق	میں ہنس کر فلک کی طرف دیکھتا ہوں
کسی طرح ہو تو گئی سحر مگر اب یہ ڈر ہے لگا ہوا	〃	میری شام غم نہ شریک ہو کہیں انکی زلف دراز میں
تیری شہرتوں نے فریب سے مجھے کھینچ لائی وگرنہ میں	〃	وہ طلسم عالم راز ہوں کہ رہا ہو مدتوں راز میں
گل ہیں خاموش یہ گلستان چمن میں کیا ہے	〃	بات کرتے نہیں غنچوں کے دہن میں کیا ہے
یوں تو میری پرسش کو احباب تمام آئے	〃	پر کوئی نہیں آیا ایسا کہ جو کام آئے
کیونکر خبر ہو ان کو میرے شکست دل کی	〃	یہ ظرف وہ نہیں ہے جو ٹوٹ کر صدا دے
ٹکڑے ہو گر بیاں کی طرح دل تو بلا سے	〃	دامن کی طرح پاؤں پہ لوٹا نہ کریں گے
ناحق کی بلا اپنے گلے کون لگائے	〃	اب ان کو گلے سے بھی لگایا نہ کریں گے
جو مانگتے ہیں غیر کے جینے کی دعائیں	〃	کیا وہ میرا مرنا بھی گوارا نہ کریں گے؟
دام گیسو میں پھنسا دل پاؤں میں زنجیر ہے	〃	یہ ہمارا خواب ہے وہ خواب کی تعبیر ہے
ہم اسیری میں بھی دیتے ہیں دعا صیاد کو	〃	بند تو رکھا مگر رکھا نظر کے سامنے

تشنہ ۱۰۱

۳ شعر

۱۰۳۵ - افزون

آنکھ پڑتی ہے کہیں پاؤں کہیں پڑتا ہے	تشنہ	سب کی ہے تمکو خبر اپنی خبر کچھ بھی نہیں
شمع ہے، گل بھی ہے، بلبل بھی ہے، پروانہ بھی	〃	رات کی رات یہ سب کچھ ہے سحر کچھ بھی نہیں
نیستی کی ہے مجھے کوچۂ ہستی میں تلاش	〃	سیر کرتا ہوں ادھر کی کہ جدھر کچھ بھی نہیں

تصویر ۱۰۲

۲ شعر

۱۰۳۷ - افزون

ہجر کی شب تو سحر ہو یا رب	تصویر	وہ نہ آیا تو قیامت ہی سہی
دامن پہ وہ رکھے نہ رکھے ولربا لگی	〃	لیکن ہماری خاک ٹھکانے سے آ لگی

---

۱ اقبال ۴۹ - حسرت ۹۸ - ۲ شہیدی ۱۵۰ - مومن ۲۱۷ - ضامن ۱۶۳ - ۳ بہ تبدیل بحر داغ ۱۱۹ - قدر ۱۹۷ - امیر ۳۵ - (فضل ۱۸۹ بہ تبدیل قافیہ) ۴ غالب ۱۸۴ -

۷ شعر　　۱۰۴۴-۱۰۴۴ افزون　　**قاری شاہ محمد تاج الدین تاج** قادری حیدرآبادی　　۱۰۳

ہنگامِ[1] نزع آپ کا آنا ضرور ہے	تاج	سرکار؟ انتظار کئے جا رہا ہوں میں
کھل جاتا ہے اَنَا بَشَرٌ مِّثلُکُم کا راز	؍؍	جب آپ کو بشانِ دگر دیکھتا ہوں میں
چاہا جو تو نے شافعِ محشر وہی ہوا	؍؍	منشا، ترا قضا و قدر دیکھتے رہے
سدرہ کے آگے ایک قدم جب بڑھ سکے	؍؍	رُوح الامین عُروجِ بشر دیکھتے رہے
محوِ جمالِ حق ہے ہماری خبر بھی ہے	؍؍	سرکار کی نگاہ اُدھر بھی اِدھر بھی ہے
دیدنی ہے جذبۂ دیوانگانِ مصطفےٰ	؍؍	ہے جبینِ شوق وقفِ آستانِ مصطفےٰ
جو زبانِ شاہ سے نکلا وہی ہو کر رہا	؍؍	بن گئی تقدیر ملتے ہی زبانِ مصطفےٰ

۴ شعر　　۱۰۴۸-۱۰۴۸ افزون　　**محمد تاج الدین تاج** قریشی حیدرآبادی　　۱۰۴

ابرو[2] پر تیری پھر جائیگا پانی اے عشق	تاج	ایک آنسو بھی اگر دیدۂ تر سے نکلا
ہے دل میں برق کا دھڑکا قفسِ نگاہ میں ہے	؍؍	میں آشیاں میں ہُں ایسا کہ آشیاں ہیں نہیں
کروٹیں[3] بدلی ہیں کتنی شبِ غم یاد نہیں	؍؍	آپ کے دردِ محبت کی قسم "یاد نہیں"
خوشا مجبوریٔ مجبورِ الفت	؍؍	زبان کا کام دیتی ہیں نگاہیں

ردیف ث

۸ شعر　　۱۰۵۶-۱۰۵۶ افزون　　**نجم الدین ثاقب** بدایونی　　۱۰۵

[1] جگر ۹۰۔ سروار ۱۴۶۔ قدر ۲۰۰۔ (امین و حفیظ و سیماب و رشید و جگر ۵۹-۱۰۱-۱۴۲-۱۵۷-۸۹ بہ تبدیلِ قافیہ)
[2] (غالب ۱۷۹ و نصیر ۱۳۳ بہ تبدیلِ قافیہ) [3] اکبر ۵۷۔ رند ۱۲۸۔ ظہیر ۱۶۸۔ عالی ۱۷۶

پاؤں[1] پھیلا ہی دئے دیکھ کے ویرانے کو	ثاقب	ایک ہُو بس ہوی ظالم ترے دیوانے کو
کہتے ہیں اہلِ ادب عشق کی پہلی منزل	〃	آستان پر ترے سر پھوڑ کے مرجانے کو
سمجھا ہے مجھ کو غیر تو میں غیر ہی سہی	〃	اپنا سمجھ اسے میرے اعدا کہیں جسے
کیوں[2] فلک ٹوٹ پڑا غیر کے ارمانوں پر	〃	دل سے باہر تو ابھی تک میرے نالے نہ گئے
درہم داغ ہی رائج ہے عدم میں شاید	〃	ساتھ کچھ اس کے سوا شاہ و گدا لے گئے
دل میں رہ کر نگاہ سے پردہ؟	〃	یوں کوئی آجتک چھپا بھی ہے؟
اک قیامت ہے سادگی اونکی	〃	یوں تو شوخی بھی ہے حیا بھی ہے
ہم سے بیدست و پا غریبوں کا	〃	تو عصا بھی ہے آسرا بھی ہے

۳ شعر
۱۰۵۹ - افزون

ذاکر حسین رضا ثاقب لکھنوی[1]۰۶

دوبار[3] دل میں کہیں دوست کا پتہ نہ ملا	ثاقب	وہ بدنصیب ہوں کعبہ میں بھی خدا نہ ملا
آنکھ[4] پڑتے ہی نہ تھا نام شکیبائی کا	〃	دیر میخانہ تھا نقشہ تری انگڑائی کا
جب میں کہتا ہوں کوئی وصل کا سامان ہوا		کان میں آتی ہے آواز کہ "جی ہاں نہ ہوا"

ردیف ج

۲۳ شعر
۱۰۸۲ - افزون

شیخ قلندر بخش جرأت[1]۰۷

نہ آنے کی جب میں سنانے لگا	جرأت	وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا

[1] جلیل ۸۶ - داغ ۱۱۷ - جرأت ۸۱ - امیر ۳۶ - [2] شیفتہ ۱۵۴ - جلیل ۸۸ - ظہیر ۱۶۸ - [3] آنش ۲۰ - آباد ۲۳ - امیر ۳۱ - خلق ۱۰۴ - سیف ۱۴۸ -

عزیز[1] کو کیا کہوں رو کر تمامیں اپنی چشم گریاں کا	جرأت	بہیں کتنے ہی دریا گر نچوڑوں پاٹ دامان کا
نہ آیا اس فلک کو اور کچھ آیا تو یہ آیا	〃	گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجراں کا
کوچۂ یار میں جو ہو وے سو ہو بیٹھے ہم	〃	بدکھو دوستو یا نیک کھو بیٹھے ہم
کبھی رنجش، کبھی غصہ، کبھی پیار اور اخلاص	〃	نت نئی دیکھتے ہیں آپکی خو بیٹھے ہم
نالہ، آہ، و فغاں، میرا ہی دم بھرتے ہیں	〃	آپ کا جان کے سب مجھ پہ کرم کرتے ہیں
لگ[2] جا گلے سے تاب اب اے نازنیں نہیں	〃	ہے ہے خدا کے واسطے مت کر نہیں نہیں
اوس بن جہان کچھ نظر آتا ہے اور ہی	〃	گویا وہ آسمان نہیں وہ زمیں نہیں
سنتا ہے کون کس سے کہوں درد بے کسی	〃	ہمدم نہیں ہے کوئی میرا ہمنشیں نہیں
اے ستم ایجاد کب تک یہ کرم دیکھا کریں	〃	تو کرے غیروں سے باتیں اور ہم دیکھا کریں؟
دل[3] میں آتے نہیں اس کے مرے گھر آنے کو	〃	تا یہ لوگوں میں رہے بات قسم کھانے کو
رات کہتا تھا مجھے دیکھ کے محفل میں وہ شوخ	〃	شمع پاس آنے نہ دیجو کبھی پروانے کو
گو بظاہر ہے منادی یہ بھلا اے پیارے	〃	منع کرتا ہے کوئی خواب میں بھی آنے کو؟
بدن[4] عریاں، جگر میں داغ لب پہ آہ و نالہ ہے	〃	ترے عاشق کا ہر عالم میں عالم ہی نرالا ہے
نہ نکلا اپنے گھر سے شب کو وہ خورشید رو باہر	〃	تو سب حیراں ہوئے بے وجہ یہ کیسا اجالا ہے
غیر[5] کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو	〃	کیا غضب کرتے ہو ادھر دیکھو
دیکھا تو یوں وہ کہکے لگے منہ کو ڈھانپنے	〃	کمبخت پھر لگا مجھے نظروں میں بھانپنے
ہے کس کا جگر جس پہ یہ بیداد کروگے	〃	لو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کروگے
خوف کچھ کھاتے ہی بیدار ہم آوے ہوئے	〃	شب کو تم خواب میں پھر آئے تو گھبرائے ہوئے
بال زلف یار کے رخسار تک آنے لگے	〃	چشمۂ خورشید میں بھی سانپ لہرانے لگے
اس پردہ نشیں سے کوئی کس طرح برآئے	〃	جو خواب میں بھی آئے تو منہ ڈھانپ کے آئے
ابھی تم جاؤں جاؤں کہتے ہو اور دم نکلتا ہے	〃	مجھے یہ سوچ ہے جب یاں سے جاؤگے تو کیا ہوگا
سرسری[6] ان سے ملاقات ہے گاہے گاہے	〃	صحبت غیر میں گاہے سر راہے گاہے

[1] تراب ۲۶۔ آبا ۲۳۔ حیدر ۱۰۲۔ داغ ۱۱۳۔ قلق ۱۹۳۔ خلیل ۶۵۔ تیشہ ۲۱۸۔ رضا ۱۳۳۔ ناسخ ۲۲۹۔ نسیم ۲۳۵۔ آتش ۲۳۔
[2] آتش ۲۲۔ اکبر ۴۳ جواب ۱۷۔ کیفی ۲۰۲۔ میر ۲۰۹۔ نظیر ۲۳۹۔ [3] ثاقب ۵۰۔ امیر ۳۶۔ جلیل ۸۶۔ داغ ۱۱۷۔
[4] امانت ۳۶۔ قلق ۱۹۵۔ [5] حسن ۹۴۔ [6] لطف ۱۶۷

۹ شعر — میر یار علی جانؔ ۱۰۸

۱۰۹۱ - افزون

شانؔ میں اللہ کی مطلع ہو وہ دیوان کا	جان	جیسے بسم اللہ پھاٹک ہے پُوا قرآن کا
اگر دوزخ[1] نہ ہوتی فکر کرتا کون جنت کی	〃	ہے رتبہ سوم کی خست سے حاتم کی سخاوت کا
بھیجا نسبت کا ہے پیام کہاں	〃	کہاں بچی میری غلام کہاں؟
مجھ کو توڑا لاگھر میں فرنگن کی ہو مرید	〃	مسجد بنائی آپ نے گرجا کے سامنے
بھلی عورتوں سے بُرائی نہ ہوگی	〃	بُرے مردُوں سے بھلائی نہ ہوگی
نگوڑی بھینڈیاں ایسی بُری یہ ہوتی ہیں	〃	کسی جتن سے پکاؤ لُعاب رہتا ہے
دیکھی جو اپنی چوٹی کی پرچھائیں رات کو	〃	رسّی سمجھ کے بھاگی میں ایک چیخ مار کے
دیا ہے کونسا میرا خزانہ بھر تو نے	〃	نگوڑے قاقے ہی کروائے عمر بھر تو نے
خدا بچائے تری جانؔ رنڈی بازینا	〃	نکالے مردوے چیونٹی کی طرح پر تو نے

۱ شعر — خاں عالیشان جعفر علیخاں ۱۰۹

۱۰۹۳ - افزون

چھوڑ[2] عارض دل نے گھیرا زلفِ مشکیں فام کو	جعفر	صبح کا بھولا غنیمت ہے جو پہنچے شام کو
عشق میں بلبل کو کیا نسبت ہے پروانہ کیساتھ	〃	وصل میں مرجائے وہ یہ ہجر میں جیتی رہے

۲ شعر — جہانگیر ۱۱۰

۱۰۹۵ - افزون

گر یار نہ ہو ساقی پیمانہ ہوا تو کیا	جہانگیر	معمور شرابوں سے میخانہ ہوا تو کیا
ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف	〃	گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا

[1] نصیر ۲۳۳ - ظفر ۱۶۶ - عزیز ۱۷۷ - حیدر ۱۰۲ - فلق ۱۹۳ - لاہور ۲۵۳ - [2] "مخزنِ جاوید" مولفۂ پنڈت سریرام میں بتلایا گیا ہے کہ یہ شعر جان عالم خاں جانؔ کا ہے۔

۳۰ شعر — سید ضامن علی جلالؔ لکھنوی ۱۱۱

۱۱۲۵ - افزوں

نہ خونِ ناحق چھپے گا غافل پکار اٹھیں گے زخمِ بسمل[1]	جلالؔ	کرا اپنا دامن تو پاک قاتل، لہو چھڑانا پھر آستیں کا
جو کوئے الفت میں عاشق آئے وہاں سے بے مرنے نہ جائے	″	غرضکہ یوں آپ مٹائے کہ نام رہ جائے بے نشاں کا
جس[2] نے کچھ احساں کیا اک بوجھ ہم پر رکھدیا	″	سر سے تنکا کیا اُتارا سر پہ چھپر رکھدیا
یہ مقرر کام تھا اُس دلربا کے جذب کا	″	کھینچ کر پہلو سے دل پہلو کے باہر رکھدیا
یادِ چشم و ابروِ ساقی میں بھولے میکشی	″	پھر نہ اُترا طاق میں ہم نے جو ساغر رکھدیا
نکلنا[3] ہو گیا دشوار تن سے جانِ بسمل کا	″	مگر کیوں اے فلک یہ بھی کوئی ارمان ہے دل کا
نہ خوفِ آہ بتوں کو نہ ڈر ہے نالوں کا	″	بڑا کلیجہ ہے اِن دل دُکھانے والوں کا
غرض ہے رونے سے اتنی تمہیں ہنسانا تھا	″	یہ آنسوؤں کا بہانا تو اک بہانہ تھا
وفا کا اپنی بھلا امتحان کیا دیتے	″	ہمیں تو اُن کی جفاؤں کا آزمانا تھا
کوئی[4] جنت سے نہ پھر کر دلِ ناشاد آیا	″	بے مروّت کو نہ میں بھول کے بھی یاد آیا
فرقت میں ایک درد میرا ہمنشیں رہا	″	اُٹھ بھی کھڑا ہوا تو یہیں کا یہیں رہا
دل[5] کسی کے عشق میں اچھا ہوا جاتا رہا	″	داغ تھا اک مٹ گیا اک درد تھا جاتا رہا
ہدیت[6] کے بعد منہ سے لگی ہے جو چھوٹ کر	″	تو یہ بھی مے پہ گرتی ہے کیا ٹوٹ ٹوٹ کر
حشر[7] میں چھپ نہ سکا حسرتِ دیدار کا راز	″	آنکھ کمبخت سے پہچان گئے تم مجھ کو
یہ دونو عارضِ رنگیں ہیں دو گلاب کے پھول	″	مہک رہے ہیں سدا گلشنِ شباب کے پھول
نالاں تڑپ کے اے دلِ اندوہگیں نہ ہو	″	دیکھ آسمان پھٹ نہ پڑے شق زمیں نہ ہو
کہتے ہیں "وعدہ وصل کا ہم نے تو کر لیا	″	اس کا علاج کیا ہے جو تم کو یقیں نہ ہو"
ملنا ہے ایسے پردہ نشیں کا بہت محال	″	جو سب جگہ ہو اور بظاہر کہیں نہ ہو
ڈھونڈا بہت کہیں نہ تہِ آسماں ملی	″	راحت کی جا چھپی ہوئی زیرِ زمیں نہ ہو؟
کہو[8] سر رکھ کے قدموں پر انہیں سے	″	مٹا دو میرے لکھے کو جبیں سے

[1] امیر ۳۴ - قدر ۱۹۷ - [2] داغ ۱۱۲ - [3] امیر ۳۲ - خلق ۱۹۴ - ناسخ ۲۲۸ - [4] امانت ۲۴ - داغ ۱۱۳ صبا ۱۵۹ - خلق ۱۹۳ - [5] امیر ۳۴ - آباد ۲۳ - ریاض ۱۳۳ - [6] سجاد ۲۴۱ [7] امیر ۳۶ - داغ ۱۱۷ - خلق ۱۹۵ - [8] امیر ۳۴ - داغ ۱۱۲ - قدر ۲۱۰ -

ہم[۱] سے کتنے ہی تری راہ میں برباد رہے	جلال	تو سلامت رہے کوچہ ترا آباد رہے
اب کسی سے یہ کہیں گے کہ ہمیں رنج ہی دے	〃	شاد ہونے کی تمنا میں تو ناشاد رہے"
چوتدبیر اوس سے ملنے کی کریں تقدیر ہنستی ہے	〃	اگر تقدیر ہی پر چھوڑ دیں تدبیر ہنستی ہے
نالہ[۲] تھما ہے تو اک دل میں چمک ہوتی ہے	〃	اشک رُکتے ہیں تو آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے
نجات ہوگئی ناصح سے عمر بھر کے لئے	〃	اوسی کو بھیجدیا یار کی خبر کے لئے
شغل گر ڈھونڈتے ہو جی کے بہلنے کے لئے	〃	جی میں آ بیٹھو کلیجہ میرا ملنے کے لئے
میرا[۳] غبار اڑانے صبا نہیں آتی	〃	یہ مشتِ خاک ٹھکانے لگا نہیں آتی
رنج ہی دے جو خوشی اس ستم ایجاد کی ہے	〃	یوں بھی ہم شاد ہیں خاطر دل ناشاد کی ہے
حد نہیں جور بے نہایت کی	〃	انتہا ہے تری عنایت کی
دل میرا لے کے وہ پامال چلے جاتے ہیں	〃	اور پھر دستِ تاسف بھی ملے جاتے ہیں

۱۰۱ شعر جلیل القدر امام الفن نواب فصاحت جنگ جلیل ۱۱۲

۱۲۲۶ - افزون

لب پہ جسدم میرے نام شہ بطحا آیا	جلیل	عمر رفتہ پلٹ آئی کہ مسیحا آیا
فرش پر بارشِ انوار تھی معراج کی رات	〃	عرش پر دھوم تھی ماہِ شب اسریٰ آیا
جس قدر وادیٔ غربت میں چبھے تھے کانٹے	〃	پھول سب ہوگئے جس وقت مدینہ آیا
کاش آئے مجھے یہ حکم کہ آ یثرب میں	〃	میں پکاروں میرے آقا میرے مولا آیا
ہوگئی بیخودیٔ شوق میں طے راہِ دراز	〃	آنکھیں کھولی تو نظر گنبدِ خضرا آیا
یا نبیؐ کہکے جو کشتی کا اُٹھایا لنگر	〃	وجد موجوں نے کیا جوش میں دریا آیا
کسی کا حسن اگر بے نقاب ہو جاتا	〃	نظام عالم ہستی خراب ہو جاتا
ہزار ہنستے رہے گل مگر نہ تھا ممکن	〃	کہ میرے زخمِ جگر کا جواب ہو جاتا
کلی[۴] نہ پھول سکی اور پھول پھل نہ سکا	〃	تمہارے آگے کسی کا چراغ جل نہ سکا

[۱] حالی ۹۶ - شاد ۱۵۱ - رند ۱۲۹ - امیر ۳۶ - اکبر ۴۶ - [۲] داغ ۱۲۰ - شائق ۱۵۵ - [۳] جلیل ۸۸ - جگر ۹۱ - فروغ ۱۹۱ - [۴] فروغ - ۱۹۱

وہ[1] آئے یا نہ آئے کچھ اس سے غرض نہیں	جلیل	آنکھوں کو پڑ گیا ہے مزا انتظار کا
موسم گل میں عجب رنگ ہے میخانے کا	"	شیشہ جھکتا ہے کہ منہ چوم لے پیمانے کا
میں نے جو تمہیں چاہا کیا اس میں خطا میری	"	یہ تم ہو یہ آئینۂ انصاف ذرا کرنا
جاتے ہو خدا حافظ ہاں اتنی گذارش ہے	"	جب یاد ہم آجائیں ملنے کی دعا کرنا
تیغ[2] قاتل کو نہا دھو کے نکھرنے نہ دیا	"	ہائے اتنا بھی لہو زخم جگر نے نہ دیا
فغاں میں درد دعا میں اثر نہیں ہوتا	"	جو تم نہیں ہو تو کوئی ادھر نہیں ہوتا
گیسوؤں کا وہ ہوا میں اڑنا	"	حسن لے کر پر پرواز آیا
دیکھئے[3] اس کو تو پتلی میں سما جاتا ہے	"	ناپئے اس کو تو ہے قد کے برابر سہرا
نہ[4] بہار آئی چمن میں نہ چلی باد بہار	"	ہو گئے پھول میرے داغ جگر آپ سے آپ
پھر نہ کہنا کہ نہیں جذب محبت میں اثر	"	تم چلے آئے نا آخر مرے گھر آپ سے آپ
سرخرو ہوتا ہے انساں ٹھوکریں کھانے کے بعد	"	رنگ لاتی ہے حنا پتھر میں پس جانے کے بعد
جوانی[5] کی دعائیں مانگی جاتی تھیں لڑکپن میں	"	لڑکپن کے مزے اب یاد آتے ہیں جواں ہو کر
خدا رکھے دل مایوس میں امید باقی ہے	"	یہی گل ہے جو بو دیتا ہے پامال خزاں ہو کر
ہم ایسے کب تھے کہ ہوتے خطاب کے قابل	"	یہی بہت ہے وہ سمجھے عتاب کے قابل
کدھر[6] چلے مرے اشک رواں نہیں معلوم	"	بھٹک رہا ہے کہاں کارواں نہیں معلوم
اٹھا دیا تو ہے لنگر ہوا کے جھونکوں میں	"	کدھر سفینہ ہے ساحل کہاں نہیں معلوم
ہماری بیخودئ شوق کا یہ عالم ہے	"	کہ آشیاں میں ہیں اور آشیاں نہیں معلوم
پھنسا کے دام میں پیری کے بیکس و تنہا	"	کدھر گئی میری عمر رواں نہیں معلوم
جوان و پیر کا ملنا بھی کوئی ملنا ہے	"	ابھی ہے تیر کماں میں ابھی کماں میں نہیں
ہماری[7] بیخودی کا حال وہ پوچھیں تو اے قاصد	"	تو کہنا ہوش اتنا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہیں
ابھی[8] شاید کوئی ارمان ان کے دل میں باقی ہے	"	جو میری لاش پر کھینچے ہوئے تلوار بیٹھے ہیں
اچھا[9] نہیں کہ ہو رخ محبوب بے حجاب	"	پردہ اٹھے تو ڈالدوں اپنی نظر کو میں

[1] امیر ۳۴۰ - سودا ۱۳۷ - شکر ۱۵۱ - ضامن ۱۶۳ - تحقیق ۱۹۴ - مصحفی ۲۱۱ - نصیر ۲۳۳ - ولا ۲۴۷ - [2] قلق ۱۹۴ - تبدیل قافیہ
[3] اکبر ۴۱ - ذوق ۱۲۲ - غالب ۱۸۰ - [4] (لطف ۱۶۶ - نہیر ۱۶۸ - ناسخ ۲۱۹ بہ تبدیل قافیہ) [5] اکبر ۴۱ - حفیظ ۱۰۰ -
عرش ۱۷۶ - وزیر ۱۴۵ - نظیر ۱۶۸ - ذوغ ۱۹۱ - (امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ) [6] (آتش ۴۱ - رند ۱۲۸ - شاد ۱۵۳ بہ تبدیل قافیہ) -
[7] [8] [9] تبدیل قافیہ

نگاہ[1] برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں	جلیلؔ	وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں
نہ اشارہ نہ کنایہ، نہ تبسم، نہ حیا[2]	〃	پاس بیٹھے ہیں مگر دُور نظر آتے ہیں
توبہ[3] کرنے پہ بھی اتنا ہے علاقہ باقی	〃	دُور سے دیکھ لیا کرتے ہیں پیمانے کو
آج تک دل کی آرزو ہے وہی	〃	پھُول مُرجھا گیا ہے بُو ہے وہی
آئینہ ہوں میں اُس کی صورت کا	〃	آنکھ کھولی تو رُوبرو ہے وہی
جو ہو پوری، وہ آرزو ہی نہیں	〃	جو نہ پوری ہو آرزو ہے وہی
تجھ سے سو بار مل چکے لیکن	〃	تجھ سے ملنے کی آرزو ہے وہی
اس[4] شان سے وہ آج پئے امتحان چلے	〃	فتنوں نے پاؤں چوم کے پوچھا کہاں چلے"
اپنی ادائے نیم نگاہی کا واسطہ	〃	لے بیخبر خبر کہ ترے نیمجاں چلے
اٹھتا ہوں میں جو دشت سے جانے کو آج یوں	〃	کہتے ہیں خار تھام کے دامن "کہاں چلے"
آنکھوں میں آ کے کون الٰہی نکل گیا	〃	کس کی تلاش میں میرے اشک رواں چلے
جب میں چلوں تو سایہ بھی اپنا نہ ساتھ دے	〃	جب تم چلو زمین چلے آسماں چلے
ذکرِ حبیب سے نہ ہو غافل کبھی جلیلؔ	〃	چلتا رہے یہ کام بھی جبتک زباں چلے
زمانہ ہے کہ گذرا جا رہا ہے	〃	یہ دریا ہے کہ بہتا جا رہا ہے
وہ اُٹھے درد اٹھا حشر اُٹھا	〃	مگر دل ہے کہ بیٹھا جا رہا ہے
میرے داغِ جگر کو پھُول کہہ کر	〃	مجھے کانٹوں میں کھینچا جا رہا ہے
بہاریں لٹا دی جوانی لٹا دی	〃	تمہارے لئے زندگانی لٹا دی
بات[5] ساقی کی نہ ٹالی جائے گی	〃	کرکے توبہ توڑ ڈالی جائے گی
اب تو وعدہ کی بھی مدت ہو چکی	〃	کب غریبوں کی دعا لی جائے گی
دیکھتے ہیں غور سے میری شبیہ	〃	شاید اس میں جان ڈالی جائے گی
آتے آتے آئے گا ان کو خیال	〃	جاتے جاتے بے خیالی جائے گی
کہتے[6] ہیں عاشقوں سے یہ انداز چال کے	〃	رکھدو قدم قدم پہ کلیجہ نکال کے

[1] حفیظ ۱۰۳۔ شاد ۱۵۱ [2] داغ ۱۱۷۔ (امیر ۳۶ و داغ ۱۱۷۔ جرأت ۱۸۔ شاقب ۸۰۔
[3] سودا ۱۳۹۔ (ذوق بتبدیل قافیہ ۱۲۶) [5] رسا ۱۳۲۔ اکبر ۴۵۔ [6] فیض ۱۸۹۔

کلی[1] کی بو کلی سے پھوٹ نکلی	جلیلؔ	اڑی جاتی ہے بلبل آشیاں سے
ادا اک یہ بھی ہے دل مانگنے کی	〃	وہ کچھ کہتے نہیں اپنی زباں سے
تڑپ میری ترقی کر رہی ہے	〃	زمیں ٹکرا نہ جائے آسماں سے
وہ جنس دل کی قیمت پوچھتے ہیں[2]	〃	یہی مہنگی سی مہنگی ہے یہی سستی سی سستی ہے
جوانی نے دے ہیں اون کو لاکر ہمنشیں کیا کیا	〃	ادا میں ناز، چتون میں حیا، آنکھوں میں مستی ہے
اہلِ دل[3] جتنے ہیں رکھتے ہیں محبت دل میں	〃	ہم وہ دل رکھتے ہیں جسمیں ہیں محبت والے
ٹپکتے ہیں شب غم دل کے ٹکڑے دیدۂ تر سے[4]	〃	سحر کو کیسے کیسے پھول چنتا ہوں میں بستر سے
آنکھ[5] سے دیکھتے جاتے ہیں کہ حالت ہے خراب	〃	اور منہ سے کہے جاتے ہیں کہ حال اچھا ہے
جو پوچھتا ہوں ملاقات بھی کبھی ہوگی[6]	〃	تو کس مزے سے وہ فرماتے ہیں کہ "جی ہوگی"
عبث یہ فکر تمہیں ہے کہ ساتھ کون چلے	〃	اُٹھو گے تم تو قیامت نہ اُٹھ کھڑی ہوگی
درد[7] سے واقف نہ تھے غم سے شناسائی تھی	〃	ہائے کیا دن تھے طبیعت جب کہیں آئی نہ تھی
یاد ہیں وہ دن کہ تم کو دلبری آئی نہ تھی	〃	آنکھ میں جادو نہ تھا لب پر مسیحائی نہ تھی
سچ کہا زاہد یہ تو نے زہرِ قاتل ہے شراب	〃	ہم بھی کہتے تھے یہی جبتک بہار آئی نہ تھی
میری بدنامی سے تم کو خوش نہ ہونا چاہیئے	〃	قیس رسوا تھا تو کیا لیلےٰ کی رسوائی نہ تھی؟
ہائے شبیرؔ نہ پایا لبِ دریا پانی	〃	بات ایسی ہے کہ ہوتا ہے کلیجہ پانی
خود نمائی[8] سے تری شکل چھپائی نہ گئی	〃	گئی جس بزم میں لیتی ہوئی آئینہ گئی
آئینہ دیکھتے ہی لوٹ گیا وہ خود بین	〃	چوٹ تھی سامنے کی اوس سے بچائی نہ گئی
تیغ اُٹھی جو نہ تھی تیر ہی مارا ہوتا	〃	جان من تم سے نظر بھی تو اُٹھائی نہ گئی
ڈالدی جلوۂ دیدار نے پھوٹ آنکھوں میں	〃	آجتک رشک سے آپس کی جدائی نہ گئی
رات دل سے میرے اس درد کے نالے نکلے	〃	گھر سے اپنے وہ کلیجہ کو سنبھالے نکلے
کہدو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہیں کمال	〃	مر مر کے ہجر یار میں جینا کمال ہے
برساؤ تیر مجھ پہ مگر یہ بھی جاں لو	〃	پہلو میں دل ہے دل میں تمہارا خیال ہے

[1] ظہیر ۱۶۹ - [2] امیر ۳۸ - اختر ۶۱ - نالہ ۲۴۱ - تاج ۲۳۲ - [3] ذوق ۱۲۵ - [4] صفی ۱۶۱ - حیرت ۱۰۲ - رند ۱۳۲
[5] غالب ۱۸۳ - امیر ۳۷ - داغ ۱۱۸ - [6] رند و شاد ۱۳۰ و ۱۵۱ بہ تبدیل بحر - [7] ظفر ۱۶۷ بہ تبدیل قافیہ
[8] ظہیر ۱۶۹ - عزیز ۱۷۴

باغبان نے آگ دی جب آشیانے کو میرے[1]	جلیل	جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے
بُل ہی جائے گا پہلو میرے تڑپنے کا[2]	"	ادا سے کہدو کہ "ہم کو ادا نہیں آتی"
اب آپ غیر کا دل لیکے سو نگتے کیا ہیں[3]	"	ہر ایک پھول میں بوئے وفا نہیں آتی
مزا دیتا ہے جب بادل سُوئے میخانہ آتا ہے[4]	"	صراحی جھومتی ہے وجد میں پیمانہ آتا ہے
مچلنا رُوٹھنا بیچین دل کا اک تماشہ ہے[5]	"	یہ وہ عاشق ہے جس کو نازِ معشوقانہ آتا ہے
ہوا اس آئے ہوئے پھر کھوئے لیلےٰ نے مجنوں کے[6]	"	یہ کہنا "نازیانہ تھا تیرا دیوانہ آتا ہے"
رسائی کی ہوس تجھ کو ہے اے دل سوچ لے اتنا[7]	"	کہ زلفِ یار تک صد چاک ہو کر شانہ آتا ہے
جلیل اس سے پتہ چلتا ہے دل کی بیقراری کا[8]	"	کہ لب پر شعر جو آتا ہے بیتابانہ آتا ہے
تھا جو تقدیر میں جلنا تو ہوئے کیوں انساں[9]	"	شمع ہوتے تری محفل میں رسائی ہوتی
عکس ہے آئینۂ دہر میں صورت میری[10]	"	کچھ حقیقت نہیں اتنی ہے حقیقت میری
آئینہ سے اونھیں کچھ انس نہیں بات یہ ہے[11]	"	"چاہتے ہیں کوئی دیکھا کرے صورت میری"
جب صراحی مئے گلگوں سے بھری آتی ہے[12]	"	دل دیوانہ یہ کہتا ہے "پری آتی ہے"
محبت رنگ دیجاتی ہے دل جب دل سے ملتا ہے[13]	"	مگر مشکل تو یہ ہے دل بڑی مشکل سے ملتا ہے
ملیں کیا اپنے مشتاقوں سے وہ اتنا سمجھتے ہیں	"	کہ ہوتی ہے اوسی کی قدر جو مشکل سے ملتا ہے
ہمارا صاف دل ہے ہم تو ملتے ہیں صفائی سے	"	اب اس کو یار تو جائے کہ تو کس دل سے ملتا ہے
وہ مجھکو دیکھکر کچھ دل ہی دل میں جھینپ جاتے ہیں	"	کوئی پروانہ جب شمعِ سرِ محفل سے ملتا ہے
اب کون پھر کے جائے تری جلوہ گاہ سے[14]	"	اُو شوخ چشم پھونک دے برقِ نگاہ سے
کثرت سے مئے جو پی ہے نظر ہے مآل پر	"	رعشہ نہیں ہے کانپ رہا ہوں گناہ سے
دیکھا جو حسنِ یار طبیعت بدل گئی[15]	"	آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی
ہم تم ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا ملال	"	اب یہ ملال ہے کہ تمنا نکل گئی
پینے سے کر چکا تھا میں توبہ مگر جلیل	"	بادل کا رنگ دیکھ کے نیت بدل گئی
دل کی آہیں نہ گئیں رات کے نالے نہ گئے[16]	"	میرے غمخوار میرے چاہنے والے نہ گئے

[1] عزیز ۱۷۵ اجنا پا جلال فرماتے ہیں کہ یہ شعر ثاقب لکھنوی کا ہے۔ [2] جلال ۸۴ - فروغ ۱۹۱ - جگر ۹۱ - [3] عزیز ۱۷۵ داغ ۱۱۹ - [4] آتش ۲۲ - فیاض ۱۸۹ - [5] امیر ۳۶ - سرور ۱۴۱ - [6] داغ ۱۲۰ - ظہیر ۱۶ [7] برتر ۱۷۰ - [8] حسرت ۹۹ - صفی ۱۶۰ - [9] ثاقب ۸۰ - شیفتہ ۱۵۴ - ظہیر ۱۶۸

تذکرہ سوزِ محبت کا کیا تھا اِک بار	جلیل	تا دمِ مرگ زباں سے میرے چھالے نہ گئے
جی جلانے پہ فلک تجھ کو بہت غرّہ ہے	〃	کیا کہوں اور کچھ اُو پنے مرے نالے نہ گئے
خواب ہی میں ہو کسی دن جلوہ گر یا مصطفےٰ	〃	ڈھونڈتی ہیں تم کو آنکھوں میں نظر یا مصطفےٰ
شوق سے ہم یاد کرتے ہیں تمہیں کس کس طرح	〃	یا نبیؐ۔ یا شاہؐ۔ یا خیر البشرؐ۔ یا مصطفےٰ

۴۰ شعر — علی سکندر جگر مرادآبادی ۱۱۳

۱۲۶۶ - افزون

نہاں کئے سے کہیں رازِ غم نہاں ہوتا	جگر	زبانِ دہن میں نہ ہوتی تو میں زباں ہوتا
تمام اُٹھ گئے پردے تو اس سے کیا حاصل	〃	مزا تو جب تھا کہ میں بھی نہ درمیاں ہوتا
وہ حالِ دل لبِ خاموش سے ہی سنتے ہیں	〃	یہ جانتا تو نہ شرمندۂ فغاں ہوتا
یہ سب نمود و نمایش سے تیرے چھپنے سے	〃	جو تو نہ پردہ میں ہوتا تو میں کہاں ہوتا
ہمیں معلوم ہے ہم سے سوا محشر میں کیا ہوگا	〃	سب اُس کو دیکھتے ہونگے وہ ان کو دیکھتا ہوگا
کیا خاک جواب اُن کو دوں اُن کے سوالوں کا	〃	لب خشک ہیں زخموں کے منہ بند ہی چھالوں کا
جو اب بھی نہ تکلیف فرمائیے گا	〃	تو بس ہاتھ ملتے ہی رہ جائیے گا
گئے[1] جو دل سے تو دل کو خزاں بنا کے گئے	〃	جو آئے دل میں تو آئے بہار کی صورت
تو بھی اُو نا آشنائے دردِ دل	〃	کاش ہوتا مبتلائے دردِ دل
تقدیر[2] نے اُسے بھی نظر سے چھپا دیا	〃	روتے لپٹ کے گردِ پسِ کارواں سے ہم
اُون[3] کی جفا پہ ترکِ وفا کر رہا ہوں میں	〃	فطرت کو زندگی سے جدا کر رہا ہوں میں
عدم[4] کی راہ میں رکھا ہے پہلا ہی قدم میں نے	〃	مگر احباب اس کو آخری منزل سمجھتے ہیں
شروعِ راہِ محبت[5] ارے معاذ اللہ؟	〃	یہ حال ہے کہ قدم ڈگمگائے جاتے ہیں
میری طلب بھی اوسی کے کرم کا صدقہ ہے	〃	قدم یہ اٹھتے نہیں ہیں اُٹھائے جاتے ہیں
مرنے[6] والے تجھے مرنے کا بھی کچھ ہوش نہیں	〃	ماں کا آغوش ہے یہ موت کا آغوش نہیں

[1] امیر ۳۴۔ [2] حسرت ۹۹ - (مومن و ذوق ۲۱۵ و ۱۲۳ بہ تبدیل قافیہ) [3] حقیقت ۱۰۱۔ سیماب ۱۴۳۔ امین ۵۹۔ جگر ۹ ساز ۴۵۔ سرور ۱۴۶۔ شہید ۱۵۷۔ قدر ۲۰۰۔ تاج ۷۹ جو شعرا بہ تبدیل ردیف [4] تاج ۵۸ (اکبر ۴۳ بہ تبدیل قافیہ) [5] بہزاد ۷۳۔ وہاب ۱۲۱۔ [6] آغوش کو زندہ نے تذکیر باندھا ہے۔ اوج ظفر تائیث۔ نیز (سرور، قدر، ساز، تاج بہ تبدیل قافیہ)

اِک جگہ بیٹھ کے پی لوں میرا دستور نہیں	جگر	میکدہ تنگ بنا دوں مجھے منظور نہیں
دل[1] میں کسی کی راہ کئے جا رہا ہوں میں	〃	کتنا حسیں گناہ کئے جا رہا ہوں میں
یوں زندگی گذار رہا ہوں تیرے بغیر	〃	جیسے کوئی گناہ کئے جا رہا ہوں میں
گلشن پرست ہوں مجھے گل ہی نہیں عزیز	〃	کانٹوں سے بھی نباہ کئے جا رہا ہوں میں
دل گیا رونقِ حیات گئی	〃	غم گیا ساری کائنات گئی
تری نگاہِ کرم کو بھی آزما دیکھا	〃	اذیتوں میں نہ ہونی تھی کچھ کمی نہ ہوئی
خیالِ یار[2] سلامت تجھے خدا رکھے	〃	ترے بغیر کبھی گھر میں روشنی نہ ہوئی
صداقت[3] ہو تو دل سینوں سے کھنچنے لگتے ہیں واعظ	〃	حقیقت خود کو منوالیتی ہے مانی نہیں جاتی
جگر وہ بھی نہ سرتاپا محبت ہی محبت ہیں	〃	مگر ان کی محبت صاف پہچانی نہیں جاتی
اللہ[4] شرم رکھ لے تو میرے جنگجو کی	〃	آئینہ روبرو ہے چوٹیں ہیں دُو بدو کی
دور جا کر دیکھتے نزدیک آکر دیکھتے	〃	ہم سے ہو سکتا تو ہم اون کو برابر دیکھتے
اک لفظِ محبت کا ادنیٰ یہ فسانہ ہے	〃	سمٹے تو دل عاشق پھیلے تو زمانہ ہے
دل میں تم ہو نزع کا ہنگام ہے	〃	کچھ سحر کا وقت ہے کچھ شام ہے
ہمیں ملا کر بھی خاک لحد کے ذرّے ہیں وہ مطمئن ابھی تک	〃	ہماری خاک لحد کے ذرّے ہیں انکے دامن پہ اب بھی
پرور دہ[5] طوفان کو کشتی کی نہیں حاجت	〃	موجوں کے تلاطم میں ساحل نظر آتا ہے
سب[6] پہ تو مہربان ہے پیارے	〃	کچھ ہمارا بھی دھیان ہے پیارے
تو جہاں ناز سے قدم رکھدے	〃	وہ زمیں آسمان ہے پیارے
رکھ قدم پھونک پھونک کر ناداں	〃	ذرّہ ذرہ میں جان ہے پیارے
زندگی اک تہمت بیجا ہے میری ذات پر	〃	موت اک الزام ناجائز جگر میرے لئے
ہم[7] سے رندوں کا زمانہ سے جدا میخانہ ہے	〃	آسمان خم ہے فضائے آسماں پیمانہ ہے
آرزوئے دل سلامت دردِ پیہم برقرار	〃	آنکھ لگ ہی جائیگی گہوارہ جنباں چاہیئے
پوچھتا کیا کتنی وسعت ترے میخانے میں ہے	〃	سب اُلٹ دے ساقیا جتنی بھی میخانہ میں ہے

[1] قدر ۲۰۰ - سردار ۱۴۶ - سا ز ۱۴۵ - تاج ۷۹ (آئین و عقیدہ و سیاب و شہید ۵۹-۱۰۱-۱۴۳-۱۵۷ با تبدیل قافیہ)
[2] حیدر ۱۰۲ - اصغر ۵۲ - بیخ ۱۵۶ - ملا ۲۲۶ - [3] خلق ۱۰۶ - فانی ۱۹۰ - [4] بوش ۹۲ - [5] آباد ۲۴ - عثمان ۷۲ - اسیر ۳۲ -

ہنسی پھر اُڑنے لگی عشق کے فسانے کی	جگر	نقاب اٹھاؤ بدل دو فضا زمانے کی
سوز میں بھی وہی اک نغمہ میں ہے جو ساز میں ہے	〃	فرق نزدیک کی اور دُور کی آواز میں ہے
کسی[1] طرف سے شبِ غم صدا نہیں آتی	〃	پکارتا ہوں قضا کو قضا نہیں آتی

۱۱ شعر — شہید ملّت محمد علی رضؓ جوہر ۱۱۴

۱۲۷۷ھ - ۱ افزون

یاں جنبشِ مژہ بھی گناہِ عظیم ہے	جوہر	چپ چاپ دیکھتے رہو جو کچھ دکھائے دوست
ملتی نہیں کسی کو سندِ امتحاں بغیر	〃	دار و رسن کے حکم کو سمجھو صلائے دوست
یعقوبؑ پر فضول ہوئے لوگ خندہ زن	〃	یاں لامکاں سے آتی ہے بوئے قبائے دوست
جوہر وہ صبر آپ ہی دے گا اگر ہمیں	〃	ہے اعتبارِ وعدۂ صبر آزمائے دوست
دورِ حیات آپ کا قاتل قضا کے بعد	〃	ہے ابتدا ہماری تیری انتہا کے بعد
تجھ سے مقابلہ کی کسے تاب ہے ولے	〃	میرا لہو بھی خوب ہے تری حنا کے بعد
قتلِ حسینؓ اصل میں مرگِ یزید ہے	〃	اسلام زندہ ہوتا ہے ہر کربلا کے بعد
کچھ[2] بھی وہاں نہ خنجرِ قاتل کا بس چلا	〃	رُوحِ شہید رہتی ہے نعش و کفن سے دُور
خوفِ غمازِ عدالت کا خطرِ دار کا ڈر	〃	ہیں جہاں اتنے وہاں خوفِ خدا اور سہی
وہ جس سے کہیں ہم تجھے دل شاد کریں گے	〃	سمجھو کہ اسے اور بھی برباد کریں گے
ہم جانتے ہیں لطف و عنایات کو انکی	〃	ہوگا یہی کچھ اور بھی بیداد کریں گے

۸ شعر — شبیر حسن رضؓ جوشؔ ملیح آبادی ۱۱۵

۱۲۸۵ھ - ۱ افزون

ابھار[3] کر مٹائے جا، بگاڑ کر بنائے جا	جوشؔ	کہ میں ترا چراغ ہوں جلائے جا بجھائے جا
فغاں کہ مجھ غریب کو حیات کا یہ حکم ہے	〃	سمجھ ہر ایک بھید کو مگر فریب کھائے جا

[1] جلیل ۸۸ - فروغ ۱۹۱، جلال ۸۴ [2] خنجر و شہزادہ فانی ۱۰۷ و ۲، ۱۹۰ بہ تبدیل قافیہ [3] آرزو ۵۴

سوزِ غم دے کے مجھے اس نے یہ ارشاد کیا[1]	جوشؔ	جا تجھے کشمکشِ دہر سے آزاد کیا
اس کا رونا نہیں کیوں تم نے کیا دل برباد	〃	اس کا غم ہے کہ بہت دیر میں برباد کیا
اتنا مانوس ہوں فطرت سے کلی جب چٹکی	〃	جھک کے میں نے کہا کیا مجھ سے کچھ ارشاد کیا"
خنجر[2] ہے جوش ہاتھ میں دامن لہو میں تر	〃	یہ اُس کے طور ہیں کہ مسیحا کہیں جسے
ہر ادائے دلبری کا آئینہ نیچی نظر[3]	〃	سارے عشوؤں کا خلاصہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہر گمان اک یقیں کا پرتو ہے[4]	〃	ہر یقیں اک گمان ہے پیارے

۱ شعر

۱۲۸۶ - افزون — جوہر بجنوری[۱۱۶]

خدا جانے ابھی کس موج سے طوفان اٹھ جائے	جوہر	ابھی شاداں ہوں آثارِ ساحل دیکھنے والے

۲ - شعر

۱۲۸۸ - افزون — لالہ مادھو رام جوہرؔ[۱۱۷] فرخ آبادی

یہ نہ کہیئے عشق میں تجھ سا کوئی کامل نہیں	جوہر	مہربانی آپکی بندہ تو اس قابل نہیں
میں نے جو یہ کہا تمہیں الفت میری نہیں	〃	گردن جھکا کے ناز سے بولے کہ "جی نہیں"

۱۰ شعر

۱۲۹۸ - افزون — برج نارائن چکبستؔ[۱۱۸]

دردِ دل، پاسِ وفا، جذبۂ ایماں ہونا[5]	چکبستؔ	آدمیت ہے یہی اور یہی انساں ہونا
زندگی کیا ہے عناصر میں ظہورِ ترتیب	〃	موت کیا ہے انھیں اجزا کا پریشاں ہونا
چاک ہو کر کفنِ غنچہ بنا جامۂ گل	〃	کھل گیا بخ سے شادی کا نمایاں ہونا

[1] قلق ۱۹۴ - ہوش ۲۴۹ - ناسخ ۲۲۹ - [2] اختر ۵۲ - اصغر ۵۳ - رسا ۱۳۴ - غالب ۱۸۶ - ساحر ۱۴۶ - جگر ۹۰
[3] ضامن ۱۱۴ - خیتا ۱۰۱ [4] جگر ۹۰ - [5] غالب ۱۸۰

ہے میرا جوش جنون ضبطِ جنوں سے بڑھکر	چکبست	تنگ ہے میرے لئے چاک گریباں ہونا
رہ کے دنیا میں ہے یوں ترکِ ہوس کی کوشش	″	جس طرح اپنے ہی سایہ سے گریزاں ہونا
اک گل بھی وہ کل جو ہے فدائے قیامت زاہد	″	اور پھر اوس کے لئے آج پریشاں ہونا؟
کمالِ بزدلی ہے پست ہونا اپنی نظر وں میں	″	اگر تھوڑی سی ہمت ہو تو پھر کیا ہو نہیں سکتا
نہ کوئی دوست دشمن ہو شریکِ دردِ غم میرا	″	سلامت میری گردن پر رہے بارِ الم میرا
رہی ہے ایک ترکِ آرزو کی آرزو باقی	″	اسی پر ختم ہے افسانۂ دردو الم میرا
کیا ہے فاش پردہ کفر و دیں کا اس قدیمی نے	″	کہ دشمن ہے برہمن اور عدو شیخ حرم میرا

ردیف ح

۳ شعر
شیخ علی حزیں اصفہانی[1]
۱۱۹ھ
۱۳۰۱ - افزون

شبِ فرقت میں سچ ہے نیند عاشق کی اچٹتی ہے	حزیں	غضب کی رات ہوتی ہے بڑی مشکل سے کٹتی ہے
ہمارا حال سن کر اور بھی غصہ میں وہ آئے	″	بنی باتیں بگڑ جاتی ہیں جب قسمت الٹتی ہے
فقیرانہ صدا سن کر مری دربان سے وہ بولے	″	یہ کیوں آتا ہے در پر کیا یہاں خیرات بٹتی ہے

۱۴ شعر
میر حسن رضؓ حسن
۱۲۰۷ھ
۱۳۱۵ - افزون

نہ رہا گل نہ خار ہی آخر	حسن	اک رہا حسنِ یار ہی آخر
اب جو چھوٹے بھی ہم قفس سے تو کیا؟	″	ہو چکی واں بہار ہی آخر

[1] داغ ۱۱۲ - طہیر ۱۶۸ (سال ۱۱۴۳ بہ تبدیلی قافیہ)

جز اشکِ بلبل اب نہیں گل شاخسار پر	حسن	کیا اوس پڑ گئی ہے چمن میں بہار پر
اُس شوخ نے پھینکا ہے مگر تیر ہوا پر	〃	جاتا ہے جو دل کا میرے نخچیر ہوا پر
دامن[1] صحرا سے اُٹھنے کو حسن کا جی نہیں	〃	پاؤں دیوانے نے پھیلائے بیابان دیکھکر
نہیں کوئی تیرا نہ ہوگا شریک	〃	تیری ذات ہے وحدہٗ لاشریک
اشکوں سے حسن کیونکہ نہ ہو رازِ دل افشا	〃	پانی کے چھڑکنے ہی سے بُو ہوتی ہے خس میں
ترے بن باغ میں جسوقت غنچے گل کے کھلتے ہیں	〃	خراشِ ناخنِ غم سے جگر کے زخم چھلتے ہیں
غیر[2] کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو	〃	کیا غضب کرتے ہو اِدھر دیکھو
جان و دل ہیں اُداس سے میرے	〃	اُٹھ گیا کون پاس سے میرے
یوں غیر کچھ کہیں تو بلا کو بُری لگے؟	〃	تو کچھ نہ کہہ کہ ہم غربا کو بُری لگے
جو چاہے آپ کو تو اُسے کیا نہ چاہیئے	〃	انصاف کر تو چاہیئے یہ یا نہ چاہیئے
مجھ سے نے تجھ کو چاہا تو چاہا عجب نہیں	〃	تجھ سا جو مجھ کو چاہے تو پھر کیا نہ چاہیئے
عیش و وصال و صحبتِ یاران فراغ دل	〃	اس ایک جان کے لئے کیا کیا نہ چاہیئے

۴۰ شمس العلماء خواجہ الطاف حسین صاحب حالی ۱۲۱
۱۳۵۵ - افزون (پانی پتی)

قبضہ ہو دلوں پر کیا اور اس سے سوا تیرا	حالی	ایک بندۂ نافرمان ہے حمد سرا تیرا
جچتا نہیں نظروں میں ماں خلعتِ سلطانی	〃	کملی میں مگن اپنی رہتا ہے گدا تیرا
محرم بھی ہے ایسا ہی جیسا کہ ہے نامحرم	〃	کچھ کہہ نہ سکا جس پر یاں بھید کھلا تیرا
نشہ میں وہ احسان کے سرشار ہیں اور بیخود	〃	جو شکر نہیں کرتے نعمت پہ ادا تیرا
سمجھا ہے پرے تجھکو ادراک کی سرحد سے[3]	〃	جس قوم نے رکھا ہے انکار روا تیرا
پیش از ظہورِ عشق کسی کا نشان نہ تھا	〃	تھا حسن میزبان کوئی میہماں نہ تھا
ملتے ہی ان کے بھول گئیں کلفتیں تمام	〃	گویا ہمارے سر پہ کبھی آسمان تھا

[1] مزاج ۲۲۴ (داغ بتبدیل قافیہ) [2] جرأت ۸۱۔ [3] نیر ۲۱۸۔ یقین ۲۵۰۔ فغان ۱۸۷۔

کچھ میری بیخودی سے تمہارا زیاں نہیں	حالی	تم جانتا کہ بزم میں اک خستہ جاں نہ تھا
دل سے خیالِ دوست بھلایا نہ جائے گا	〃	سینہ میں داغ ہے کہ مٹایا نہ جائے گا
تم کو ہزار شرم سہی مجھ کو لاکھ ضبط	〃	الفت وہ راز ہے کہ چھپایا نہ جائے گا
بگڑیں نہ بات بات پہ کیوں جانتے ہیں وہ	〃	ہم وہ نہیں کہ ہم کو منایا نہ جائے گا
وہ آمید کیا جس کی ہوا انتہا	〃	وہ وعدہ نہیں جو وفا ہو گیا
جہاں میں حالی کسی پہ اپنے سوا بھروسہ نہ کیجیگا	〃	یہ بھید ہے اپنی زندگی کا بس اس کا چرچا نہ کیجیگا
ہو لاکھ غیروں کا غیر کوئی نہ جاننا اس کو غیر ہرگز	〃	جو اپنا سایہ بھی ہو تو اس کو تصور اپنا نہ سمجھیگا
خاکساروں سے خاکساری تھی	〃	سربلندوں سے انکسار نہ تھا
اس[1] کے جاتے ہی یہ کیا ہو گئی گھر کی صورت	〃	نہ وہ دیوار کی صورت ہے نہ در کی صورت
کس سے پیمانِ وفا باندھ رہی ہے بلبل	〃	کل نہ پہچان سکے گی گلِ تر کی صورت
ہے غمِ رونقِ جدائی نہ نشاطِ شبِ وصل	〃	ہو گئی اور ہی کچھ شام و سحر کی صورت
اپنے جیبوں سے رہیں سارے نمازی ہشیار؟	〃	اک بزرگ آتے ہیں مسجد میں خضر کی صورت
کس[2] طرح اس کی لگاوٹ کو بناوٹ سمجھوں	〃	خط میں لکھا ہے وہ القاب جو عنواں میں نہیں
بیقراری تھی سب امیدِ ملاقات کے ساتھ	〃	اب وہ اگلی سی درازی شبِ ہجراں میں نہیں
آدمی ہو تو کبھی پاسِ محبت کے نہ جائے	〃	اب بھی کہتے ہیں کہ ہم غیر کے نقصاں میں نہیں
کوئی محرم نہیں ملتا جہاں میں	〃	مجھے کہنا ہے کچھ اپنی زباں میں
ہے[3] جستجو کہ خوب سے ہے خوب تر کہاں	〃	اب ٹھیرتی ہے دیکھیے جا کر نظر کہاں
یارب اس اختلاط کا انجام ہو بخیر	〃	تھا اس کو ہم سے ربط مگر اس قدر کہاں؟
کون و مکاں سے ہے دلِ وحشی کنارہ گیر	〃	اس خانماں خراب نے ڈھونڈا ہے گھر کہاں
ہم جس پہ مر رہے ہیں وہ ہے بات ہی کچھ اور	〃	عالم میں تم سے لاکھ سہی "تم مگر کہاں"
میرے دل میں ہو اور مجھ سے نہاں ہو	〃	مجھے بھی ڈھونڈھ لینا تم جہاں ہو
یارانِ تیز گام نے محمل کو جا لیا	〃	ہم محوِ نالۂ جرسِ کارواں رہے

[1] داغ ۱۱۳ - امیر ۳۲ - [2] داغ ۱۱۵ - امیر ۳۵ - عابد ۱۷۳ - مومن ۲۱۶ بہ تبدیل قافیہ [3] داغ ۱۱۷
ناسخ ۲۳۰ - مخدوم ۲۲۰

فراغت[1] سے دنیا میں دم بھر نہ بیٹھو	حالی	اگر چاہتے ہو فراغت زیادہ
مصیبت کا اک اک سے احوال کہنا	〃	مصیبت سے ہے یہ مصیبت زیادہ
پھراوروں کی تکتے پھروگے سخاوت	〃	بڑھاؤ نہ حد سے سخاوت زیادہ
وہ افلاس اپنا چھپاتے ہیں گویا	〃	جو دولت سے کرتے ہیں نفرت زیادہ
ہے الفت بھی وحشت بھی دنیا سے لازم	〃	پہ الفت زیادہ نہ نفرت زیادہ
فرشتہ سے بہتر ہے انسان بننا	〃	مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ
جس[2] کو غصہ میں لگاوٹ کی ادا یاد رہے	〃	آج دل لے گا اگر کل نہ لیا یاد رہے"
شوق بڑھتا گیا جوں جوں کے اس شوخ سے ہم	〃	یہ سبق وہ ہے کہ بھولے سے سوا یاد رہے
بے حجابی جو یہی ہے تیری شوخ آنکھوں کی[3]	〃	رسم پردہ کی اُٹھے گی اسی گھر سے پہلے
اتنی ہی دشوار اپنے عیب کی پہچان ہے	〃	جس قدر کرنی ملامت اور کو آسان ہے
چیونٹیوں میں اتحاد اور کھیوں میں اتفاق	〃	آدمی کا آدمی دشمن خدا کی شان ہے

۱۲۲ — محتشم علی خاں رضؓ حشمت — ۱۳۵۶ - افزون

پھر وہی تم ہو وہی ہم ہیں وہی باتیں ہیں	حشمت	پھر وہی عیش وہی دن ہیں وہی راتیں ہیں

۱۲۳ — محمد علی رضؓ حشمت — ۱۳۵۷ - افزون

جب آخزان چمن میں ہوئی آشائے گل	حشمت	تب عندلیب رو کے پکاری کہ "ہائے گل"

۱ - حیدر علی رضؓ حیران — ۱۳۵۸ - افزون

[1] داغ ۱۱۰ - یعنی ۱۴ - [2] اکبر ۳۶ - اکبر ۴۶ - جلال ۸۲ - زندہ ۱۲۹ - شاد ۱۵۱ - [3] حبیب ۹۸ - نظیر ۱۶۹ - میگش ۲۲۴ - حفیظ ۱۰۱ - قدیر ۲۰۰ - یعنی ۱۴۶ -

دُکھ اُس سے کون کہے تاب التماس کہاں	حیران	کسے ہے ہوش بجا دل کہاں ہے اس کہاں

۴ شعر

جعفر علی حسرت ۱۲۵

۱۳۶۲ - افزون

کس[1] کا ہے جگر جس پہ یہ بیداد کرو گے	حسرت	تو ہم تمہیں دل دیتے ہیں کیا یاد کرو گے
سرشکِ گرم یہ جس بحر سے ملے نکلے	〃	حباب ہو کے وہیں اس پہ آبلے نکلے
تمام دن تھے جدا آپ شمع و پروانہ	〃	ملے جو شب کو تو آپس کے سب گلے نکلے
شاید اس دامن میں پیارے خونِ بے تاثیر ہے	〃	تیرا دامن آج کیوں تیرا گریباں گیر ہے

۲ - شعر

حیا ۱۲۶

۱۳۶۴ - افزون

ہو چکا وصل وقتِ رخصت ہے	حیا	اے اجل جلد آ کہ فرصت ہے
سانس اک پھانس سی کھٹکتی ہے	〃	دم نکلتا نہیں مصیبت ہے

۸ - شعر

حبیب علیشاہ حبیب حیدرآبادی ۱۲۷

۱۳۷۲ - افزون

پیر بن مدعا نہیں ملتا	حبیب	خضر بن راستہ نہیں ملتا
جب تلک لے نہ سر پہ بدنامی	〃	عاشقی کا مزا نہیں ملتا
میں خود اپنے کو ڈھونڈتا ہوں حبیب	〃	مجھ کو میرا پتہ نہیں ملتا
برنگِ[2] آئینہ محوِ حیرت ہوا ہے سکتہ کا مجھ پہ عالم	〃	یہ کس نے دیوانہ کر دیا ہے جمال اپنا دکھا دکھا کر
راہ ملتی نہیں کوئی جو ملیں یار سے ہم	〃	ہر طرف پھرتے ہیں بھٹکے ہوئے بیزار سے ہم
محفلِ یار ہمانست و لے یار کجاست		سر پٹکتے ہیں یہ کہکر در و دیوار سے ہم

[1] میر ۲۱۰ - سودا ۱۳۸ - [2] اقبال ۴۹ - توفیق ۷۷ - داغ ۱۱۳ - خلیل ۱۰۵ - گویا ۲۰۴ - دھن ۲۴۶ -

کھلی[1] مجھ پر جو صورت "اَنیما"[2] کی	حبیب	جدھر دیکھو اودھر صورت خدا کی
نشہ عجیب اے ساقی تری شراب کی ہے	〃	پیالہ ہاتھ میں سینہ میں بوکباب کی ہے

۶ شعر — سیّد محمد[3] کاظم حسین حبیب[4] کنتوری ۱۲۸

۱۳۷۸- افزون

پاس[5] مجھ کو دلِ بیمار نے سونے نہ دیا	حبیب	کاوشِ ہجرِ ستمگار نے سونے نہ دیا
دم مُردن جو تمنا تھی ترے ملنے کی	〃	قبر میں حسرتِ دیدار نے سونے نہ دیا
وہ[6] چلے گھر سے تو پلٹا میرا دم آنکھوں سے	〃	آگیا ہوش میں آنے کی خبر سے پہلے
دُور کیوں جاتے ہو گردل سے ہو مشتاقِ جمال	〃	اپنے انفاس کو دیکھو تو نظر سے پہلے
رزق مقسوم بہر طور یہیں ملتا ہے	〃	آیا ہر پھر کے گیا جو تیرے در سے پہلے
کھل گیا یہ بھی ہیں دو خانۂ تقدیر کے نقش	〃	نام روشن تھا تیرا شمس و قمر سے پہلے

۸ شعر — پروفیسر محمد[7] عبدالقدیر صدیقی حسرت[8] حیدرآبادی ۱۲۹

۱۳۸۶- افزون

میری[9] بُود کی ہی نمود ہے حقیقت اور مجاز میں	حسرت	میں دکھا کے لاکھوں نمائشیں ہوں ہنوز پردہ راز میں
ہم[10] نے تو لاکھ ڈھونڈا کچھ بھی پتہ نہ پایا	〃	مجنوں کدھر چھپا ہے لیلیٰ تیری گلی میں
درد تو لاعلاج ہو اُو شبِ غم دراز ہو	〃	میں رہوں اور بیکسی کوئی نہ چارہ ساز ہو
بقدرِ وسعِ آئینہ، ہوا آئینہ گر ظاہر	〃	بنا کر آئینہ خانہ وہی محوِ تماشا ہے
مرآتِ حقایق ہے یہ دنیا میرے آگے	〃	ہر ایک میں ہے یار کا جلوہ میرے آگے
بے وجہ نہیں دل کشیٔ صورتِ باطل	〃	باطل میں بھی ہے حق کا تماشا میرے آگے
وہ باندھ کے بیٹھا ہے دامن ترے دامن سے	〃	دیوانہ یہ قربان ہے داناؤں کی دانائی
تے لیکے مختلف نام مجھکو پکارتے ہیں	〃	سرگرمِ جستجو ہیں سارے جہان والے

[1] آئینا تو لوتشتہ وجہ اللہ (آیہ کریمہ) [2] ضامن ۱۶۳ - [3] شہیدی ۱۴۹ - آتش ۴۰ - آباد ۲۳ شوکت ۱۵۷ - تراب ۷۶ - گویا ۲۰۳ - نائع ۲۲۹ - معین ۲۲۵ - [4] ظہیر ۱۶۹ - قدیر ۲۰ - سینی ۱۴۷ - حالی ۹۶ - میکش ۲۲۴ - حفیظ ۱۰۱ - [5] توفیق ۷۸ - اقبال ۴۹ - [6] آزاد ۵۴ - [7] آجز ۵۶ - [8] قالب ۱۸۶ -

۲۳ شعر
۱۴۰۹ افزون

سید فضل الحسن حسرت موہانی ۱۳۰

کچھ بھی حاصل نہ ہوا زہد سے نخوت کے سوا	حسرت	شغل بیکار ہیں سب اوسکی محبت کے سوا
حشر میں تابِ جہنم سے مَفر اور کہاں	〃	اہلِ عصیاں کو ترے سایۂ رحمت کے سوا
جاں کو محوِ غم بنا، دل کو وفا نما دکر	〃	بندۂ عشق ہے تو یوں قطعِ رہِ مراد کر
اے کہ نجاتِ ہند کی دل سے ہے تجھکو آرزو[1]	〃	ہمتِ سربلند سے یاس کا انسداد کر
اپنا سا شوق اوروں میں لائیں کہاں سے ہم	〃	گھبرا گئے ہیں بیدلی ہمرہاں سے ہم
کچھ ایسی دُور بھی تو نہیں منزلِ مُراد	〃	لیکن یہ جب کہ چھوٹ چلیں کارواں سے ہم
معلوم سب ہے پوچھتے ہو پھر بھی مدعا	〃	اب تم سے دل کی بات کہیں کیا زباں سے ہم
مایوس بھی تو کرتے نہیں تم زراہِ ناز	〃	تنگ آ گئے ہیں کشمکشِ امتحاں سے ہم
ہے انتہائے یاس بھی اک ابتدائے شوق	〃	پھر آ گئے وہیں پہ چلے تھے جہاں سے ہم
نہیں آتی تو یاد ان کو مہینوں تک نہیں آتی	〃	مگر جب یاد آتے ہیں تو اکثر یاد آتے ہیں
کام لوں ناکامیوں سے عشق کا کہنا کروں	〃	ہو کے واقف لطفِ غم سے راتدن رویا کروں
مجھ سے تم چھپنے لگے اچھا کیا یوں ہی سہی[2]	〃	اور جو میں اب دیدۂ دل سے تمہیں دیکھا کروں؟
تجھ کو فلک نے مجھ سے چھڑایا تو کیا ہوا	〃	کیا تیری یاد بھی مرے دل سے نکل گئی؟
شوقِ پوشیدہ کا اظہار نہ ہونے پائے	〃	داغِ دل کوئی نمودار نہ ہونے پائے
بہت خجل ہے ترے درد سے دعا میری[3]	〃	یہ خوف ہے کہ نہ سُن لے کہیں خدا میری
چھپے جو مجھ سے تو کیا یہ بھی اک ادا نہ ہوی	〃	وہ چاہتے تھے نہ دیکھے کوئی ادا میری
چپکے چپکے راتدن آنسو بہانا یاد ہے	〃	ہم کو اب تک عاشقی کا وہ زمانہ یاد ہے
تجھ کو تجھ سے خدا جدا نہ کرے	〃	میں ہوں تجھ سے جُدا خدا نہ کرے
وہ جب یہ کہتے ہیں تجھ سے خطا ضرور ہوی	〃	میں بے قصور بھی کہدوں کہ ہاں ضرور ہوئی
اُن کو رخصت کر کے تا حدِّ نظر دیکھا کئے	〃	اُس طرف دیکھا نہ جاتا تھا مگر دیکھا کئے

[1] جگر ۸۹- (مومن ۲۱۵ وذوق ۲۳ او ظہر ۱۶۸ بہ تبدیل قافیہ) [2] جلیل ۸۸ - صفی ۱۶۰ [3] نظر ۲۴۳ (امانت ۲۶ وغیر ۲۱۱ بہ تبدیل قافیہ)-

دلوں کو فکرِ دو عالم سے کر دیا آزاد	حسرت	ترے جنون کا خدا سلسلہ دراز کرے
خرد کا نام جنون پڑ گیا جنوں کا خرد	〃	جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے
ترے کرم کا سزاوار تو نہیں حسرت	〃	اب آگے تری خوشی ہے جو سرفراز کرے

۱ شعر

حسین علی بیگ [۱۳۱]

۱۴۱۰ - افزون

حسرت پر اُس مسافرِ بیکس کے روئیے	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

۱ شعر

شیخ ظہور الدین حاتم [۱۳۲]

۱۴۱۱ - افزون

آبِ حیات جا کے کسو نے پیا تو کیا؟	حاتم	مانندِ خضر جگ میں اکیلا جیا تو کیا؟

۲۲ شعر

خان بہادر ابوالاثر محمد حفیظ حفیظ جالندھری [۱۳۳]

۱۴۳۳ - افزون

داورِ حشر[۱] کا انصاف اشارے ان کے	حفیظ	بس یہی ہے کسی بندے کا خدا ہو جانا
خموشی[۲] کا کہا سب حال انکھوں نے رواں ہو کر	〃	میری آنکھوں سے حسرت پھوٹ نکلی داستاں ہو کر
خدا حافظ کسی کے رازِ الفت کا خدا حافظ	〃	کہ اب تو بات بھی مُنہ سے نکلتی ہے زباں ہو کر
آنکھ[۳] کمبخت سے اوس نم میں آنسو نہ رُکا	〃	ایک قطرہ نے ڈبویا مجھے دریا ہو کر
کوئی ہو دردِ محبت کا مداوا کر دے	〃	ملکُ الموت ہی آجائے مسیحا ہو کر
مستوں[۴] پہ انگلیاں نہ اُٹھاؤ بہار میں	〃	دیکھو تو ہوش ہے بھی کسی ہوشیار میں؟
اللہ! بات کیا ہے کہ دیوانگی میری	〃	دیوانگی نہیں نگہِ ہوشیار میں
عشق سودا، عقل ہے اک الہٰی میرے لئے	〃	کس قدر بے لطف شئے ہے زندگی میرے لئے

[۱] لفظ ۱۶۶ بتبدیل قافیہ - غالب ۱۸۰ - [۲] بلیل ۸۵ - اکبر ۴۱ - عرش ۱۷۶ - وزیر ۲۴۵ - نہیر ۱۶۲ - فروغ ۱۹۱ - (امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ) [۳] تجر ۶۷ - رند ۱۲۷ - داغ ۱۱۲ - (نسیم ۲۳۶ بہ تبدیل قافیہ) [۴] ضامن ۱۶۳ - عیش ۱۷۷

ناآشنا ہیں رتبۂ دیوانگی سے دوست[۱]	حفیظ	کمبخت جانتے نہیں کیا ہو گیا ہوں میں
قائم کیا ہے میں نے عدم کے وجود کو	〃	دنیا سمجھ رہی ہے فنا ہو گیا ہوں میں
اٹھا ہوں اک جہاں خموشی لئے ہوئے	〃	ٹوٹے ہوئے دلوں کی صدا ہو گیا ہوں میں
سیکھ دنیا[۲] ہی میں زاہد حور سے ملنے کے ڈھنگ	〃	ورنہ روئیگا کہ جنت میں بھی رسوائی ہوئی
یہ ہے میرا حاصل گلچینیٔ باغ جمال	〃	آرزو کی چند کلیاں، وہ بھی مرجھائی ہوئی
اُمیدیں آرزوئیں کھیلتی ہیں یوں مرے دل سے	〃	پلٹ جاتی ہیں موجیں جس طرح ٹکرا کے ساحل سے
غماز[۳] بن گئے ہیں آنسو غم نہاں کے	〃	آنکھوں سے گر رہے ہیں ٹکڑے مری فغاں کے
عشق[۴] میں چھڑ ہوئی دیدۂ تر سے پہلے	〃	غم کے بادل جو اُٹھے تو نہیں برسے پہلے
جز[۵] بہ لب بستن نہیں تاب بیان زندگی	〃	ہے فنا تمہید شرح داستانِ زندگی
اے مصور ایک تصویر اس طرح کی کھینچ دے	〃	بار دوشِ بیکسی کوہِ گرانِ زندگی
ہیں خیالی صورتیں ہنگامہ آرائے وجود	〃	محشرستان توہم ہے جہانِ زندگی
ہے مثالِ دود اپنا عالمِ بود و نبود	〃	یعنی شاخِ شعلہ پر ہے آشیانِ زندگی
آرزو، پھر آرزو کے بعد خونِ آرزو	〃	ایک مصرع میں ہے ساری داستانِ زندگی
ہے طلوعِ صبح پیری تک فقط اسکی نمود	〃	قطرۂ شبنم ہے گویا آفتابِ زندگی

۲ شعر

آغا محمد شاہ حشر (کاشمیری)[۱۳۴]

۱۴۳۵-افزون

رودیا شرحِ خلش ہائے نہاں سے پہلے	حشر	گویا تمہید تھی یہ میرے فسانے کے لئے
کہنا پڑتا تھا الٰہی تری نعمت کو بُرا		میں نے پی بھی ہے تو ایمان بچانے کے لئے

۱۰ شعر

سید حیدر بادشاہ حیدر (حیدرآبادی)[۱۳۵]

۱۴۴۵=افزوں

[۱] آئین وحفیظ دیما بے شہید ۵۹-۱۰۳-۱۵۸-۱۴۳-۱۸۵ (سردار ۱۴۶ و ساز ۱۴۵ و بجز ۸۹ و تاج ۸۹ بتبدیل قافیہ)
[۲] ضامن ۱۶۴ - جوش ۹۲ - [۳] یقینی ۱۴۷ - قدیر ۲۰۰ حالی ۹۶ حبیب ۹۸ - ظہیر ۱۶۹ - میکش ۲۲۴ - [۴] ولی ۲۲۴ بہ تبدیل قافیہ - [۵] کلام حق و میر ۲۱ و ۲۵ و ۲۱۰ بہ تبدیل ردیف -

بنیؔ[۱] کا ہاتھ میں دامن ہے اور حشر بپا ہو	حیدر	اب اس کے بعد جو بھی فیصلہ ہو اپنی قسمت کا
جو یہ[۲] برباد ہو جائے تو گلشن بھی اُجڑ جائے	〃	گلستاں نام ہے میرے لیے میرے گلستاں کا
عمل[۳] کے پھول چُن اے مرنے والے باغِ دنیا میں	〃	کہ بخشش ہو نہیں سکتی کبھی پھولوں کی چادر سے
بقدرِ ظرف صحبت کا اثر پڑتا ہے انسان پر	〃	پیمبر ہو نہیں سکتا کوئی مل کر پیمبر سے
حدِ[۴] عشقِ مجازی سے خیالِ قیس آگے ہے	〃	کہ لیلیٰ سامنے ہے اور پہچانی نہیں جاتی
آپ[۵] کو ہر ذرہ تصویرِ جمالِ دوست ہے	〃	شرط اتنی ہے شعورِ دید پیدا کیجیے
تلاشِ[۶] منزلِ جاناں میں کامراں نہ رہے	〃	غبار بن کے بھی ہمراہِ کارواں نہ رہے
کسی کا وصل جو مرنے پہ منحصر ہو جائے	〃	خضر کو بھی طلبِ عمرِ جاوداں نہ رہے
توہمات کی بندش سے ورنہ کیا معنی	〃	سرِ نیاز جھکے تیرا آستاں نہ رہے؟
اے[۷] رونقِ خیال تمنائے زندگی	〃	آنکھیں ترس گئیں ترے دیدار کے لئے

۱ شعر — حبیبؔ لکھنوی[۱۳۶]

۱۴۴۶ - افزون

آج مجھ پہ ختم کر دو یا دھوں جتنے ستم	حبیب	ایک دن کا ظلم اچھا روز کی بیداد سے

۵ شعر — محمد عبدالرحیم صدیقی حیرتؔ (حیدرآبادی)[۱۳۷]

۱۴۵۱ - افزون

دل میں ہے تصویر میرے محبوبِ خدا کا	حیرت	تصویر میں مکے کی مدینہ کا ہے خاکا
خود آرائی میں جب مصروف وہ رشکِ گلستاں تھا	〃	بہارِ حسن سے آئینہ کیا کیا گل بداماں تھا
کہتے ہیں دستِ حنائی میں وہ ساغر لے کر	〃	مے کو دو آتشہ اس طرح کیا کرتے ہیں
یارب وہ رنگ لائے محبتِ حسینؓ کی	〃	بن جائے میری صورت و سیرت حسینؓ کی
راضی رضائے حق پہ رہے سر کٹا دیا	〃	پھر کیوں نہ رنگ لائے شہادت حسینؓ کی

---

[۱] قلق ۱۹۳ - نصیر ۲۳۳ - جانؔ ۸۲ - ظفر ۱۶۶ - عزیز ۱۷۷ - لاجد ۲۵۳ [۲] جرأت ۸۱ - آباد ۲۳ - رائع ۱۱۳ - قلق ۱۹۳ - منیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - خلیل ۱۰۵ / ۱۰۷ رضا ۱۳۳ - تراب ۷۶ - [۳] صفی ۱۶۱ - رند ۱۳۰ - جلیل ۸۷ - [۴] جگر ۹ - اصغر ۵۲ شیخ ۱۵۶ - ملا ۴۲۶ - [۵] اسد ۵۶ - مونس ۲۲۶ - علی ۱۷۸ - عابد ۱۷۸ - اثر ۵۳ - آباد ۶۲ - رشید ۱۳۵ - سعید ۱۴۴ - سرور ۱۴۸ [۶] اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - اثر ۵۳ - رشید ۱۳۵ - عالی ۱۷۶ - علی ۱۷۸ - عاجز ۱۷۸ - مزاج ۲۲۴ - مونس ۲۲۶ - [۷] آتش ۲۲ -

۱ شعر　　حزیں　　۱۳۸

۱۴۵۲ - افزون

دنیا کے عیش و عشرت اے یار کم نہ ہوں گے	حزیں	چرچے یہی رہیں گے افسوس ہم نہ ہوں گے

۱ شعر　　سید حسن حیرت بدایونی　　۱۳۹

۱۴۵۳ - افزون

دشمنی[1] کا بھی سلیقہ نہیں الفت تو کجا	حیرت	آج بیزار ہے انسانیت انسانوں سے

۳ شعر　　حفیظ جونپوری　　۱۴۰

۱۴۵۶ - افزون

یہ مانتے[2] ہیں کہ واعظ روا شراب نہیں	حفیظ	مگر کسی کی مزمت بھی تو ثواب نہیں
میرے سوال کو کن پہلوؤں سے ٹال دیا	〃	یہ کہدیا کہ "تری بات کا جواب نہیں"
دکھا کے مدہ بھری آنکھیں کہا یہ ساقی نے	〃	حرام کہتے ہیں جس کو یہ وہ شراب نہیں

۹ شعر　　عبدالمجید حیرت (پاکستانی)　　۱۴۲

۱۴۶۵ - افزون

زندگی غم نے کیا سے کیا کردی	حیرت	ابتدا ہی میں انتہا کردی
یہ قدم خیر سے جہاں بھی گئے	〃	اک قیامت وہیں بپا کردی
وہ ملے بھی تو اس تکلف سے	〃	رسم جیسے کوئی ادا کردی
اب کہے جائیے جو کہنا ہو	〃	لیجئے ہم نے ابتدا کردی
رنج و آلام جس قدر گذرے	〃	سب ہماری ہی جان پر گزرے
آپ کو بھی پتہ چلے غم کا	〃	آپ کے دل پہ بھی اگر گزرے

[1] علی - ۱۷۸ -　　[2] جلیل ۸۶ - شاد ۱۵۱

یاس تو خیر اک مصیبت تھی	حیرتؔ	ہم تو امید سے بھی درگذرے
سچ تو یہ ہے کہ بس نہیں چلتا	〃	ورنہ کیا آدمی نہ کر گزرے
یہ بھی کیا زندگی ہوئی حیرتؔ	〃	انگلیاں اُٹھ گئیں جدھر گزرے

ردیف خ

۹ شعر — سیّد مُعین الدّین شاہ خاموشؔ حیدرآبادی ۱۴۲

۱۴۶۹ - افزون

شکلِ انسان میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا	خاموشؔ	حق سے ناحق میں جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
مطلعِ دل پہ میرے چھایا تھا نگارِ خودی	〃	چاند بدلی میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
بھلا ہُوا سو ہوا یا بُرا ہوا سو ہوا	〃	طرف سے یار کے جو کچھ ہُوا ہُوا سو ہُوا
اچھے رہیں نزدیک بُرے جائیں کدھر کو	〃	گل ہیں تو تمہارے ہیں وگر خار تمہارے

۱۰ - شعر — سیّد محمّد صدّیق محبوب اللہ خلقؔ حیدرآبادی ۱۴۳

۱۴۷۹ - افزون

عرضِ مطلب کو زبان اُٹھ نہیں سکتی اپنی	خلقؔ	حُسن کے رعب سے دم بند ہے گویائی کا
کھیلنا ہے جان پر ان کمسنوں کے عشق میں	〃	پھر گئیں یاں پتلیاں اُن کا تماشا ہو گیا
نگاہِ یار سے پہچان لیتا ہوں جو مطلب ہے	〃	پہنچتی ہے خبر مجھ کو نظر کے تار پر کیا کیا؟
سرِ یار کے زانو پہ ہے اور رخ پہ نظر آج	〃	اے خلقؔ جو اک دن تجھے مرنا ہے تو مر آج
صاف دل بن کے محبت میں کیا نرم اسے	〃	شعبدہ دیکھئے آئینہ سے پھوڑے پتھر
موت میں پائی ہے کچھ ہم نے حلاوت ایسی	〃	قبر کے چاٹتے رہتے ہیں مکوڑے پتھر

ل ۱ اسیر ۳۱ - ثاقب ۸۰ - آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - سیف ۱۴۸ - ۲ اسیر ۳۴ - شایق ۱۵۴ - داغ ۱۱۳ -

ایک دم اور سینکڑوں غم کیا کریں[1]	خلق	لے کے ایسی زندگی ہم کیا کریں
دو قدم پر منزلِ مقصود ہے	〃	پاؤں ہی اُٹھتے نہیں ہم کیا کریں
کیوں خفا مجھ سے تو اے ماہِ لقا رہتا ہے	〃	کیا گہن چاند کو ہر وقت لگا رہتا ہے؟
یاں اُترتی ہے ہمیشہ ہی خدا کی رحمت	〃	یہ وہ دریا ہے جو ہر وقت چڑھا رہتا ہے

میر مستحسن خلیق ۱۴۴

۲ شعر

۱۷۸۱ء - افزون

آشک جو چشمِ خونفشاں سے گرا	خلیق	تھا ستارہ کہ آسماں سے گرا
رشکِ آئینہ ہے اوس رشکِ قمر کا پہلو	〃	صاف اِدھر سے نظر آتا ہے اودھر کا پہلو

میر دوست علی خاں خلیلؔ (اودھ) ۱۴۵

۱۶ شعر

۱۷۹۷ء - افزون

عاشق ہوں بتو تم مجھے جو چاہو سزا دو	خلیل	اللہ کا بندہ ہوں گنہگار تمہارا
یار نے آکے دمِ نزع کہا	〃	"کیا ارادہ ہے کدھر جائے گا"
سُن کے حالِ شبِ فرقت بولے	〃	"کہیئے کچھ اور بھی فرمائیگا"
بات رہ جائے مریضِ غم کی	〃	دو گھڑی بیٹھ کے اُٹھ جائیگا
قاتل نے بعدِ قتل میرے مُسکرا دیا	〃	کیا خوب خوں بہا کے مجھے خونبہا دیا
ہر کڑی کرتی ہے غل محرومیٔ تقدیر کا	〃	اشکِ ترکس نے چرایا دیدۂ زنجیر کا
اِس کو بھی تعلیم شاید ہے تمہاری شرم کی	〃	کوئی کچھ پوچھے مگر چپ ہے دہن تصویر کا
اثر[2] پیدا کیا ہے پیرہن نے جسمِ بیجاں کا	〃	نہیں دیتا لہو تک زخم تو چاکِ گریباں کا
کدورت سے تعلق کیا انہیں جو پاک طینت ہیں	〃	نہیں ممکن جو اُلجھے خار سے دامن بیاباں کا
جبیں[3] پہ غصہ سے پڑ گئی چین بھرائی آنکھیں بھی چڑھا کر	〃	دہن کا بوسہ جو اُن سے مانگا بگڑ گئے صاف منہ بنا کر

[1] فضل ۱۸۹ - [2] آباد ۲۳ - داغ ۱۱۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - تلق ۱۹۳ - تاسخ ۲۲۹ - مسیم ۲۳۵ - یسر ۲۱۸ - رضا ۱۳۴ - تراب ۷۶ - [3] توفیق ۷۷ - حبیب ۹۷ - داغ ۱۱۳ - گویا ۲۰۴ - وطن ۲۴۷ - اقبال ۴۹ -

۱

حسینوں میں حسن، ضو قمر میں، گل نہیں بو، سنگ میں ہے آتش	خلیل	کیا ہے عالم کو تو نے حیران، ہر اک میں جلوہ دکھا دکھا کر
دلِ حزیں نالہ کش ہو کیونکر کہ محو ہے چشمِ سرمگیں کا	〃	ہمارا ناقوس اے برہمن ہوا ہے خاموش تر کہا کر
قریب ہے اب جو مرگ اے دل، ہے زندہ داغ الفتِ بتاں کا	〃	سنا ہے سوتے ہیں لوگ اکثر چراغ جلتا ہوا بجھا کر
نہ کر تصور بتوں کا دل میں محل تو یہ ہے کچھ حیا کر	〃	خلیل کعبہ میں بت پرستی، خدا خدا کر خدا خدا کر
خالی ہیں بو، شیشے ہیں تہی، لبریز شراب سے جام نہیں	〃	چلتے ہیں یہاں سے بادہ کشو اس بزم میں اپنا کام نہیں
ہوں بندۂ عشقِ حسنِ بتاں کچھ دیر و حرم سے کام نہیں	〃	مذہب ہی جدا ہے محبت کا یاں کفر نہیں اسلام نہیں

۲ شعر — ۱۴۹۹ — افزون

حافظ سید محمد عمر قادری رضؒ واعظ مکہ مسجد (حیدرآبادی) خلیق ۱۴۶

آسمان پر وہ فرشتوں کو نہیں سیر نصیب	خلیق	دیکھتے ہیں جو یہاں حضرتِ انساں دل میں

سلسلہ نمبر ۶ ۴ اخلق

۱) آسمان پر (علط) عرش پر بھی (صحیح)
۲) کعبہ دل کی زیارت کو خلیق آئیں ملک۔
کبھی بھولے سے جو آجائے وہ مہمان دل میں

اے کہ تیرے وجود پر خالق دو جہاں کو ناز	خلق	اے کہ تیرا وجود تھا وجہِ وجودِ کائنات
ترے عمل سے کھل گئیں، تیرے بیاں سے حل ہوئیں	〃	منطقیوں کی الجھنیں، فلسفیوں کی مشکلات
اے کہ تری زبان سے ربِّ قدیر گلفشاں	〃	نطقِ خدا ہے لم یزل، تھی تری ایک ایک بات
مجھ سے بیاں ہو کس طرح رفعتِ شانِ احمدی	〃	تنگ میرے تصورات، پست میرے تخیلات
تیری بے نیازی کا پر تو ہے مولا	〃	کہ سب کچھ لٹا کر بھی شرما رہا ہوں
یا تو سر تاجِ دو جہاں کر دے	〃	یا ہوس ہی نہ رکھ میرے دل میں
تیر ستم کس کی چھٹی سے چھٹا یارب	〃	یاں جو نظر آتا ہے لبِ ساحل نظر آتا ہے
حسرت ہی رہی دل کو طوفان سے الجھنے کی	〃	دو چار ہی غوطوں میں ساحل نظر آتا ہے۔

۱ سیفی ۱۴۷ ۲ ظفر علی خان ۱۶۹ ۳ فانی ۱۹۰ ۔ جگر ۹۰ ۔

دنیائے سیاست کے کامل بھی ادھورے ہیں	خلق	ناقص بھی مدینہ کا کامل نظر آتا ہے

۲ شعر

۱۵۱۰- افزون حافظ خلیل حسن خلیل (مانک پوری) ۱۴۸

دل نہ وابستہ ہو کیوں زلف گرہ گیر کیساتھ	خلیل	اُنس ہو جاتا ہے دیوانے کو زنجیر کیساتھ
دل آج بہت دیر سے پہلو میں نہیں ہے	〃	اُلجھا تو تمہارے کہیں گیسو میں نہیں ہے!

۴ شعر

۱۵۱۴- افزون منشی فدا علی رضؔا خنجر لکھنوی ۱۴۹

ستم پذیر ہوں بیداد آشنا ہوں میں	خنجر	جفائے دوست کے صدقے میں جی رہا ہوں میں
رواں دواں ہے سوئے نیستی مری ہستی	〃	اجل کی گود میں مدت سے پل رہا ہوں میں
بنا دیا میرے احساس نے مجھے بندہ	〃	خودی کی حد سے گذر جاؤں تو خدا ہوں میں
نہ آنسوؤں میں کمی ہے نہ دل کی سوزش میں	〃	برس رہی ہے گھٹا اور جل رہا ہوں میں

۱ شعر

۱۵۱۵- افزون میر یار علی خنجر حیدرآبادی ۱۵۰

رہنا ہے مجھکو سرحدِ کون و مکان سے دور[۱]	خنجر	گھر چاہیئے زمین سے الگ آسمان سے دور

۲ شعر

۱۵۱۷- افزون خانم ۱۵۱

[۱] فانی ۱۹۰ - بہزاد ۷۳ - جوہر بہ تبدیل قافیہ ۹۱

کیا[1] بُرے ہیں یہ جلے دل کے جلانے والے	خاتم	اور یہ آگ میں آگ آئے لگانے والے
کہنے سننے میں کسی کے نہ تم آنا خاتم	〃	آگ پانی میں لگاتے ہیں لگانے والے

آفتاب احمد خلیق ۱۵۲

۱ شعر
۱۵۱۸-افزون

ایک تو شبّر کے غم میں دُوسرا شبّیر کے	خلیق	مہر و مہ دو داغ ہیں سینہ میں چرخِ پیر کے

ردیف د

خواجہ میر دردؔ ۱۵۳

۴۰ شعر
۱۵۵۸-افزون

جگ میں آکر اِدھر اُدھر دیکھا	دردؔ	تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
تجھی کو جو یاں جلوہ فرما دیکھا	〃	برابر ہے دنیا کو دیکھا نہ دیکھا
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	〃	بس ہجوم یاس ؟ جی گھبرا گیا
اوس نے قصداً بھی مرے نالے کو	〃	نہ سُنا ہوگا گر سنا ہوگا
پٹکا عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ	〃	اے تو سنِ بہار؟ تجھے تازیانہ تھا
اکسیر پر ہوس اتنا نہ ناز کرنا	〃	بہتر ہے کیمیا سے دل کا گداز کرنا
وائے ناکامی کہ وقتِ مرگ یہ ثابت ہوا	〃	خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا
ہیں تو باغ تجھ بن خانۂ ماتم نظر آیا	〃	اِدھر گل پھاڑتے تھے جیب روتی تھی اُدھر شبنم
آہ مشتاق ترے مفت موئے جاتے ہیں	〃	اک نظر بھولے سے بھی ہو وے تو جی جاتے ہیں
اُن[2] نے کیا تھا یاد مجھے بھول کر کہیں	〃	پاتا نہیں ہوں جب سے میں اپنی خبر کہیں
ترے سوا نہیں کوئی دو نو جہان میں	〃	موجود ہم جو ہیں بھی تو اپنے گمان میں

[1] احسان ۳۰ - صبا ۱۵۹ - لاحد ۲۵۳ (داغ و ظہیر لاحد ۱۶۸ و ۱۱۹ و ۲۵۴ بہ تبدیل قافیہ)
[2] فغان ۱۸۷ -

تر دامنی پہ شیخ ہماری نہ جائیو	درد	دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
ہر چند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں ناقبول	〃	منہ پھیر لے وہ جس کے مجھے روبرو کریں
مجھے در سے اپنے ٹالے ہے یہ بتا مجھے تو کہاں نہیں	〃	کوئی اور بھی ہے تیرے سوا تو اگر نہیں تو ہمارا نہیں
اپنے بندہ پہ جو کچھ چاہو سو بیداد کرو	〃	یہ نہ آجائے کہیں جی میں کہ آزاد کرو
آرام سے کبھی بھی نہ اکیار سو گئے	〃	ایسے ہمارے طالع بیدار سو گئے
اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے	〃	لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے
تپش کو دل کی میں سمجھا تھا یہ آنسو بجھا دیں گے	〃	ولے یہ آگ تو پانی سے بھڑکی اور بھی دونی
ہمارے جامۂ تن میں نہیں کچھ اور بس باقی	〃	گریباں میں ہے مثلِ صبح اک تارِ نفس باقی
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے	〃	میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے
وحدت میں تری حرف دوئی کا نہ آسکے	〃	آئینہ کیا مجال تجھے منہ دکھا سکے
جی کی جی ہی میں رہی بات نہ ہونی پائی	〃	ایک بھی اُس سے ملاقات نہ ہونی پائی
نہ ہاتھ اُٹھائے فلک، گو ہمارے کہنے سے	〃	کسے دماغ کہ ہو دُو بدو کہنے سے
مجھے یہ ڈر ہے دلِ زندہ تو نہ مر جائے	〃	کہ زندگانی عبارت ہے تیرے جینے سے
مآلِ کار نہ سمجھا یا قبو رنے ہم کو	〃	یہ نقد مال لگا ہاتھ اس دفینے سے
بسا ہے کون ترے دل میں گلبدن اے درد	〃	کہ بوئے گلاب کی آئی ترے پسینے سے
روندے ہے نقشِ پا کی طرح خلق یاں مجھے	〃	اے عمرِ رفتہ چھوڑ گئی تو کہاں مجھے
میرا تو جی وہیں رہتا ہے نت جہاں تو ہے	〃	اگرچہ میں یہ نہیں جانتا کہاں تو ہے
تعین گر مٹے دل سے تو کفر آثار ہو جائے	〃	اگر عقدے کھلیں تسبیح کے زنّار ہو جائے
کس کی یہ موجِ حسن ہوئی جلوہ گر کہ یوں	〃	دریا میں جو حباب تھے آنکھیں چھپا چکے
سو مرتبہ یہ ٹھیر چکی اب سے نہ ملئے	〃	یوں بھی تو نہیں بنتی ہے کیا کیجئے اس سے
کہتے نہ تھے ہم درد و سیاں چھوڑ یہ باتیں	〃	پائی نہ سزا اور وفا کیجئے اس سے؟
آنسوؤں میں کچھ جگر کے ٹکڑے ہیں بھی بعض بعض		پر نہیں معلوم لختِ دل کدھر یہ کر گئے

لہ سودا ۱۳۹ بہ تبدیلِ قافیہ ۔ سہ آشفتہ ۶۲ ۔ بیتاب ۴۷ ۔ عزیز ۱۷۰ ۔ سہ نثار ۱۳۶

تہمتیں[1] چند اپنے ذمّے دھر چلے	درد	کس لئے آئے تھے ہم کیا کر چلے
دوستو دیکھا تماشا یاں کا بس!	〃	تم رہو اب ہم تو اپنے گھر چلے
شمع کے مانند ہم اس بزم میں	〃	چشم نم آئے تھے دامن تر چلے
ڈھونڈے ہے تجھے تمام عالم	〃	ہر چند کہ تو کہاں نہیں ہے
جوں شمع نہ راز دل کہوں گا	〃	ایسی بھی مری زباں نہیں ہے
اتنا پیغام درد کا کہنا	〃	گر صبا کوئے یار میں گذرے
"کونسی رات آن ملے گا	〃	دن بہت انتظار میں گذرے"

۱ شعر — کریم اللہ خاں درد ۱۵۴
۱۵۵۹ - افزون

تحمل آتش غم میں دل بیتاب کیا جانے	درد	ٹھہرنا ایک دم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

۱ شعر — محمد فقیہ درد مند ۱۵۵
۱۵۶۰ - افزون

قفس تک بھی نہ پہونچے اور پڑے دور آشیانے سے	دردمند	عجب ساعت میں بچھڑے تھے چمن کے آستانے سے

۱۳ شعر — میر سلامت علی دبیر ۱۵۶
۱۵۷۳ - افزون

دفن کرنا مجھ کو کوئے یار میں	دبیر	قبر بلبل کی بنے گلزار میں
سر میرا اٹکا کے قاتل نے کہا	〃	پھل لگا ہے آج نخل دار میں
گرمئ خوں کی میرے تاثیر دیکھ	〃	پڑ گئے چھالے تیری تلوار میں
قبر میں روزن مری رکھنا ضرور	〃	مر گیا ہوں انتظار یار میں

[1] آئینہ ۳۷ - فروغ ۱۹۱

میرا مرنا ان کے گھر شادی ہوئی	دبیر	خون کے چھاپے لگے دیوار میں
ہے عکسِ گیسوئے رخِ اکبر کہاں کہاں	〃	سنبل کہاں کہاں ہے گلِ تر کہاں کہاں
گلزار میں، جناں میں، ختن میں، تتار میں	〃	پھیلی ہے نکہتِ گلِ حیدر کہاں کہاں
رواں کرتا تھا خنجر گاہ گاہ سے روک لیتا تھا	〃	عجب ناز و ادا سے اوس نے کاٹا میری گردن کو
دلا ان تنگ چشموں سے نہ چشمِ رحم تو رکھیو	〃	کسی کے حال پر روتا نہ دیکھا چشمِ سوزن کو
طے ہر قدم پر ایک مہینہ کی راہ تھی	〃	رویت ہلالِ نعل کی اس پر گواہ تھی
تا کمالِ چاردہ معصوم روشن سب پہ ہو	〃	چودھویں شب کو رہا کرتی ہے شب بھر چاندنی
شمر نے چاہا کہ حضرتؑ سے جدا عباسؑ ہوں	〃	یہ نہ سمجھا چاند سے چھوٹے گی کیونکر چاندنی
مال و زر کا کیا بھروسہ، چاہیئے فکرِ مآل	〃	فی المثل ہے چار دن کی اے تو نگر چاندنی

منکو بیگ درخشاں ۱۵۷

۱ شعر
۱۵۷۴ء - افزون

تھی درائے ناقۂ لیلےٰ کی ہر دم یہ صدا	درخشاں	آہ مجنوں پا شکستہ رہ گیا منزل سے دور

دیوانہ ۱۵۸

۱ شعر
۱۵۷۵ء - افزون

جناب[1] جی چاہے ستا لے ستم ایجاد مجھے		شکلِ تصویر ہوں آتی نہیں فریاد مجھے

بلبلِ ہندوستان جہاں اُستاد ناظم یار جنگ

داغ ۱۵۹

۲۰۰ شعر
۱۷۷۵ء - افزون

فصیح الملک نواب مرزا خاں دہلوی

[1] غالب ۱۸۳ - [2] لاجد ۲۵۴ -

اللہ رے[1] مرتبہ میرے عجز و نیاز کا	داغ	گویا جواب ہے یہ ترے کبر و ناز کا
کی ترکِ مے تو مائلِ پندار ہو گیا	"	میں تو یہ کر کے اور گنہگار ہو گیا
روزہ[2] رکھیں، نماز پڑھیں، حج ادا کریں	"	اللہ یہ ثواب بھی ہے کس عذاب کا
خاطر سے یا لحاظ سے میں مان تو گیا	"	جھوٹی قسم سے آپ کا ایمان تو گیا
دل لیکے مفت، کہتے ہیں کچھ کام کا نہیں	"	اُلٹی شکایتیں ہوئیں احسان تو گیا
دیکھا ہے بتکدے میں جو اے شیخ کچھ نہ پوچھ	"	ایمان کی تو یہ ہے کہ ایمان تو گیا
ہوش و حواس و تاب و توان داغ جا چکے	"	اب ہم بھی جانیوالے ہیں سامان تو گیا
پامالی[3] سے نشانِ قبر کے آیا نہ چین	"	رکھ دیا ظالم نے میرا نام لکھ کر زیرِ پا
لئے تو چلتے ہیں حضرتِ دل تمہیں بھی اس انجمن میں لیکن	"	ہمارے پہلو میں بیٹھ کے تم ہمیں سے پہلو تہی نہ کرنا
تمہیں[4] چاہوں تمہارے چاہنے والوں کو بھی چاہوں	"	میرا دل پھیر دو مجھ سے یہ جھگڑا ہو نہیں سکتا
دمِ آخر میری بالیں پہ مجمع ہے حسینوں کا	"	پھر آ نا اے اجل اس وقت رد ا ہو نہیں سکتا
بلا سے اضطراب و درد ہی بن کر ٹھہرا رہنا	"	کسی صورت سے تم رہنا مرے دل میں مگر رہنا
کیونکر[5] اس کی نگہِ ناز سے بچنا ہوگا	"	زہر دے اوس پہ یہ تاکید کہ پینا ہوگا
چین دیتے نہیں وہ داغ کسی طرح مجھے	"	میں جو مرتا ہوں تو کہتے ہیں کہ جینا ہوگا
تم[6] نے اس کے سامنے اول تو خنجر رکھ دیا	"	پھر کلیجہ رکھ دیا، دل رکھ دیا، سر رکھ دیا
منصفی ہو تو غضب، نا منصفی ہو تو ستم	"	اوس نے میرا فیصلہ موقوف مجھ پر رکھ دیا
زندگی میں پاس سے دم بھر نہ ہوتے تھے جدا	"	قبر میں تنہا مجھے یاروں نے کیونکر رکھ دیا
عجب[7] اپنا حال ہوتا، جو وصالِ یار ہوتا	"	کبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل نثار ہوتا
جو تمہاری طرح تم سے کوئی جھوٹے وعدے کرتا	"	تمہیں منصفی سے کہدو تمہیں اعتبار ہوتا؟
یہ مزا تھا دل لگی کا کہ برابر آگ لگتی	"	نہ تجھے قرار ہوتا نہ مجھے قرار ہوتا
ترے وعدے پر ستمگر ابھی اور صبر کرتے	"	اگر اپنی زندگی کا ہمیں اعتبار ہوتا
آنکھیں کھلی ہوئی ہیں یہ مرگ اس لئے	"	جانے کوئی کہ طالبِ دیدار مر گیا

[1] عزیز ۱۷۶۔ [2] آتش ۲۰۴۔ آباد ۲۳۔ امانت ۲۵۔ ناسخ ۲۲۹۔ ذوق ۱۲۲۔ سودا ۱۳۷۔ شایق ۱۵۴۔ قلق ۱۹۳۔ قانع ۱۹۹۔ کیفی ۲۰۱۔ مہر ۲۱۸۔ شمشیر ۱۵۵۔ [3] نصیر ۲۳۳۔ آتش ۲۰۔ وفا ۲۲۸۔ بہ تبدیل قافیہ۔ [4] چکبست ۹۳۔ ط ۱۶۸۔ [5] شباب ۱۴۳۔ بہ تبدیل قافیہ۔ [6] علوی ۱۰۱۔ [7] جلال ۸۳۔ [8] امیر ۲۳۔ اسمٰعیل ۵۸۔ غالب ۱۴۹۔

کونسا[۱] طائر گم گشتہ اسے یاد آیا	داغ	دیکھتا بھالتا ہر شاخ کو صیاد آیا
دل[۲] میں جس قدر ہے درد اس کو کیا یقیں آئے	〃	داغ بے نمود اپنا، زخم بے نشاں اپنا
سن سن[۳] کے ترے عشق میں اغیار کے طعنے	〃	میرا ہی کلیجہ ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
بن آئی ہے جو چاہے کہیں حضرتِ واعظ	〃	اندیشۂ عقبیٰ ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
خاموش کیا چھیڑ کے ظالم نے شبِ وصل	〃	وہ تذکرہ چھیڑا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یہ خوب سمجھ لیجئے غمّاز وہی ہے	〃	جو آپ سے کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
دنیا مجھے کہتی ہے بُرا حاضر و غائب	〃	سمجھو تو سبب کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
تم کو یہی شایاں ہے کہ تم دیتے ہو دشنام	〃	مجھ کو یہی زیبا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ہیں زمانے میں بدنام تری خُو نے کیا	〃	دلِ فریفتہ، جو کچھ کیا سو تو نے کیا
پَر نہ باندھے پاؤں باندھا بلبلِ ناشاد کا	〃	کھیل کے دن ہیں لڑکپن ہے ابھی صیاد کا
نہیں[۴] معلوم اک مدت سے قاصد حال کچھ اُن کا	〃	مزاج اچھا تو ہے "یادش بخیر" اوس آفتِ جاں کا"
سرِ محفل مجھی سے تجھ کو ظالم پردہ کرنا تھا	〃	پھر اس پہ یہ قیامت غیر کے دامن سے منہ ڈھانکا
تو نے شہبازِ نظر کو جو اِدھر چھوڑ دیا	〃	ہم نے بھی طائرِ دل باندھ کر پہ چھوڑ دیا
دیکھنا[۵] حشر میں جب تم پہ مچل جاؤں گا	〃	میں بھی کیا وعدہ تمہارا ہوں کہ ٹل جاؤنگا
دل لگاتا نہ کبھی دارِ فنا میں ہرگز	〃	کیا خبر تھی مجھے آج آؤنگا کل جاؤں گا
کیا[۶] کیا ملائے خاک میں انسان چاند سے	〃	سچ پوچھئے اگر تو زمیں آسماں ہے اب
بزم[۷] دشمن میں نہ کھلنا گلِ تر کی صورت	〃	جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت
نہیں معشوق کوئی حُسن و ادا سے خالی	〃	اوس پہ صورت بھی میرے رشکِ قمر کی صورت
اون کے جانے کا وہ صدمہ وہ مری تنہائی	〃	اور رُوتی ہوی وہ شمعِ سحر کی صورت
وہ[۸] جاتے ہیں آتی ہے قیامت کی سحر آج	〃	روتا ہے گلے مل کے دعاؤں سے اثر آج
وعدے پہ میرے ان کے قیامت کی ہے تکرار	〃	اور بات ہے اتنی کہ اودھر کل ہے ادھر آج
تری[۹] محبت نے مارڈالا ہزار ایذا سے مجھکو ظالم	〃	رُلا رُلا کر، گھلا گھلا کر، جلا جلا کر، مٹا مٹا کر

[۱] امانت ۲۴۔ صبا ۱۵۹۔ [۲] تلق ۱۹۳۔ جلال ۸۳۔ [۳] غالب ۱۷۹۔ توفیق ۷۷۔ مومن ۲۱۴۔ [۴] ذوق ۱۲۲۔ مومن ۲۱۴۔ [۵] آیا ۲۳۔ جرأت ۸۱۔ حیدر ۱۰۲۔ تلق ۱۹۳۔ ناسخ ۲۲۹۔ نسیم ۲۳۵۔ خلیل ۱۰۵۔ منیر ۲۱۸۔ [۶] [illegible]

سر بھی جائے تو نہ جائیگا یہ سودا ہو کر[1]	داغ	مجھکو پٹتا ہے جنوں جھاڑ کا کانٹا ہو کر
کیا تماشا ہے کہ جب غیر سے ہوتے ہیں خفا[2]	"	گالیاں دیتے ہیں وہ نام ہمارا لے کر
اپنی آنکھوں سے تو دیکھی نہیں دل کی چوری	"	کیوں گنہگار ہوں میں نام کسی کا لیکر
دوستی کا ہو زمانہ میں بھروسہ کس پر[3]	"	تو مجھے چھوڑ چلا اے دلِ شیدا کس پر
امتحان نالۂ دل کا تو دکھا دوں لیکن	"	یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کس پر
یوں تو معشوق گل و شمع بھی کھلاتے ہیں	"	دیکھنا یہ ہے کہ مرتا ہے زمانہ کس پر
فتنہ پرداز، دغاباز، فسوں گر، عیار[4]	"	ہائے افسوس دل آیا بھی تو آیا کس پر؟
تیرے دل کو دیکھکر میری وفا کو دیکھ کر[5]	"	بندہ پرور منصفی کرنا، خدا کو دیکھکر
دل لگانا تھا زمانہ کی ہوا کو دیکھ کر	"	آشنا کو دیکھکر، نا آشنا کو دیکھکر
ابتو دیکھا تم نے اپنے دادخواہوں کا ہجوم	"	ابتو آنکھیں کھل گئیں روزِ جزا کو دیکھکر
حضرتِ زاہد؟ ہماری چھیڑ کی عادت نہیں	"	گدگدی ہوتی ہے دل میں پارسا کو دیکھکر
غیر نے مہندی لگائی اُس کے ہاتھوں میں جو داغ	"	خون آنکھوں میں اُتر آیا حنا کو دیکھکر
غیر بھی میری مدح کرتے ہیں آہیں کیونکر	"	میں بھی دیکھوں تو پلٹتی ہیں نگاہیں کیونکر
نہ دلاسا، نہ تسلی، نہ تشفی، نہ وفا	"	دوستی اوس بت بدخو سے نبھائیں کیونکر
زیرِ دیوار کبھی جھانک کے تم دیکھ تو لو	"	ناتواں کرتے ہیں دل تھام کے آہیں کیونکر
چاہ کا نام جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو	"	وہ طریقہ تو بتا دو تمہیں چاہیں کیونکر
شرم سے آنکھ ملاتے نہیں دیکھا ان کو	"	پار ہوتی ہیں کلیجے کے نگاہیں کیونکر
تنگ ہے دل وسعتِ دامانِ محشر دیکھکر	"	اے جنوں؟ ہم پاؤں پھیلاتے ہیں چادر دیکھکر
رکھئے اب بہرِ عیادت نہ قدم گن گن کر[6]	"	لے رہا ہے یہ مریض آپ کا دم گن گن کر
تھا ہیں ہجر میں اک ایک مہینہ برسوں	"	دن گذارے ہیں تیرے سر کی قسم گن گن کر
بزم اغیار کا ظاہر ہے اثر آنکھوں پر[7]	"	مہرباں آپکی خفت میرے سر آنکھوں پر
وہی دوست ہیں، وہی آشنا، وہی آسماں ہے وہی زمیں	"	عجب اتفاقِ زمانہ ہے کہ یسر نہیں ہے بشر سے خوش

[1] بحر ۶۷ - حیف ۱۰۰ - رند ۱۲۷ (نسیم ۲۳۶ بہ تبدیل قافیہ) [2] مصحفی ۲۱۲ بہ تبدیل قافیہ [3] راسخ ۱۴۲
[4] (حسن ۹۴ - مزاج ۲۲۴ بہ تبدیل قافیہ) - [5] میر ۲۱۹ -

بتانِ ہوش اُجڑی ہوئی منزل میں رہتے ہیں	داغ	کہ جس کی جان جاتی ہے اُسی کے دل میں رہتے ہیں
ہزاروں حسرتیں وہ ہیں کہ روکے سے نہیں رکتیں	〃	بہت ارمان ایسے ہیں کہ دل کے دل میں رہتے ہیں
یہاں تک تھک گئے ہیں چلتے چلتے تیرے ہاتھوں سے	〃	کہ اب چھپ چھپ کے ناوک سینۂ بسمل میں رہتے ہیں
"خدا رکھے" محبت نے کئے آباد دو نو گھر	〃	میں ان کے دل میں رہتا ہوں وہ میرے دل میں رہتے ہیں
تن آسانی کہاں تقدیر میں ہم دل گرفتوں کے	〃	خدا پر خوب روشن ہے کہ جس مشکل میں رہتے ہیں
ہمیں دشوار جینا عارتم کو قتل کرنے سے	〃	بڑی مشکل میں رکھتے ہو بڑی مشکل میں رہتے ہیں
کوئی نام و نشان پوچھے تو اے قاصد بتا دینا	〃	تخلص داغ ہے وہ عاشقوں کے دل میں رہتے ہیں
مجال کس کی ہے اے سنگدل سنائے جو تجھکو چار باتیں	〃	بھلا کیا اعتبار تو نے ہزار منہ ہے ہزار باتیں
الٰہی کیوں نہیں اٹھتی قیامت ماجرا کیا ہے	〃	ہمارے سامنے پہلو میں وہ دشمن کے بیٹھے ہیں
یہ گستاخی یہ چھیڑ اچھی نہیں ہے اے دلِ ناداں	〃	ابھی پھر روٹھ جائیں گے ابھی وہ من کے بیٹھے ہیں
فسوں ہے یا دعا ہے یہ معما کھل نہیں سکتا	〃	وہ کچھ پڑھتے ہوئے آگے مرے مدفن کے بیٹھے ہیں
بہت روتا ہوں میں جب سے یہ میں نے خواب دیکھا ہے	〃	کہ آپ آنسو بہائے سامنے دشمن کے بیٹھے ہیں
بے ثباتی کے سوا اور کوئی کیفیت	〃	میرے توبہ میں نہیں آپکے پیمان میں نہیں
دیکھئے راہ میں ٹھوکر سے نہ کھل جائے گرہ	〃	ایک فتنہ ہے یہ دل گوشۂ داماں میں نہیں
رنگِ گل، نغمۂ بلبل، اثرِ بادِ بہار	〃	جب ہم قید ہوئے کوئی گلستاں میں نہیں
تم مجھے ہاتھ اٹھا کر اس ادا سے کو سو	〃	دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ دعا کرتے ہیں
دل ہی تو ہے نہ آئے کیوں دم ہی تو ہے نہ جائے کیوں	〃	ہم کو خدا جو صبر دے تجھ سا حسین بنائے کیوں؟
نہ پوچھو داغ ہم سے انتظارِ یار کی صورت	〃	یہ آنکھیں جانتی ہیں خوب جو نقشے گذرتے ہیں
سب لوگ جدھر تم ہو اُدھر دیکھ رہے ہیں	〃	ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھ رہے ہیں
اس طرح بیٹھے ہیں سرکاٹ کے میرا سرِ بزم	〃	مجھ پہ گویا کہ وہ احسان کئے بیٹھے ہیں
اوس تو بہ پر ہے ناز مجھے زاہد اس قدر	〃	جو ٹوٹ کر شریک ہو میرے گناہ میں
رازِ الفت چھپ سکا ہم سے نہ اس کے روبرو	〃	صاف دل کی حسرتیں منہ پر نمایاں ہو گئیں

۱ اثیر ۳۵ - شائق ۱۵۵ - شاد ۱۵۱ - ۲ اثیر ۳۵ - جائی ۹۵ - عابد ۱۷۳ - مومن بہ تبدیل قافیہ ۲۱۶
۳ میر ۲۰۹ - ظہیر ۱۶۸ - ۴ امجد ۵۶ - تزکی ۷۷ - غالب ۱۸۱ - ناظم ۲۴۲ - ۵ غالب ۱۸۲ - کیفی ۲۰۲ -

کہیں کرلے نہ ٹھکانا دشمن	داغ	دوست نادان ہے دانا دشمن
ہم تری بزم سے اے یار چلے جاتے ہیں	〃	لے چلے جاتے ہیں ناچار چلے جاتے ہیں
منتظر دیر سے ہیں جلوہ دکھا دے ظالم	〃	ورنہ یہ طالبِ دیدار چلے جاتے ہیں
عیب[1] بے عیب ہے جب حد سے گذر جاتا ہے	〃	اب بجز بے ہنری مجھ میں ہنر کچھ بھی نہیں
دیکھ کر[2] تصویرِ یوسف کہہ دیا "کچھ بھی نہیں"	〃	آپ ہی سب کچھ ہیں گویا دوسرا کچھ بھی نہیں
سُن کے حالِ دل میرا رکھتے ہیں وہ کانوں پہ ہاتھ	〃	ہائے اس انداز سے گویا سُنا کچھ بھی نہیں
جلوے[3] میری نگاہ میں کون و مکان کے ہیں	〃	مجھ سے کہاں چھپیں گے وہ ایسے کہاں کے ہیں؟
کبھی[4] فلک کو پڑا دل جلوں سے کام نہیں	〃	جلا کے خاک نہ کردوں تو داغ نام نہیں؟
وہ کاش وصل کے انکار ہی پہ قائم ہوں	〃	مگر اوٹھیں تو کسی بات پر قیام نہیں
سُنائے جاتے ہیں در پردہ گالیاں مجھ کو	〃	جو میں کہوں تو کہیں "آپ سے کلام نہیں"
فغاں میں، آہ میں، فریاد میں، شیون میں نالے میں	〃	سناؤں دردِ دل طاقت اگر ہو سننے والے میں
خبر سُن کر میرے مرنے کی وہ بولے رقیبوں سے	〃	"خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں"
ملے مجھ سے تو فرمایا "تمہیں کو داغ کہتے ہیں"	〃	تمہیں رہتے ہو ہالے میں تمہیں ہو ماہِ کامل میں؟
کھو[5] یا گیا ہوں دیکھ پتہ نامہ بر کو میں	〃	اپنی خبر کو جاؤں الٰہی کدھر کو میں
اپنا طریقِ عشق جدا ہے جہان سے	〃	چلتا ہوں چھوڑ چھوڑ کے ہر رہ گذر کو میں
فلک دیتا ہے جن کو عیش اُن کو غم بھی ہوتے ہیں	〃	جہاں بجتے ہیں نقارے وہاں ماتم بھی ہوتے ہیں
گلے شکوے کہاں تک ہو گئے آدھی رات تو گذری	〃	پریشاں تم بھی ہوتے ہو پریشاں ہم بھی ہوتے ہیں
کلیجہ پیستا ہے دل مسلتا ہے کوئی میرا	〃	کہاں سے آگئی ظالم تری رفتار پہلو میں
کسی کا مجھ کو نہ محتاج رکھ زمانے میں	〃	کمی ہے کونسی یارب تیرے خزانے میں
یہ[6] شمشیرِ قاتل اس ادا سے جان دی میں نے	〃	لبِ دشمن سے بھی نکلی صدائے آفرین برسوں
خدا کی شانِ کریمی کا پوچھنا کیا ہے	〃	غضب تو یہ ہے گنہگار ہم تمہارے ہیں
چوٹ[7] کھانا دلِ حزیں نہ کہیں	〃	در در رہ جائے گا کہیں نہ کہیں

[1] تشنہ ۷۸۔ قدر ۱۹۷۔ امیر ۳۵۔ فضل ۱۸۹ بہ تبدیل قافیہ) [2] قدر و تشنہ و امیر ۱۹۷۔ ۷۸۔ ۳۵ بہ تبدیل بحر و قافیہ
فضل ۱۸۹۔ [3] ضامن ۱۶۲ بہ تبدیل قافیہ) [4] ناسخ ۲۳۰۔ [5] فانی ۱۹۰۔ غالب ۱۸۲ [6] جلیل ۸۵۔
[7] نواب ۲۳۹ (قدر و تلمیذ و امیر ۱۹۸۔ ۱۹۵۔ ۳۲ بہ تبدیل قافیہ) [8] امیر ۳۵۔ شایق ۱۵۵۔ سحر ۱۴۷۔

دل کے سوا نہ کعبہ میں ہے وہ نہ دیر میں[1]	داغ	گر ہے تو بس یہیں ہے نہیں تو کہیں نہیں
وہ[2] نہایت ہمیں مغرور نظر آتے ہیں	〃	پاس بیٹھے ہیں مگر دُور نظر آتے ہیں
سازِ کینہ ساز کیا جانیں	〃	نازِ والے نیاز کیا جانیں
کب کسی دَر کی جبہہ سائی کی	〃	شیخ صاحب نماز کیا جانیں
جو گذرتے ہیں داغ پر صدمے	〃	آپ بندہ نواز ہیں کیا جانیں
آدم سے[3] بڑھ کے رتبۂ کروبیان نہیں	〃	مجبور اس سے ہے کہ زمیں آسمان نہیں
دنیا میں آدمی کو مصیبت کہاں نہیں	〃	وہ کونسی زمیں ہے جہاں آسمان نہیں
میخانے[4] کے قریب تھی مسجد بھلے کو داغ	〃	ہر ایک پوچھتا تھا کہ "حضرت اِدھر کہاں"
وہ[5] طریقِ مہر و وفا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو	〃	تمہیں روز یاد دلاؤں گا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ہیں کسی کی شرم و لحاظ کیا یہ خدا کے واسطے کیا کہا	〃	تمہیں آئینہ سے بھی تھی حیا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ کسی کا شکوہ کوئی خجل، وہ کسی کا داغ کسی کا دل	〃	وہ کسی کا کوئی تھا آشنا، تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
انگڑائی لینے میں جو دوپٹہ سرک گیا	〃	گھبرا کے دیکھتے ہیں کوئی دیکھتا نہ ہو
یہ مصرع[6] لکھ دیا ظالم نے میری لوحِ تربت پر	〃	"جو ہو فرقت کی بیتابی تو یوں خوابِ گراں کیوں ہو"
خدا شاہد، خدا شاہد ہے کیوں کہتے ہو عدو کا	〃	خدا کو کیا غرض، میرے تمہارے درمیاں کیوں ہو
عرصۂ[7] حشر میں اللہ کرے گم مجھ کو	〃	اور پھر ڈھونڈھتے گھبرائے ہوئے تم مجھکو
ہنستے ہنستے کبھی رُوتا ہوں تصور میں ترے	〃	روتے روتے کبھی آتا ہے تبسم مجھ کو
دیکھنا پیرِ مغاں حضرتِ زاہد تو نہیں	〃	کوئی بیٹھا نظر آتا ہے پسِ خم مجھ کو
گھر[8] سے جب وادیٔ غربت میں قدم رکھا تھا	〃	دُور تک یادِ وطن آئی تھی سمجھانے کو
نہیں[9] ہوتی بندہ سے طاعت زیادہ	〃	بس اب "خانہ آباد دولت زیادہ"
مریضِ محبت کی اچھی دَوا کی	〃	اوسے کل سے ہے آج غفلت زیادہ
الٰہی زمانے کو کیا ہو گیا ہے	〃	محبت تو کم ہے عداوت زیادہ
عدم سے سب آتے ہیں یاں چار دن کو	〃	نہیں ہوتی منظور رخصت زیادہ

[1] آتش ۲۲۔ اکبر ۴۲۔ جرأت ۸۱۔ کیفی ۲۰۲۔ میر ۲۰۹۔ نظیر ۲۳۹۔ [2] جلیل ۸۶۔ [3] آتش ۲۱۔ اصغر ۵۱۔ آزاد ۲۰۹۔ غالب ۱۸۳۔ قلق ۱۹۵۔ مومن ۲۱۵۔ ناسخ ۲۳۰۔ [4] حالی ۹۵۔ محروم ۲۲۰۔ ناسخ ۲۳۰۔ [5] مومن ۲۱۶۔ وفا ۲۴۷۔
[6] غالب ۱۸۳۔ الحدِ ۲۵۳۔ [7] امیر ۳۶۔ بیتاب ۷۴۔ جلال ۸۳۔ قلق ۱۹۵۔ [8] جلیل ۸۶۔ جرأت ۸۱۔ امیر ۳۶۔ بیتاب ۷۴۔ [9] آتش ۲۱۔ اصغر ۵۱۔ آزاد ۲۰۹۔

میری بندگی سے میرے جرم افزوں	داغ	تیرے قہر سے تری رحمت زیادہ
تاک[1] کر دل کو یہ فرماتے ہیں مال اچھا ہے	〃	یہ خدا کی قسم انداز سوال اچھا ہے
آپکی جس میں ہو مرضی وہ مصیبت اچھی	〃	آپکی جس میں خوشی ہو وہ ملال اچھا ہے
لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے	〃	رنج بھی اتنے اٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے
کعبہ و دیر میں پھرا گئیں دونوں آنکھیں	〃	ایسے جلوے نظر آئے ہیں کہ جی جانتا ہے
سادگی، بانکپن، اغماض، شرارت، شوخی	〃	تو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے
انہی قدموں نے تمہارے انھی قدموں کی قسم	〃	خاک میں اتنے ملائے ہیں کہ جی جانتا ہے
داغ وارفتہ کو ہم آج ترے کوچہ سے	〃	اس طرح کھینچ کے لائے ہیں کہ جی جانتا ہے
ہوا[2] جو ان کی خموشی سے کچھ ملال مجھے	〃	جواب دینے لگی طاقت سوال مجھے
اسیر حلقۂ کاکل نہ میں ہوا اے داغ	〃	میرے خدا نے بچایا ہے بال بال مجھے
بات بھی کرنی نہ آتی تھی تمہیں	〃	یہ ہمارے سامنے کی بات ہے
جب[3] پاؤں تھکے تو جستجو کی	〃	جب دل نہ رہا تو آرزو کی
جب تم ملے تو درد دل نے	〃	اٹھ اٹھ کے اجل کی جستجو کی
مطلب کی کہی نہ ایک ظالم	〃	کیا بات ہے تیری گفتگو کی
ہم بادہ کشوں کی خاک سے بھی	〃	آئے گی صدا سبو سبو کی
صبر[4] آنا تو محبت میں بہت مشکل ہے	〃	چین بھی تو نہیں اس کو یہ وہ کافر دل ہے
کہنے دیتی نہیں کچھ منہ سے محبت تری	〃	لب پہ رہ جاتی ہے آ آ کے شکایت تیری
اب تیرا اے دل بیتاب خدا حافظ ہے	〃	کر چکے ہم تو محبت میں حفاظت تیری
یاد سب کچھ ہیں مجھے ہجر کے صدمے ظالم	〃	بھول جاتا ہوں مگر دیکھ کے صورت تیری
عدم آباد کو جاتے ہیں بشر خالی ہاتھ	〃	مجھ کو ہے ناز کہ لیجاؤنگا حسرت تیری
کعبے کی ہے ہوس کبھی کوئے بتاں کی ہے	〃	مجھ کو خبر نہیں میری مٹی کہاں کی ہے
تڑپتا[5]، لوٹتا، اڑتا، جو بیتابانہ آتا ہے	〃	یہ مرغ نامہ بر ہے یا کوئی پروانہ آتا ہے

[1] امیر ۳۷- غالب ۱۸۳- جلیل ۸۷- [2] ذوق ۱۲۵- [3] اسیر ۳۳- امیر ۳۷- [4] امانت ۲۶-
[5] جلیل ۸۸- عزیز ۱۷۵-

رخِ روشن[1] کے آگے شمع رکھکر وہ یہ کہتے ہیں	داغ	اِدھر جاتا ہے دیکھیں یا اُدھر پروانہ آتا ہے
تہیدستوں کا رتبہ اہلِ دولت سے زیادہ ہے	″	صراحی سر جھکا دیتی ہے جب پیمانہ آتا ہے
لاکھ دینے کا ایک دینا ہے	″	دلِ بے مدّعا دیا تو نے
جس قدر میں نے تجھ سے خواہش کی	″	اُس سے مجھکو سوا دیا تو نے
مجھ گنہگار کو جو بخش دیا	″	پھر جہنّم کو کیا دیا تو نے
ترے کوچہ میں وہ کن شوخوں سے جا بجا ٹھیرے	″	بڑھے، بڑھکر اٹھے، دم بھر چلے، چلکر ذرا ٹھیرے
پوچھتا جا میری مرقد پہ گذرنے والے[2]	″	کیا گذرتی ہے ترے حال پہ مرنے والے
خوش نوائی نے رکھا ہم کو اسیرِ صیاد	″	وہی اچھے رہے صدقے میں اُترنے والے
قتل ہوں گے ترے ہاتھوں سے خوشی اگتی ہے	″	آج اترائے ہوئے پھرتے ہیں مرنے والے
کیا بات ہے خیر ہو الٰہی	″	رکتی ہے زبان نامہ بر کی
پھرے راہ سے وہ یہاں آتے آتے	″	اجل مر رہی تو کہاں آتے آتے؟
سنانے کے قابل جو تھی بات ان کو	″	وہی رہ گئی درمیاں آتے آتے
مجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا	″	نکل جائے دم، ہچکیاں آتے آتے
کلیجہ میرے مُنہ کو آئے گا اک دن	″	یونہی لب پہ آہ و فغاں آتے آتے
ابھی سن ہی کیا ہے جو بیباکیاں ہوں	″	اُونھیں آئیں گی شوخیاں آتے آتے
میرے آشیاں کے تو تھے چار تنکے	″	چمن اُڑ گیا آندھیاں آتے آتے
نہ جانا کہ دنیا سے جاتا ہے کوئی	″	بہت دیر کی مہرباں آتے آتے
نہیں کھیل اے داغ یاروں سے کہدو	″	کہ آتی ہے اردو زباں آتے آتے
بیچتا ہوں جو خریدے میرے ارمان کوئی	″	مفت دیتا ہوں اگر مان لے احسان کوئی
ہاتھ نکلے دونوں اپنے کام کے	″	دل کو تھاما اُن کا دامن تھام کے
داغ کے سب حرف نکتے ہیں جدا	″	ٹکڑے کر ڈالے ہمارے نام کے
ملاتے ہو اُسی کو خاک میں جو دل سے ملتا ہے[3]	″	مری جاں چاہنے والا بڑی مشکل سے ملتا ہے

[1] جلیل ۸۸، مزنج ۱۷۵ - [2] لاجد ۲۵۴ - نظیر ۱۶۸ (خانم وصیا و احسان و لاجد ۱۰۸ و ۵۹ و ۳۰ و ۲۵۳ بہ تبدیلِ قافیہ) [3] جلیل ۸۸ - نظیر ۱۶۸ -

آرزو یہ ہے کہ نکلے دم تمہارے سامنے	داغ	تم ہمارے سامنے ہو ہم تمہارے سامنے
داد کس کی دوں جو ہوں دونوں برابر سامنے	〃	وہ جب آتے ہیں تو آتا ہے مقدر سامنے
بند کرتے ہو جو ہاتھوں سے تم آنکھیں اپنی[1]	〃	کیا کہوں میں کہ میرا دھیان کہاں جاتا ہے
آپ اب میرا منہ نہ کھلوائیں	〃	یہ نہ کہئے کہ مدعا کہئے
دل میں[2] عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے	〃	ان حسینوں کی غضب نوک پلک ہوتی ہے
اس بہانے سے بہائے سرِ محفل آنسو	〃	کہدیا اون سے کہ آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے
جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوش ربا	〃	وہ قیامت ہے جو چلمن کی جھلک ہوتی ہے
سہمے جاتے ہیں ڈرے جاتے ہیں وہ عاشق سے[3]	〃	کمسنی ہے ابھی اس سن میں جھجک ہوتی ہے
جس نے سونگھی ہے وہ خوشبو کوئی اوس سے پوچھے	〃	باسی ہاروں کے جو پھولوں میں مہک ہوتی ہے
سادہ دل ہیں جو انہیں آئینہ رو کہتے ہیں	〃	آئینہ میں کہیں بجلی کی چمک ہوتی ہے؟
اس نزاکت پہ سنے کیا وہ کسی کی فریاد	〃	غنچہ چٹکا تو کہا سر میں دھمک ہوتی ہے
روح[4] کس مست کی پیاسی گئی میخانے سے	〃	مے اڑی جاتی ہے ساقی ترے پیمانے سے
بعد مردن بھی تعلق ہے یہ میخانے سے	〃	میرے حصہ کی چھلک جاتی ہے پیمانے سے
یہ[5] خاموشی تری اے دلربا کچھ اور کہتی ہے	〃	ادا کچھ اور کہتی ہے حیا کچھ اور کہتی ہے
سنوں کس کس کی میں یارب یقین کس کس کا ہو مجھکو	〃	کہ قاصد کا بیان کچھ ہے صبا کچھ اور کہتی ہے
بعد میرے کیوں نوید وصل یار آنے کو تھی	〃	وہ چمن ہی مٹ گیا جسمیں بہار آنے کو تھی
نہ سمجھا عمر گذری اوس بت خودسر کو سمجھاتے	〃	پگل کر موم ہو جاتا اگر پتھر کو سمجھاتے
شبِ فرقت تڑپنا داغ کا دیکھا نہیں جاتا	〃	گذر جاتی ہے ساری رات سارے گھر کو سمجھاتے
مٹے[6] نامیوں کے نشاں کیسے کیسے	〃	زمیں کھا گئی آسماں کیسے کیسے
نہ حکایت حکایت ہی میں رات گذری	〃	رہے تذکرے درمیاں کیسے کیسے
اطاعت میں اغیار خامی کریں گے	〃	ہمیں بندہ پرور، غلامی کریں گے
اس لئے وصل سے انکار ہے ہم جان گئے	〃	یہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گئے

[1] راسخ ۱۳۲ (قافیہ ۱۸۸ بہ تبدیل قافیہ) [2] شایق ۱۵۵ - جلال ۸۴ - [3] وزیر ۲۴۶ - اکبر ۴۷ -
[4] آزاد ۵۵ - [5] امیر ۳۶ - آتش ۲۲ (رند ۱۳۰ بہ تبدیل قافیہ)

وہ[1] آئے خندہ پیشانی کہیں سے	داغ	تبسّم ہے عیاں چینِ جبیں سے
بڑا[2] مزہ ہو جو محشر میں ہم کریں شکوہ	〃	وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

۲ شعر

دہقانی ۱۶۰

۱۷۷۷ - افزون

چھلک[3] رہا ہے تبسم سے اک حسین گماں	دہقانی	شکستِ توبہ کے انداز پائے جاتے ہیں
خدا کا گھر جسے کہتے ہیں وہ ہے میرا دل	〃	کہ جس میں سینکڑوں عالم سمائے جاتے ہیں

۳ - شعر

دلؔ شاہجہاں پوری ۱۶۱

۱۷۸۰ - افزون

پامال دل کے ذرّے عالم پہ چھا رہے ہیں	دلؔ	سب سے الگ یہ اپنی دنیا بسا رہے ہیں
سجدوں سے مدعا ہے کب آستاں پرستی	〃	ناصح مقدر اپنا ہم آزما رہے ہیں
گو لطفِ سیرِ گلشن اک خواب ہو چکا ہے	〃	میری نظر میں اب تک وہ مسکرا رہے ہیں

۱ - شعر

نواب بشیر جنگ دلؔ حیدرآبادی ۱۶۲

۱۷۸۱ - افزون

زندگی ہائے ایسے بیکس کی	دل	جس کا کوئی نہ ہو زمانے میں

ملک الشعراء خاقانیٔ ہند

۱۰۰ شعر

ذوقؔ ۱۶۳

۱۸۸۱ - افزون

شیخ محمد ابراہیم دہلوی

---

[1] میر - ۲۱ - عزیز ۱۷۴ - امیر ۳۷ - جلال ۸۳ [2] اکبر ۴۷ - [3] بہزاد - ۷۳ - جگر ۸۹ -

جنت[1] ہے زندگی میں زمانہ شباب کا	ذوق	پیری ہے پہلے مرگ سے ہونا عذاب کا
یوں لائے واں سے ہم دلِ صد پارہ ڈھونڈھ کر	"	دیکھا جہاں پڑا کوئی تنکا اُٹھا لیا
واعظ، شراب پینے سے کافر ہوا میں کیوں	"	کیا ڈیڑھ چلّو پانی میں ایمان بہ گیا
میرے طالع میں ہے کیا کام اے گردوں ستارے کا	"	چمک جانا ہے کافی آتشِ غم کے شرارے کا
لکھئے[2] او سے خط میں کہ "ستم اُٹھ نہیں سکتا"	"	پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اُٹھ نہیں سکتا
اتنا ہوں تری تیغ کا شرمندۂ احساں	"	سر میرا ترے سر کی قسم اُٹھ نہیں سکتا
کیوں[3] کہہ کے مُکرتا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا	"	کہہ جو تجھے کہنا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
ذوق کے مرنے کی سُن کر پہلے وہ کچھ رُک گئے	"	پھر کہا تو یہ کہا منہ پھیر کر "اچھا ہوا"
مذکور تری بزم میں کس کا نہیں آتا	"	پر ذکر ہمارا نہیں آتا نہیں آتا"
قسمت ہی سے لاچار ہوں اے ذوق وگرنہ	"	ہر فن میں ہوں میں طاق مجھے کیا نہیں آتا
گر[4] پڑا آگ میں پروانہ دمِ گرمیٔ شوق	"	سمجھا اتنا بھی نہ کمبخت کہ جل جاؤں گا"
کسی بیکس کو اے بیداد گر مارا تو کیا مارا	"	جو خود ہی مر رہا ہو اوس کو گر مارا تو کیا مارا
گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنے میں	"	اگر لاکھوں برس سجدہ میں سر مارا تو کیا مارا
اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر	"	آرام میں ہے وہ جو تکلف نہیں کرتا
نام[5] منظور ہے تو فیض کے اسباب بنا	"	پُل بنا، چاہ بنا، مسجد و تالاب بنا
سُرمۂ چشمِ غزالاں نہ بنا میں اے چرخ	"	کیا بنا خاک، "غبارِ دلِ احباب بنا"
تو اگر آپ کو دیکھے تو میری آنکھ سے دیکھ	"	اپنا آئینہ میرا دیدۂ پُر آب بنا
آہ کے ساتھ جو نکلا شررِ آتشِ دل	"	چرخ پر جا کے وہ خورشید جہاں تاب بنا
نام یوں پستی میں بالا تر ہمارا ہو گیا	"	جس طرح پانی کنوئیں کی تہ میں تارا ہو گیا
ہے بُرا تو ہی اگر آیا نظر تجھ کو بُرا	"	تو ہی اچھا ہے تجھے معلوم گر اچھا ہوا
اے[6] جواں بخت "مبارک تجھے سر پر سہرا	"	آج ہے یُمن و سعادت کا ترے سر سہرا
تا بنے اور نبی میں رہے اخلاص بہم	"	گوندھئے سورۂ اخلاص کو پڑھ کر سہرا

[1] آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - تشنہ ۲۰ - سودا ۱۳۷ - شایق ۱۵۴ - قلق ۱۹۳ - تسخیر ۱۵۵ - قانع ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - فیض ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - [2] داغ ۱۱۲ - مومن ۲۱۴ - [3] امیر ۳۴ - سودا ۱۳۷ - داغ ۱۱۳ - مائل ۲۲۳ (اثر ۵۸ بتبدیل قافیہ)
[4] امیر ۳۱ بہ تبدیل بحر - [5] اکبر ۴۱ - غالب ۱۸۰ - جلیل ۸۵ -

پی بھی جا ذوق نہ کر پیش و پس جامِ شراب	ذوقؔ	لب پہ تو بہ ترے دل میں ہوس جامِ شراب
کل[1] گئے تھے تم جسے بیمارِ ہجران چھوڑ کر	″	چل بسا وہ آج سب ہستی کا ساماں چھوڑ کر
طفلِ اشک ایسا گرا دامانِ مژگاں چھوڑ کر	″	پھر نہ اُٹھا کوچۂ چاکِ گریباں چھوڑ کر
بلبلیں ہوں صحنِ باغ سے دُور اور شکستہ پر	″	پروانہ ہوں چراغ سے دُور اور شکستہ پر
صفحۂ دہر پہ کیدل نہ ہوا ایک سے ایک	″	دل کے دو حرف ہیں سو وہ بھی جدا ایک سے ایک
پابند[2] جون دُخان ہیں پریشانیوں میں ہم	″	یارب ہیں کس کی زلف کے زندانیوں میں ہم
ہوتی نہ یادِ زلف تو خطِ شکستہ میں	″	لکھتے "الف" خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم
زنجیر میں بھی نالۂ زنجیر کی طرح	″	جوشِ جنوں سے رہتے ہیں جولانیوں میں ہم
پاکوبیوں کو مژدہ ہو زندان کو ہو نوید	″	پھر ہیں جنوں کے سلسلہ جنبانیوں میں ہم
دِکھلائیں روزِ حشر کو بین السطور سے	″	اپنے سیاہ نامہ کی طولانیوں میں ہم
مطلب سے اپنے کون ہے آگاہ جز خدا	″	جون خطِ سرنوشت ہیں پیشانیوں میں ہم
خط[3] پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب میں	″	کیا جانے لکھدیا اوسے کیا اضطراب میں
یاں لب پہ لاکھ لاکھ سخن اضطراب میں	″	واں ایک خامشی تری سب کے جواب میں
گذرتی عمر ہے یوں دورِ آسمانی میں	″	کہ جیسے جائے کوئی کشتی دُخانی میں
رکاوٹ خوب نہیں طبع کی روانی میں	″	کہ بوقساد کی آتی ہے بند پانی میں
احسان ناخدا کا اُٹھائے میری بلا	″	کشتی خدا پہ چھوڑ دوں لنگر کو توڑ دوں
چرخ کو کب یہ سلیقہ ہے جفاکاری میں	″	کوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری میں
ہم[4] اپنے جذبۂ دل کے اثر کو دیکھتے ہیں	″	وہ پہلے بزم میں دیکھیں کدھر کو دیکھتے ہیں؟
وہ روز ہم کو گذرتا ہے جیسے عید کا دن	″	کبھی جو شکل تمہاری سحر کو دیکھتے ہیں
بنا کے آئینہ دیکھے ہے پہلے آئینہ گر	″	ہنرور اپنے بھی عیب و ہنر کو دیکھتے ہیں
وقت[5] پیری شباب کی باتیں	″	ایسی ہیں جیسی خواب کی باتیں
دانہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہمکو	″	جز میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہم کو

[1] آتش ۲۱ - شہیدی ۱۴۹ - ناسخ ۲۲۹ - نصیر ۲۳۴ - نسیم ۲۳۹ - [2] بگرو ظہیر و مومن و حسرت ۸۹ - ۱۶۸ و ۲۱۵ و ۹۹ بتبدیل قافیہ
[3] اسیر ۳۲ - آباد ۲۴ - بحر ۶۸ - راسخ ۱۳۲ - شیفتہ ۱۴۹ - غالب ۱۸۱ - تعلق ۱۹۴ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ -
[4] غالب ۱۸۲ - [5] شاد ۱۵۱ بہ تبدیل قافیہ -

رندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو	ذوق	تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو
بجا کہے جسے عالم اُوسے بجا سمجھو	″	زبانِ خلق کو نقّارۂ خدا سمجھو
نفس کی آمد و شُد ہے نمازِ اہلِ حیات	″	جو یہ قضا ہو تو اے غافلو قضا سمجھو
عبث تم اپنی رکاوٹ سے منہ بناتے ہو	″	وہ آئی لب پہ ہنسی دیکھو مُسکراتے ہو
موت[1] ہی سے کچھ علاجِ دردِ فرقت ہو تو ہو	″	غسلِ میت ہی ہمارا غسلِ صحّت ہو تو ہو
ہو تو ہو آباد کیونکر یہ خراب آباد دل	″	عشقِ غارتگر اگر دنیا سے غارت ہو تو ہو
اب زباں پر بھی نہیں آتا کبھی الفت کا نام	″	اگلے مکتوبوں میں کچھ رسمِ کتابت ہو تو ہو
کہتے ایک جب سُن لے انسان دو	″	کہ حق نے زبان ایک دی کان دو
لیتے ہیں ثمر، شاخِ ثمرور کو جھکا کر	″	جھکتے ہیں سخی وقتِ کرم اور زیادہ
ہمکہ وہ تُرک کہ جس کے نہیں جفا کی پناہ	″	اور اس کی آہ کہ وہ کافر کہ بُن خدا کی پناہ
ترے کوچہ کو وہ بیمارِ غم دارالشّفا سمجھے	″	اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے، جفا کو ہم وفا سمجھے	″	اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت کے خدا سمجھے
حسابِ اصلا نہ پوچھو مجھ سے میرے دل کے زخموں کا	″	حسابِ دوستاں در دل، اگر وہ دلربا سمجھے
کل جہاں سے کہ اُٹھا لائے تھے احباب مجھے	″	لے چلا آج وہیں پھر دلِ بیتاب مجھے
رخصت اے زندانِ جنوں نجیر رکھڑکائے ہے	″	مُژدہ خارِ دشت پھر تلوا میرا کھجلائے ہے
سر بوقتِ ذبح میرا اون کے زیرِ پائے ہے	″	یہ نصیب جو "اللہ اکبر" لوٹنے کی جائے ہے
کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے	″	انسان وہ کیا نہ جو دلِ دلبر میں گھر کرے
الٰہی کس بگیہ کو مارا سمجھ کے قاتل نے شتی ہے	″	کہ آج کوچہ میں اس کے شورِ یا ربّی ذنبٍ قتلتنی ہے
بے محبت نہیں اے ذوق شکایت کے مزے	″	بے شکایت نہیں اے ذوق محبت کے مزے
تیغ ترا وچھی پڑی تھی گر پڑے، ہم آپ سے	″	دل کو قاتل کے بڑھانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
واں ہلے ابرو یہاں گردن پہ پھیری ہم نے تیغ	″	بات کا ایما بھی پانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
اک صدمہ دردِ سر سے میری جان پر تو ہے	″	لیکن بلائے یار کے زانو پہ سر تو ہے

[1] اسیر ۳۲ - ضامن ۱۶۳

کیا[1] غرض لاکھ خدائی میں ہوں دولت والے	ذوق	اُنکا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے
حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں بقدرِ وسعت	〃	تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے
نازہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق	〃	اوس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے؟
پاک رکھ اپنا دہن ذکرِ خدائے پاک سے	〃	کم نہیں ہرگز زباں منہ میں ترے مسواک سے
مزے[2] جو موت کے عاشق کبھو بیان کرتے	〃	مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
اگر یہ جانتے چُن چُن کے ہمکو توڑیں گے	〃	تو گل کبھی نہ تمنائے رنگ و بُو کرتے
نہیں[3] ثبات بلندیِ عزو شاں کے لئے	〃	کہ ساتھ اوج کے پستی ہے آسماں کے لئے
نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کہ یہ شئے	〃	عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جواں کے لئے
وہ مول لیتے ہیں جس دم کوئی نئی تلوار	〃	لگاتے پہلے مجھی پر ہیں امتحاں کے لئے
دشنام[4] ہو کے وہ ترش ابرو ہزار دے	〃	یاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اُتار دے
اے شمع تری عمر طبیعی ہے ایک رات	〃	ہنس کر گذار یا اسے رو کر گزار دے
پشّہ سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی	〃	جب قصدِ خون کو آئے تو پہلے پکار دے
اس جبر پر تو ذوق بشر کا یہ حال ہے	〃	کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے
سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے	〃	کون پھرتا ہے یہ مُردار لئے پھرتی ہے
بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے	〃	ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے
دردِ دل سے لوٹتا ہوں کسکو میرا درد ہے	〃	ہوں میں نقطِ درد جس پہلو سے اُٹھو درد ہے
الفت کا مزا جب کوئی مرجائے تو جائے	〃	یہ دردِ سر ایسا ہے کہ سر جائے تو جائے
گر درد ہے کھونا دلِ مضطر سے کسی کے	〃	پانی دو پلا گھول کے سر پر سے کسی کے
یاں[5] کے آنے کا مقرر تا صدا وہ دن کہے	〃	جو تو مانگیگا وہی دونگا خدا وہ دن کرے
مثالِ[6] بدر جو حاصل ہوا کمال مجھے	〃	گھٹا گھٹا کے فلک نے کیا ہلال مجھے
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی	〃	چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
لحد کو چاہیئے یوں پیر پشت خم دیکھے	〃	سراکو جیسے تھکا اونٹ دمبدم دیکھے

[1] میل ۸۷۔ [2] اختر ۵۹۔ [3] اثیر ۳۷۔ ظہیر ۱۶۹۔ غالب ۱۸۳۔ مومن ۲۱۷۔ فاضل ۲۵۲۔ [4] عیش ۱۷۰۔
[5] نصیر ۲۳۵۔ [6] داغ ۱۱۸۔

یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے	ذوق	زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
یوں پھریں آشفتہ حال اہلِ کمال افسوس ہے	"	اے کمال افسوس ہے تجھ پر کمال افسوس ہے
لائی حیات آئے قضا لے چلی چلے	"	اپنی خوشی نہ آئے نہ اپنی خوشی چلے
بہتر تو ہے یہی کہ نہ دنیا سے دل لگے	"	پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے
ہو عمر خضر بھی تو ہو معلوم وقتِ مرگ	"	ہم کیا رہے یہاں ابھی آئے ابھی چلے
کھل کے گل تو کچھ بہارِ جانفزا دکھلا گئے	"	حسرت اون غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے
ہم اور غیر اک جا دو تو ہم نہ ہوں گے	"	ہم ہوں گے وہ نہ ہوں گے وہ ہونگے ہم نہ ہونگے
اب تو گھبرا کے یہ کہتے ہیں کہ مر جائیں گے	"	مر کے بھی چین نہ پایا تو کدھر جائیں گے
آگ دوزخ کی بھی ہو جائے گی پانی پانی	"	جب یہ عاصی عرقِ شرم میں تر جائیں گے
تو بھلا ہے تو برا ہو نہیں سکتا اے ذوق	"	ہے برا وہ ہی کہ جو تجھ کو برا جانتا ہے
اور اگر تو ہی برا ہے تو وہ سچ کہتا ہے	"	کیوں برا کہنے سے اس کے تو برا جانتا ہے
کہتے ہیں ذوق آج جہاں سے گذر گیا	"	کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

ردیف ر

۱۰۰ شعر

نواب سیّد محمد خاں رند ۱۶۴

۱۹۸۱ - افزون

حور[۵] پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا	رند	سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا
دیدِ لیلےٰ کے لئے دیدۂ مجنوں ہے ضرور	"	میری آنکھوں سے کوئی دیکھے تماشا تیرا
اختیاری نہیں ہر بار بنے ایسی شکل	"	کچھ گیا صانعِ ایجاد سے نقشہ تیرا
تری رسوائی کے خونِ شہدا درپے ہیں	"	دامنِ یار بہ خدا ڈھاک لے پردا تیرا
آج مرجانے پہ راضی ہوں ترے سر کی قسم	"	ہو یقین مجھ کو اگر گور پہ آنا تیرا

۵ (۱۳۹۱ء جلیل ۸۶ بہ تبدیل قافیہ) ۶ ظہیر ۱۶۸ - رونق ۱۳۵ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ - فاضل ۱۹۲ - شوق ۱۵۵ کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ)

فلک کا جور و ستم اب نہیں سہا جاتا	رند	زمین کاش پھٹی جاتی میں سما جاتا
محیطِ دہر میں استادہ صورتِ کشتی	〃	دکھائی دیتا ہوں سب کو پہ ہوں چلا جاتا
کوئی یہ بڑھ کے میرے ساتھ والوں سے کہدے	〃	یہ ناتوان ہے پسِ قافلہ رہا جاتا
قریب آ گئے کیا اے جنوں بہار کے دن	〃	جو خود بخود ہے گریباں مرا پھٹا جاتا
ہماری آپکی بس آج سے ہنسی موقوف	〃	ذرا سی بات پہ غصہ ہے تم کو آ جاتا
وہ کروٹوں کا بدلنا تھا تاب و طاقت تک	〃	تیرے مریض سے اب تو نہیں ہلا جاتا
اللہ، دل کے داغ کو روشن رکھے سدا	〃	تو نے چراغِ گور بجھایا تو کیا ہوا
طریقِ عشق میں پیش آئے مرحلے کیا کیا	〃	معین، یاور و ناصر، رہا خدا دل کا
دمِ اخیر ہے بیچارہ جاں بلب ہے آج	〃	معاف کیجئے؟ ابتو کہا سنا دل کا
سکت[1] کہاں جو کرے تیرا ناتواں فریاد	〃	اُسے تو آہ کا یارا نہیں کہاں فریاد
گئیں جو حسرتِ دیدار لے کے دنیا سے	〃	کریں گی حشر کو آنکھوں کی پتلیاں فریاد
جہاں گیا میں گیا دام لیکے واں صیاد	〃	پھرا تلاش میں میرے کہاں کہاں صیاد
دکھایا کنجِ قفس مجھ کو آب و دانے نے	〃	وگرنہ دام کہاں، میں کہاں، کہاں صیاد
اداس دیکھ کے مجھ کو چمن دکھاتا ہے	〃	کئی برس میں ہوا ہے مزاجداں صیاد
ساقی[2] نہیں شیشہ میں مئے ہو شربا بند	〃	مینا میں کیا خضر نے یہ آبِ بقا بند
نکلے نہ کبھی دودِ جگر بے مددِ آہ	〃	بھرتا ہے دھواں گھر میں جو ہوتی ہے ہوا بند
موقوف ہوئے نالۂ دل گور میں اے رند	〃	منزل پہ پہونچکر ہوئی آوازِ درا بند
چھوٹیں[3] گے قبروں سے فوارے لہو کے قاتل	〃	جوش میں آئیگا خونِ شہدا میرے بعد
یاد رکھیے گا مجھی تک ہیں یہ سارے غمزے	〃	بھول جاؤ گے یہ سب ناز و ادا میرے بعد
اپنے مرنے کا اگر رنج مجھے ہے تو یہ ہے	〃	کون اٹھائیگا تیرے جور و جفا میرے بعد
پھر[4] لہو سرخ ہوا جسم میں کالا ہو کر	〃	رہ گیا اب کے برس بھی مجھے سودا ہو کر
مرتبہ پست ہوا عشق کا اعلیٰ ہو کر	〃	پھر وہی قطرہ کا قطرہ رہا دریا ہو کر

[1] وزیر ۲۴۵۔ [2] مومن ۲۱۵ بہ تبدیلِ قافیہ۔ [3] شایق ۱۵۴۔ علوی ۱۷۱۔ غالب ۱۸۰۔ فاضل ۲۵۲ گویا ۲۰۴۔ میر ۲۰۸۔ معین ۲۲۵۔ [4] بحر ۶۷۔ حفیظ ۱۰۰۔ داغ ۱۱۴ (نسیم ۲۳۶ بہ تبدیلِ قافیہ)

خاکساری نے یہ ترکیب سمجھائی ہے مجھے	رند	چوم لے اوس کے قدم نقشِ کفِ پا ہو کر
رات[1] گذری مجھے پھرتے ہوئے اندر باہر	〃	کبھی دالاں میں بچھایا کبھی بستر باہر
یاد میں روئے کتابی کے ہُوا ہوں تشریح	〃	ہیں رگیں جسم کی مثلِ خطِ مسطر باہر
قتل ہو کر بھی رہا خانۂ زنجیر سے اُنس	〃	دھڑ تڑپ کر گیا زنداں میں رہا سر باہر
میں وہ مجرم ہوں جہنم میں اگر جاؤں گا	〃	اہلِ دوزخ بھی کہیں گے مجھے "باہر باہر"
آپ[2] کو سو بار سانچے میں اگر ڈھلوائے شمع	〃	پرگدازی جسم کی تیرے کہاں سے لائے شمع
اور میں رازِ دنیازِ عشق سے واقف نہیں	〃	یہ تو دیکھا ہے سرِ پروانہ تھا اور پائے شمع
ہے[3] ایک پاؤں پہ استادہ سرو کیا باعث	〃	رواں ہے کس لئے آبِ رواں نہیں معلوم
نہ کر مزمتِ رندانِ خوش اے واعظ	〃	وہ کس کے حال پہ ہے مہرباں نہیں معلوم
ہمیشہ رہتا ہے برگشتہ راستبازوں سے	〃	خلاف ان سے ہے کیوں آسماں نہیں معلوم
مثالِ گردِ پسِ قافلہ ہوں سرگردان	〃	گیا کدھر کو میرا کارواں نہیں معلوم
حیف او عیسیٰ نفس تجھ کو خبر ملتی نہیں	〃	نبض اس بیمار کی دو دو پہر ملتی نہیں
غیر ممکن ہے کہ بے صندل لگائے دُور ہو	〃	دردِ سر کی بھی دوا بے دردِ سر ملتی نہیں
دیکھئے جس بے ہنر کو آج مالا مال ہے	〃	کون کہتا ہے کہ دولت بے ہنر ملتی نہیں
نہ دکھا رشکِ مسیحا اوسے ہر بار آنکھیں	〃	پھیر دیگا کوئی دم میں تیرا بیمار آنکھیں
مالکِ نوبت و نشاں تھے جو کل	〃	آج نوبت یہ ہے نشان نہیں
پھیرنا[4] حلق پہ خنجر تجھے کیا یاد نہیں	〃	کاٹ ڈال اپنا گلا آپ جو جلاد نہیں
بند کر اپنی زباں پھر نہیں دشمن کا خطر	〃	مرغِ تصویر کو اندیشۂ صیاد نہیں
مل رہے گا تجھے اک روز محبت کا صلہ	〃	ہو نہ مایوس مشقت تیری برباد نہیں
نہ ستا[5] در پہ پڑا رہنے دے کیا لیتے ہیں	〃	اے شہِ حسن غریبوں کی دعا لیتے ہیں
بہار[6] آئی کہاں اب رندِ دیوانہ گلستاں میں	〃	لپیٹے منہ پڑا ہوگا کسی جانب بیاباں میں
دمِ تزئیں جو افشاں اوس نے چھڑکا اپنی زلفوں کا	〃	نظر آنے لگے جگنو ہی جگنو سُنبلستاں میں

[1] نسیم ۲۳۶ - ناسخ ۲۲۹ - [2] (شاداں ۱۵۰ - امیر ۳۵ - یقین ۲۵۰ - سودا ۱۳۸ بہ تبدیل قافیہ)
[3] آتش ۲۱ - جلیل ۸۵ - (شاد ۵۳ بہ تبدیل قافیہ) [4] اکبر ۵۷ - تاج ۷۹ - ظہیر ۱۶۹ - حالی ۱۷۶ - [5] بحر ۶۸

دہانِ یار میں دیکھی زباں تو یہ خیال آیا	رند	کسی نے چھوڑ دی ہے لال مچھلی حوضِ کوثر میں
مثالِ شی[1] ترے افلاک کے سب تارے ہیں	"	جو ثوابت ہیں وہ اب چرخ کے سیارے ہیں
سُرمہ ہوتا ہے نگاہِ یار پہ بارانِ دنوں	"	ناتواں سے ناتواں ہے چشمِ بیمار انِ دنوں
مشق کر مشق کہ تا لُطفِ سخن پیدا ہو[2]	"	خود بخود شعر میں بیساختہ پن پیدا ہو
نیچی کر لیتے ہیں شرما کر دمِ گفتار آنکھ	"	بات بھی کرتے نہیں مجھ سے وہ کر کے چار آنکھ
آپ آ سکتے نہ تھے دن کو تو کیا رات نہ تھی	"	بس یہی کہیے کہ منظور ملاقات نہ تھی
کیا سبب آپ کے تشریف نہ لانے کا ہُوا	"	راستے بند نہ تھے شہر کے برسات نہ تھی
سانس دیکھی تنِ بسمل میں جو آتے جاتے	"	اور چرکا دیا حیلا دنے جاتے جاتے
سیر[3] کی خوب پھرے پھول چنے شاد رہے	"	"باغباں" جاتے ہیں گلشن ترا آباد رہے
جہاں[4] کے عیش و غمِ روزگار دیکھ چکے	"	جو دیکھتا تھا سو پروردگار؟ دیکھ چکے
جنوں نے خوب دکھائی بہارِ جیب و کنار	"	ہَوا میں اُڑتے ہوئے تار تار دیکھ چکے
نہ پہونچا ایک بھی ذرّہ تمہارے دامن تک	"	اُڑا کے خاک بھی ہم خاکسار دیکھ چکے
کلاہِ کج کو ہٹا کر دکھا دیا ابرو	"	قسم علیؓ کی کھچی ذوالفقار دیکھ چکے
کان[5] کھولے ہوئے گل گوش برآواز ہے آج	"	دردِ دل جو تجھے کہنا ہو سنا لے بلبل
دام میں پھنس کے نکلنا ترا ناممکن ہے	"	تا بمقدور پر و بال ہلا لے بلبل
خداوندِ ارض و سما ایک ہے	"	قسم ہے خدا کی خدا ایک ہے
برابر ہے اپنا وجود و عدم	"	ہماری بقا اور فنا ایک ہے
جنہیں کفر و الحاد کہتا ہے شیخ	"	فقط پھیر ہے راستہ ایک ہے
وعدے پہ تم نہ آئے تو کچھ ہم نہ مر گئے	"	کہنے کو بات رہ گئی اور دن گذر گئے
ہم آفتابِ بام ہیں یا ہیں چراغِ صبح	"	کیا اعتبارِ شام گئے یا سحر گئے
رو کر کہا جو میں نے کہ مرتا ہوں میری جاں	"	ہنس کر دیا جواب کہ "پھر کیوں نہ مر گئے"
پھولے پھلے نہ آ کے گلستانِ دہر میں	"	ہم وہ شجر ہیں باغ سے جو بے ثمر گئے

[1] عاشق ۱۷۱ بہ تبدیلِ بحر۔ [2] ناسخ ۲۳۱ بہ تبدیلِ قافیہ۔ [3] امیر ۳۶ - اکبر ۴۶ - حالی ۹۶ - جلال ۸۴ - شاد ۱۵۱
[4] قلق ۱۹۵ - [5] امیر ۳۵ - قلق ۱۹۴ -

نہ تڑپنے کی اجازت ہے نہ فریاد کی ہے	رند	گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی میرے صیاد کی ہے
بیڑیاں ہوگئیں سنت کی میرے حق میں جنوں	"	ہر برس پاؤں میں زنجیر پڑا کرتی ہے
ہجر کی رات کسی طور نہیں ٹلنے کی	"	توپ تا صبح قیامت بھی نہیں چلنے کی
ستم کیا کیا شبِ فرقت میں تو نے مجھ پہ توڑا ہے	"	سزا ہے تری اُو دل تجھ پہ جو کچھ ہو سو تھوڑا ہے
اُڑائیوں دھجیاں کرکے نہ تو میرے گریباں کو	"	"جنوں" کن فتوں سے میں نے اک اک تار جوڑا ہے
لُطف سے باغِ جہاں میں صورتِ شبنم رہے	"	ایک ہی شب گو رہے لیکن گلوں میں ہم رہے
وہ میرے دم توڑنے کی سیر اگر دیکھا کریں	"	حشر تک زندہ رہوں پر نزع کا عالم رہے
کیا[1] ملا عرضِ مُدعا کرکے	"	بات بھی کھوئی التجا کرکے
یوں نہ ٹھکراؤ مزارِ شہدا وقتِ خرام	"	لوگ کہتے ہیں بُرا تم کو انہیں چالوں سے
خدا[2] جانے لہو کس بے گنہ کا اس میں شامل ہے	"	ترے ہاتھوں کی مہندی سُرخ ہے خونِ کبوتر سے
لباس شال و زر لفیت اہلِ دولت کو مبارک ہو	"	غریبوں کی بھی کٹ جائیگی سردی ایک چادر سے
قافلے[3] یاروں کے ہر روز چلے جاتے ہیں	"	بستی ان لوگوں کی آخر کہیں بستی ہوگی
یاد رکھ دیکھ کے دنیا کے نشیب اور فراز	"	اب بلندی ہے جہاں پھر وہیں پستی ہوگی
مجھ بلا نوش کو تلچھٹ بھی ہے کافی ساقی	"	بھر دے چلّو میں جو ہو شیشہ میں باقی ساقی
جامِ جم چاہیئے رندوں کو نہ شاہی ساقی	"	سلطنت ہے ترے کوچہ کی گدائی ساقی
جام بھر بھر کے مئے ہوش ربا دے ساقی	"	آج اتنی تجھے توفیق خدا دے ساقی
مَت کیا جائیں کدھر دیر ہے کعبہ ہے کہاں	"	عُمر ساری تیری بھٹی میں گذاری ساقی
کوئی آفت تیرے میخانہ پہ آسکتی ہے؟	"	سب دعا گو ہیں یہ جتنے ہیں شرابی ساقی
ہیں یہ سارے جیتے جی کے واسطے	"	کون مرتا ہے کسی کے واسطے
بے کسی میرے لئے پیدا ہوئی	"	میں بنا ہوں بیکسی کے واسطے
ذرا[4] دیکھ عبرت سے سوتے ہیں غافل	"	مزاروں میں پہنے کفن، کیسے کیسے
خدا نے بنائے ترے گیسوؤں میں	"	خم و پیچ و زلف و شکن کیسے کیسے

[1] نسیم ۲۳۷۔ [2] حیدر ۱۰۲۔ جلیل ۸۷۔ صفی ۱۶۱۔ [3] شاد ۱۵۱۔ (جلیل ۸۷ بہ تبدیل بحر۔
[4] (آتش دامیر و داغ ۲۲۔۳۶۔۱۲۰ بہ تبدیل قافیہ)

رکھ[1] نظر اوس کی عطا پر تو خطا سے پہلے	رند	خوف کو دخل نہ دے دل میں رَجا سے پہلے
یوں نہ ٹھکراتے تھے تم گورِ غریباں کو کبھی	〃	بچکے چلتے تھے مزارِ شہدا سے پہلے
اس طرح پھیل کے سوتے تھے شبِ وصل کہیں کب	〃	تھوڑے تھوڑے ہوئے جاتے تھے حیا سے پہلے
تھی نہ پامالیٔ عشاق تمہیں مدِ نظر	〃	راہ کب چلتے تھے اس ناز و ادا سے پہلے
دیکھکر زار و زبوں چھوڑ نہ مجھکو سگِ یار	〃	لطف ان ہڈیوں کا پوچھ ہما سے پہلے
شباب باعثِ فسق و فجور ہوتا ہے	〃	گناہ مجھ سے ترا یا غفور ہوتا ہے
وہ بادہ نوش ہوں کہتے ہیں جس کو دریا نوش	〃	جو خُم چڑھاؤں تو کچھ کچھ سُرور ہوتا ہے

۴- شعر
۱۹۸۵- افزون

میر علی اوسط رشکؔ ۱۶۵

کھول کر زُلف کہا اژدرِ موسیٰؑ کیا ہے"	رشکؔ	ہاتھ چمکا کے وہ بولے "یدِ بیضا کیا ہے"
اُٹھ[2] گئے ہم سفرِ ہمنفساں سے پہلے	〃	چمن اپنا ہوا پامالِ خزاں سے پہلے
آدمی وہ ہے جو انجام نہ بھولے اپنا	〃	گور کی فکر ہو تعمیرِ مکاں سے پہلے
ذرا سے رنج میں ہم کو حلال کرتے ہو	〃	اسی سے کہتے ہیں غصّہ حرام ہوتا ہے

۲ شعر
۱۹۸۷- افزون

رَوِش صدیقی ۱۶۶

ہر چند جامِ مرگ بھی ہے راحت آفریں	روشؔ	اے دردِ زندگی ترا درمان کچھ اور ہے
بیتابیٔ خرد ہے نہ بیتابیٔ جنوں	〃	اے دوست رازِ چاکِ گریباں کچھ اور ہے

۲- شعر
۱۹۸۹- افزون

سید آلِ رضا رضاؔ (لکھنوی) ۱۶۷

[1] نجیح ۱۵۶- ظفر ۱۶۷- اعظم ۵۷- اسد ۶۰- [2] عجیب ۹۸- نجیح ۱۵۶- ظفر ۱۶۷- عالی ۹۶- حنیف ۱۰۱ رند ۱۳۱- نظیر ۱۶۹ امکیش ۲۲۴ جو بتبدیل قافیہ)

دل اگر کہنے میں ہوتا تو یہ دکھ کیوں ہوتا	رضا	ہے بغل ہی میں میرے دشمنِ جانی افسوس
بس اب تو تم نے محبت کا لے لیا بدلہ	〃	معاف کرنا جو تکلیف انتقام ہوئی

۱۳۔ شعر
۲۰۰۲۔ افزون
محمد عبدالرحمٰن راسخ (دہلوی) ۱۶۸

مرنے والوں کا الٰہی کہیں پردہ ڈھک جائے	راسخ	دھجیاں ہو کے پڑے لاش پہ دامن ان کا
کچھ تم بھی بولتے ہو چلا کوڑیوں کے مول	〃	نیلام کر رہا ہوں دلِ نا امید کا
بل[1] کی لینے لگیں زلفیں ترے رخساروں پر	〃	سانپ کے منہ میں کبھی ہوں کبھی انگاروں پر
چشم و ابرو کے شہیدوں کی دلا دیجئے نیاز	〃	تیر کے ٹکڑوں پہ ٹوٹی ہوئی تلواروں پر
دم[2] نہیں، جان، نہیں، حال نہیں، تاب نہیں	〃	درد پہلو سے اٹھے لیکے سہارا کس پر
کئے[3] شباب میں جتنے گناہ عفو ہوئے	〃	سنا ہے میں نے جوانی ہی خواب میں دخل
پرتو[4] فگن ہے عارضِ ساقی شراب میں	〃	دو آفتاب ڈوبے ہیں اک آفتاب میں
گذری سیاہ کاری میں یارب تمام عمر	〃	آدھی شباب میں کٹی آدھی خضاب میں
مجھ سے گناہگار کو دوزخ میں ڈال کر	〃	دوزخ کو ڈال رکھا ہے ناحق عذاب میں
قیامت[5] کی ہے برپا آئینہ میں عکسِ کاکل نے	〃	بلائیں لیتے جاتے ہیں پریشاں ہوتے جاتے ہیں
کس[6] کا وعدہ ہے میری جان کہاں جاتا ہے	〃	تیرے صدقے تیرے قربان کہاں جاتا ہے
کوچۂ زلف سے روکا ہے یہ کہکر دل کو	〃	بیٹھ کمبخت کہا مان کہاں جاتا ہے
خُم کے خُم پی کے بھی ہم نے تو نہ دیکھا زاہد	〃	کس طرح جاتا ہے ایمان کہاں جاتا ہے

۱۔ شعر
۲۰۰۳۔ افزون
شیخ غلام علی رسخ (عظیم آبادی) ۱۶۹

ہوئے ہیں ہم ضعیف اب دیدنی رونا ہمارا ہے	راسخ	پلک پر اپنی آنسو صبح پیری کا ستارہ ہے

[1] انیس ۲۷۔ [2] داغ ۱۱۴۔ [3] بحر ۶۸۔ [4] اسیر ۳۲۔ آباد ۲۴۔ شیفتہ ۱۴۹۔ ذوق ۱۲۳۔ غالب ۱۸۱۔ قلق ۱۹۴ مومن ۲۱۵۔ ناسخ ۲۳۰۔ [5] اکبر ۴۳۔ بیخود ۴۷۔ [6] داغ ۱۲۰۔ (نغمان ۱۸۸ بہ تبدیلِ قافیہ)۔

۳ - شعر
۲۰۰۶ - افزون

رضوان [۱۷۰]

اترائیں نگاہیں جو بڑھیں سوئے محمدؐ	رضوان	دل لوٹ گیا دیکھتے ہی روئے محمدؐ
اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آیا	〃	دیکھا جو کبھی آئینۂ روئے محمدؐ
خورشید کا جلوہ نہ تجلی ہے قمر کی	〃	پھیلی ہوئی ہے روشنیٔ روئے محمدؐ

۲ شعر
۲۰۰۸ - افزون

سید بندہ رضا رضا (بلگرامی) [۱۷۱]

ہوئی[۱] ایذا میں راحت ہے احسان دشمنِ جاں کا	رضا	لبِ زخمِ جگر پر لی جو چٹکی لگ گیا ٹانکا
زلیخا نے تو رسوائی میں کچھ باقی نہ رکھا تھا	〃	خدا پر وہ نہ رکھ لیتا اگر یوسف کے داماں کا

۱۲ - شعر
۲۰۲۰ - افزون

سید ریاض احمد ریاض خیرآبادی [۱۷۲]

نہ آیا ہمیں عشق کرنا نہ آیا	ریاض	مرے عمر بھر اور مرنا نہ آیا
ہیں پرانا ہوں ترا چاہنے والا اے دوست	〃	وہ بھی جلوے میری آنکھوں میں ہیں جب طور نہ تھا
روگ[۲] تھا، آزار تھا، اچھا ہوا جاتا رہا	〃	ایسے دل کا رخ کیا، جاتا رہا جاتا رہا
شرم ہے صبحِ شبِ وصل اور بھی دوگنی مگر	〃	شام کو جو تھا وہ انداز حیا جاتا رہا
ہنگامِ نزع، گریہ یہاں بیکسی کا تھا	〃	تم ہنس پڑے یہ وقت بھلا کیا ہنسی کا تھا
کھٹکتے ہیں نگاہِ باغباں میں	〃	جو ہیں دو چار تنکے آشیاں میں
کیا قیامت ہے میری قبر پہ وہ آتے ہیں	〃	اپنے سایہ کو جو چلتے ہوئے ٹھکراتے ہیں
ڈر[۳] ہے کہ اس نے خون کسی کا کیا نہ ہو	〃	اتنا بھی شوخ ہاتھ کا رنگِ حنا نہ ہو
وہ بھی یہ چاہتے ہیں ٹھہر جائے دل ذرا	〃	ہم بھی یہ چاہتے ہیں کہ ناوک خطا نہ ہو

[۱] آیا ۲۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - خلیل ۱۰۵ - قلق ۱۹۳ - خیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - نسیم ۲۳۵ - تراب ۷۹ - داغ ۱۱۳
[۲] آیا ۲۳ - امیر ۳۲ - جلال ۸۳ - [۳] صفی ۱۱۱ - ضامن ۱۶۲ - وزیر ۲۴۶ - میر ۲۰۹ -

ہٹا دے آئینہ او بے ضرورت دیکھنے والے	ریاض	تجھے کیا حق ہے ہم ہیں اسکی صورت دیکھنے والے
کوئی گناہ نہ کرتے شراب ہی پیتے	〃	یہ کیا کیا کہ گنہ تو کئے شراب نہ پی
رُخِ پُرنور میں جگہ تھی کہاں	〃	رکھنے والے کو دیکھئے تل کے

۱۔ شعر — رحمت اللہ خاں رحمت ۱۷۳

۲۰۲۱۔ افزون

عکسِ[1] ابرو مئے رنگیں میں نہیں ہے ساقی	رحمت	مچھلیاں تیر رہی ہیں ترے پیمانے میں

۲۔ شعر — امیر خاں رنگ ۱۷۴

۲۰۲۳۔ افزون

وہ[2] آئیں یا نہ آئیں موت کا آنا تو برحق ہے	رنگ	بہرصورت تجھے صحت دلِ بیمار ہوتی ہے
یہ ایوان و محل سب جیتے جی کے ہیں یقیں مانو	〃	پسِ مُردن وہی دو گز زمیں درکار ہوتی ہے

۷ شعر — غلام مصطفےٰ رسا ۱۷۵

۲۰۳۰۔ افزون

شعلہ دلِ پُرداغ کا آہوں سے ہوا تیز	رسا	یہ شمع جلا کرتی ہے دامانِ ہوا میں
وحشتِ[3] صیاد و خوفِ باغباں رکھتے نہیں	〃	ہم وہ بلبل ہیں چمن میں آشیاں رکھتے نہیں
جن کے دل گویا ہیں ان کے لب پہ ہے مُہرِ سکوت	〃	کہتے ہیں سب کچھ مگر منہ میں زباں رکھتے نہیں
وصل ہر چند ستمگر تجھے منظور نہیں	〃	گر خدا چاہے تو وہ دن بھی کوئی دُور نہیں
اس کو پی جائے یہ ہر ایک کا مقدور نہیں	〃	بادۂ عشق ہے یہ، بادۂ انگور نہیں
سب[4] خوبیاں ہیں قدرشناسی پہ منحصر	〃	اچھا وہی ہے آپ بس اچھا کہیں جسے
کیا[5] چڑھاؤ گے میری تربت پہ پھول		خاک بھی تم سے نہ ڈالی جائے گی

---

[1] شہیدی ۱۵۰۔ ماجد ۲۲۳۔ ناسخ ۲۳۱۔ [2] ناظم ۲۴۲۔ [3] انیس ۲۷ بہ تبدیل قافیہ۔
[4] جوش ۹۲۔ اختر ۵۲۔ اصغر ۵۳۔ ساحر ۱۲۶۔ غالب ۱۸۶۔ [5] اکبر ۴۵۔ جلیل ۸۶۔

۲- شعر — **رونق** ۱۷۶

۲۰۳۲- افزون

عفو[۱] ہو جائیں گی محشر میں خطائیں ساری	رونق	داورِ حشر کو دُونگا میں حوالہ تیرا
لے خبر جلد میری ناز سے سونے والے	〃	ہو گیا فرش زمیں چاہنے والا تیرا

۱- شعر — **محمد عبدالرزاق راشد** بی۔ سی پیس حیدرآبادی ۱۷۷

۲۰۳۳- افزون

ازل سے اوس کی مشقِ طاقتِ تیرآزمائی کو	راشد	بہ تعمیرِ سویدا تھی ضرورت اک نشانہ کی

۱- شعر — **سعادت یار خان رنگین** (دہلوی) ۱۷۸

۲۰۳۴- افزون

کیا کرتے ہو ناصح تم نصیحت رائگاں مجھکو	رنگین	اُسے بھی ایک دن تم جا کے سمجھاتے تو کیا ہوتا

۵- شعر — **نواب عباس یار جنگ رشید** (حیدرآبادی) ۱۷۹

۲۰۳۹- افزون

آپ[۲] کرتے ہیں وفا مجھ سے جفاؤں کے عوض	رشید	اس نئے انداز سے مجھکو نہ رسوا کیجئے
بہار آئے[۳] وہ عبرت فزا سماں نہ رہے	〃	وہ مسکرائیں تو دورِ خزاں خزاں نہ رہے
ہوا متیازِ بہار و خزاں اُسے کیونکر	〃	وہ بدنصیب، جسے پاسِ آشیاں نہ رہے
بلند اتنا تو معیارِ زندگی ہو جائے	〃	عدو بھی ہم سے کبھی دل میں بدگمان نہ رہے
جوشِ[۴] وحشت نے کہا بڑھ کے یہ دیوانوں سے	〃	"فصلِ گل آگئی" ہشیار گریبانوں سے"

۳ شعر — **حکیم ست گرو پرشاد رہبر** (حیدرآبادی) ۱۸۰

۲۰۴۲- افزون

زلف[۵] میں سے رُخِ زیبا نظر آتا ہے مجھے	رہبر	ابر سے چاند نکلتا نظر آتا ہے مجھے
کبھی شوخیٔ نگہ، اور کبھی تمکینِ حیا	〃	ان کی آنکھوں میں تماشا نظر آتا ہے مجھے
خواب میں دستِ حنائی کی جھلک دیکھی ہے	〃	خونِ ارمان کا ہوتا نظر آتا ہے مجھے

[۱] رند ۱۲۶- شوق ۱۵۵- ظہیر ۱۶۸- عاشق ۱۷۱- فاضل ۱۹۲- (کمپنی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ) وطن ۲۴۷-
[۲] اثر ۵۳- اسد ۵۶- آباد ۶۲- سعید ۱۴۴- سرور ۱۴۸- علی ۱۷۸- عابد ۱۷۸- مونس ۲۲۶- حیدر ۲۰۱- عابد ۱۷۸-
[۳] حیدر ۱۰۲- عالی ۱۷۶- علی ۱۷۸- عاجز ۱۷۸- مونس ۲۲۶- آباد ۶۲- اثر ۵۳- مزاج ۲۲۴- عاجز ۱۷۸- سعید ۱۴۵-
[۴] مہذب ۲۲۷- اکبر ۶۲- نظر ۲۴۰-

ردیف ز

منظہر علی زار ۱۸۱

۲ - شعر
۲۰۴۴ - افزون

چھوٹ[1] جاؤں غم سے ہر دم کے جو نکلے دم کہیں	زار	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں
یاد[2] آؤ گے تم اُس کی گلی سے جہاں مجھے	״	آرام جو یہاں ہے نہ ہوگا وہاں مجھے

زار ۱۸۲

۱ شعر
۲۰۴۵ - افزون

ہم[3] تو پڑھ لیتے ہیں منہ تیری طرف کر کے نماز	״	نہیں معلوم کہ کعبہ بھی ادھر ہے کہ نہیں

سیّد غلام محمّد زعم (حیدر آبادی) ۱۸۳

۲ شعر
۲۰۴۷ - افزون

اِس دل کے عوض اور کوئی دل مجھے دیدے	زعم	بندوں پہ الٰہی تیرے احسان بہت ہیں
قیس نے نالہ اگر مُنہ سے نکالا ہی نہیں	״	اتنی پھر بے چین لیلےٰ کس لئے محمل میں ہے

سیّد علی احمد زیرک (قنوجی) ۱۸۴

۷ شعر
۲۰۵۴ - افزون

درِ حضرتؐ پہ جبہ سائی ہے	زیرک	خوب تقدیر کی بن آئی ہے
دُور ملکِ عرب قضا نزدیک	״	نارسائی سی نارسائی ہے
گریۂ ہجرِ شاہ کے صدقے	״	فردِ عصیاں دُھلی دُھلائی ہے
وہ انوکھا گناہگار ہوں میں	״	میرے لینے کو رحمت آئی ہے
دل[4] ہلا دیتا ہے افتادِ محبت کا خیال	״	یاد آجاتی ہیں اگلی ٹھوکریں کھائی ہوئی

[1] نقیر ۲۳۸ - [2] درد ۱۰۹ - [3] اوباش ۲۹ (سودا ۱۲۸ بہ تبدیل قافیہ) [4] (امیر ۳۷ بہ تبدیل قافیہ)

اور کیا ہوتا حسینوں کی محبت کا مآل	زیرک	دل کا دل کھو بیٹھے رسوائی کی رسوائی ہوئی
لاش بلبل کی دھری ہے دفن کو گلزار میں	〃	چادرِ موجِ شمیمِ گل سے کفنائی ہوئی

ردیف س

۵۵ شعرا — مرزا محمد رفیع سودا ۱۸۵

۲۱۰۹ - افزون

میں دشمن جان ڈھونڈھ کے اپنا جو نکالا	سودا	سو حضرتِ دل "سلمہ اللہ تعالیٰ"
ٹوٹے[1] تری نگہ سے اگر دل حباب کا	〃	پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا
موجِ آتش ہے سیل آنکھوں میں	〃	شاید اس دل کا آبلہ پھوٹا
نہ جیا تیری چشم کا مارا	〃	نہ تری زلف کا بندھا چھوٹا
اس گلشنِ ہستی میں عجب دید ہے لیکن	〃	جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا
ہستی سے عدم تک نفسِ چند کی ہے راہ	〃	دنیا سے گذرنا سفر ایسا ہے کہاں کا؟
دکھاؤں گا تجھے زاہد اس آفت دیں کو	〃	خلل دماغ میں ترے ہے پارسائی کا
قطرہ[2] اشک ہوں پیارے میرے نظارے سے	〃	کیوں خفا ہو تے پل مارتے ڈھل جاؤں گا
لطف اے اشک کہ جوں شمع گھلا جاتا ہوں	〃	رحم اے آہِ شرر بار کہ جل جاؤں گا
جو گذری مجھ پہ مت اس سے کہو ہوا سو ہوا	〃	بلاکشانِ محبت پہ جو ہوا سو ہوا
اب تلک اشک کا طوفان ہوا تھا سو ہوا	〃	تجھ سے اے دیدۂ گریان ہوا تھا سو ہوا
دامن[3] صبا نہ چھو سکے جس شہسوار کا	〃	پہونچے کب اوس کو ہاتھ ہمارے غبار کا
نہیں ہلال فلک پر مہِ محرم کا	〃	چڑھا ہے چرخ پہ تیغا مصیبت و غم کا
زخم کا دل کے تر و تازہ ہے انگور سدا	〃	جاری رہتا ہے میری چشم سے ناسور سدا
جسکی ہم تیغ نگہ سے ہوئے گھائل یارب	〃	چشمِ زخم اوس سے زمانہ میں رہے دور سدا

---

[1] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - ذوق ۱۲۲ - شایق ۱۵۴ - قلق ۱۹۳ - قایم ۱۹۹ - منیر ۲۱۸ - کیفی ۲۰۱ - شیفتہ ۱۵۵ - ناسخ ۲۲۹ - [2] امیر ۳۴ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۹۳ - مائل ۲۲۳ - (اخیر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ)
[3] امیر ۳۴ - جلیل ۸۵ - شکر ۱۰۱ - ضاحک ۱۶۳ - قلق ۱۹۸ - مصحفی ۲۱۱ - نصیر ۲۳۳ - ولا ۲۴۷ -

ہے انھیں شوق کسو دل کے لہو پینے کا	سودا	دیکھتا ہوں تری آنکھوں کو میں مخمور سدا
ہوا[1] ہے داغ میرا دل انار کے مانند	"	جھڑے ہے آنکھ سے آنسو شرار کے مانند
ہر ایک پاٹ ہے دامن کا تختۂ گلزار	"	رواں ہے چشم سے خوں آبشار کے مانند
صدا نہ دل سے ہوی دیکھکر یہ میگوں چشم	"	تری نگاہ سے ٹوٹا خمار کے مانند
ہوی ہے عمر کہ ہم لگ رہے ہیں دامن سے	"	جھٹک نہ دیجیو پیارے غبار کے مانند
اشک[2] کے قطرہ سے نیساں کا اثر رکھتی ہے شمع	"	سر سے لیکر تا قدم سلک گہر رکھتی ہے شمع
کون ہے میرا بجز پروانۂ مرغ نامہ بر	"	شرح سے مکتوب کے میرے خبر رکھتی ہے شمع
غیر[3] کے پاس یہ اپنا ہی گمان ہے کہ نہیں	"	جلوہ گر ورنہ میرا یار کہاں ہے کہ نہیں
ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں	"	تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں
ہم سا تجھے تو ایک ہمیں تجھ سے ہیں کئی	"	جا دیکھ لے تو آپ کو آئینہ خانے میں
کسی کی مرگ پر ایدل نہ کیجیو چشم تر ہرگز	"	بہت سا روئے ان کو جو اس جینے پہ مرتے ہیں
خانۂ دل کہ ہو خون ہونے کا آئین جسمیں	"	ہے وہ اک بیت کہ سو معنی ہیں رنگیں جسمیں
وہ خط اوس روئے کتابی پہ بہم پہونچا ہے	"	سینکڑوں مشق ستم کے ہیں مضامین جسمیں
جی[4] تک تو دیکھ لے لوں جو ہو کارگر کہیں	"	اے آہ کیا کروں نہیں رکتا اثر کہیں
عداوت سے تمہاری کچھ اگر ہووے تو میں جانوں	"	بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو میں جانوں
نہ اندیشے کرو پیارے کہ شب ہے وصل کی تھوڑی	"	تم اپنی زلف کو کھولو سحر ہووے تو میں جانوں
کیفیت چشم اس کی مجھے یاد ہے سودا	"	ساغر کو مرے ہاتھ سے لینا کہ چلا میں
خوبوں میں دلدہی کی روش کم ہے میاں	"	خواہان جاں جو چاہو تو عالم بہت ہیں یاں
چشم ہوس اٹھائے تماشے سے جوں حباب	"	نادیدنی کی دید، بس اک دم بہت ہے یاں
اس درد دل سے موت ہو یا دل کو تاب ہو	"	قسمت میں جو لکھا ہے الٰہی شتاب ہو
جس[5] روز کسی اور پہ بیداد کرو گے	"	یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کرو گے
ہر ایک شئے میں سمجھ تو ظہور کس کا ہے	"	شرر میں روشنی شعلہ میں نور کس کا ہے

[1] قدر و ولی ۱۹۷ و ۲۴۴ بہ تبدیل قافیہ - [2] رند و امیر یقین و شاد ۱۲۵ - ۳۵ - ۲۵۰ - ۱۵۰ بہ تبدیل قافیہ -
[3] اوباش و زار ۲۹ و ۱۳۶ بہ تبدیل قافیہ - [4] کینی ۲۰۲ - [5] حسرت ۹۷ - میر ۲۱۰ -

عشرت[1] سے دو جہاں کی یہ دل ہاتھ دھو سکے	سودا	ترے قدم کو چھوڑ سکے، یہ نہ ہو سکے
میری آنکھوں میں تو رہتا ہے مجھکو کیوں رلاتا ہے	"	سمجھکر دیکھ لو، اپنا بھی کوئی گھر ڈوبا تا ہے؟
عیاں ہے شوق ملنے کا میرے نامہ کے کاغذ سے	"	کہ جب کھولے ہے تو اس کو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہے
بد[2] کہ ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے	"	اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے
گر ہو شراب، و خلوت و معشوق خوبرو،	"	زاہد، تجھے قسم ہے جو تو ہو تو کیا کرے
افعی[3] کو یہ طاقت ہے کہ اوس سے بسر آئے؟	"	وہ زلف سیہ اپنی اگر لہر پر آئے
گویا دل عاشق بھی ہے اک فیل سیہ مست	"	رکتا نہیں رو کے سے کسو کے جدھر آئے
سب سے کہے دیتا ہوں یہ کہدیں کہ پھر آنا	"	بالیں پہ میری شور قیامت اگر آئے
اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی چلے گئے	"	پھر پھر گل آ چکے، پہ صنم تم بھلے گئے
رستم سے بھلا کہ تو، سر تیغ تلے دھرے	"	"پیارے" یہ ہمیں سے ہو "ہر کارے و مرد"
جب[4] اس چمن سے چھوڑ کے ہم آشیاں چلے	"	اک ہمصفیر نے بھی نہ پوچھا "کہاں چلے"
غافل؟ ہماری آہ سے رہنا نہ بے خطر	"	کر غوف ایسی آہ سے جو بے کماں چلے
جرم کے عفو کی تدبیر بہت اچھی ہے	"	بے گنہ رہنے سے تقصیر بہت اچھی ہے
لیکے کعبہ سے کیا سیر میں میخانہ تک	"	خانۂ دل ہی کی تعمیر بہت اچھی ہے
سودا کی جو بالیں پہ گیا شور قیامت	"	خدام ادب بولے ابھی آنکھ لگی ہے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی	"	اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی
یہ چمن یونہی رہیگا اور ہزاروں جانور	"	اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے
چاک کو تقدیر کے ممکن نہیں کرنا رفو	"	سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے

سوز[5] ۱۸۶

۹ شعر

۲۱۱۸ - افزون

سر دیوان پر اپنے جو بسم اللہ میں لکھتا	سوز	بجائے مدّ بسم اللہ مدّ آہ میں لکھتا

[1] درد ۱۰۹ بہ تبدیل قافیہ۔ [2] سرشار ۱۴۶ - فانی ۱۹۱ - معین الدین ۲۲۱ - [3] مصحفی ۲۱۳ - [4] جلیل ۸۶ - (ذوق ۱۲۹ بہ تبدیل قافیہ)۔

عاشق ہوا اسیر ہوا مبتلا ہوا	سوز	کیا جانئے کہ دیکھتے ہی دل کو کیا ہوا
نہ لگے دردِ جدائی کو قیامت کا یہ رچ	〃	روزِ محشر کو نہ میری شبِ ہجراں سے ملا
کم نہیں ہوتا غبارِ خاطرِ جاناں ہنوز	〃	خاک سے میری جھٹکتا ہے کھڑا داماں ہنوز
یوں کھب رہا ہے گل کے کلیجہ میں خارِ حیف	〃	جیتی ہے عندلیب تو ابتک ہزار حیف
اور تو بس نہیں چلتا ہے رقیبوں کا وٹے	〃	سوز کے نام کو لکھ لکھ کے مٹا دیتے ہیں
امیدِ وصل جز طمعِ خام کچھ نہیں	〃	ہر صبح ہے قسم یہ قسم شام کچھ نہیں
کہوں اک بات میں تجھ سے اگرچی کی اماں پاؤں	〃	مجھے قربان ہونے دے ترے قربان جاؤں
مشل نے ہر استخواں میں سوز کی آواز ہے	〃	کچھ نہیں معلوم یارب سوز ہے یا ساز ہے

۴ شعر — سراج الدین دکھنی سراج ۱۸۷

۲۱۲۲ - افزون

اگرچہ بار ہے میرے سلام ہونے کا	سراج	کہاں ہے تاب مجھے ہمکلام ہونے کا
شربتِ زندگی اُسے ہے تلخ	〃	جس نے پایا مزا جُدائی کا
ڈوری نہیں ہے سُرخ تری چشمِ مست میں	〃	شاید چڑھائے خون کسی بے گناہ کا
وہ ظالم مجھکو جلتا دیکھکر اتنا نہیں کہتا	〃	کہ کیا ثابت قدم ہی کیوں نہ ہو آخر سراج اپنا

۵ - شعر — رجب علی سرور ۱۸۸

۲۱۲۷ - افزون

پھر اسر دل دُکھاتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو	سرور	پتہ خانہ بدوشوں سے نہ پوچھو آشیانے کا
لازم ہے سوزِ عشق کا شعلہ عیاں نہ ہو	〃	جل بجھئے اس طرح سے کہ پیدا دھنواں نہ ہو
گل خندہ زن ہے پہ چھے کرتی ہے عندلیب	〃	پھولی ہوی چمن میں کہیں زعفراں نہ ہو
دورنگی زمانہ کی مشہور ہے	〃	کہیں سایہ ہے اور کہیں نور ہے

لہ قند ۱۹۷ (مومن ۲۱۵ بہ تبدیل قافیہ) - لہ مومن ۲۱۶ -

للہ[1] الحمد ٹھکانے لگی محنت میری	سودا	طے ہوئی آج کی منزل میں مسافت میری

۲ شعر

میر محمد سجاد سجاد ۱۸۹

۲۱۲۹ - افزون

لیعقوب[2] کے جب عشق پڑا سر پہ ٹوٹ کر	سجاد	آنکھوں نے اوسکی رو دیا آخر کو پھوٹ کر
ماہرو بن یہ شمع محفل میں	″	جیسی روشن ہے سب پہ روشن ہے

۳ - شعر

سالک ۱۹۰

۲۱۳۲ - افزون

احباب عیادت کو میری آئے ہوئے ہیں	سالک	پر حال کچھ ایسا ہے کہ گھبرائے ہوئے ہیں
انکار ہم آغوشیٔ اغیار بجا ہے	″	گل میرے ہی بستر کے تو کھلائے ہوئے ہیں؟
تندرستی اگر نہ ہو سالک	″	تندرستی ہزار نعمت ہے

۲ - شعر

سعدی ۱۹۱

۲۱۳۴ - افزون

بہار آئی ہے بھر دے بادۂ گلگوں سے پیمانہ	سعدی	رہے لاکھوں ترا آباد میخانہ
نہ سمجھے کیونکر ہمارا اوس پری پیکر سے یار اندر	″	وہ بے پروا میں سودائی وہ تصویر میں دیوانہ

۲ - شعر

سکندر ۱۹۲

۲۱۳۶ - افزون

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارہ مارا	سکندر	جس کے لگتے ہی جگر ہو گیا پارا پارا
ہم نے پھینکی تھی کلی اوس کے طرف لالہ کی	″	اوس نے شوخی سے ہمیں پھول ہزارا مارا

[1] امیر ۳۶ - جلیل ۸۸　[2] جلال ۸۳ -

۲- شعر　پروفیسر وحید الدین سلیم ۱۹۳۰ء

۲۱۳۸- افزون

چشمۂ آب ہو تم سوتے ہو کیوں زیر زمین	سلیم	سنگِ خارا کے شگافوں سے اُبلنا سیکھو
آنچ سے رنج و مصیبت کی نہ کچھ خوف کرو	〃	موم کی طرح سے ہر سانچہ میں ڈھلنا سیکھو

۲۰ شعر　نشی درگا سہائے سرور جہان آبادی ۱۹۴۰ء

۲۱۵۸- افزون

کسی مستِ خواب کا ہے عبث انتظار سو جا	سرور	کہ گذر گئی شب آدھی دلِ بیقرار سو جا
یہ نسیم ٹھنڈی ٹھنڈی یہ ہوا کے سرد جھونکے	〃	تجھے دیر ہے ہیں لوری مرے غمگسار سو جا
یہ تری صدائے نالہ مجھے مُتہم نہ کر دے	〃	میرے پردہ دار سو جا میرے رازدار سو جا
نہ تڑپ زمین پہ ظالم تجھے گود میں اٹھالوں	〃	تجھے سینہ سے لگالوں تجھے کروں پیار سو جا
سکوتِ شام میں ہے جلوۂ بہارِ شفق	〃	کنول کے پھول ہیں یا زینتِ کنارِ شفق
کہاں وہ ذوقِ تماشا کہاں وہ اب بہار	〃	لہو کی بوند ہے اک دلمیں یادگارِ شفق
شباب ہٹ کہ میں طفلی کی نیند سو جاؤں	〃	"نسیم" دے مجھے لوری لبِ کنارِ شفق
رُلا نہ خوں میرے بچپن کو کھیل لینے دے	〃	ابھی سے شامِ جوانی نہ کر فشارِ شفق
وہ آنکھ ہوں کہ ہوں خونابہ ریز رنگِ نشاط	〃	وہ زخم ہوں میرے پہلو میں ہے مزارِ شفق
میں بزمِ دہر میں ہوں وہ حیرت طرازِ عشق	〃	ٹکڑے دل و جگر کے ہیں آئینہ سازِ عشق
رُسوا چمن میں شاہدِ گل ہو نہ عندلیب	〃	اے تنگ حوصلہ نہ کر افشائے رازِ عشق
ہر آئینہ میں عکس ہے اس کے جمال کا	〃	اہلِ نظر ہے شرط مگر امتیازِ عشق
سنتا ہوں بامِ یار کا پایہ بلند ہے	〃	گردوں پہ پھینکتا ہوں کمندِ درازِ عشق
میں بھی تپش فروش ہوں پروانہ بزم میں	〃	لیکن ہے ضبط مانعِ افشائے رازِ عشق
لگا رہا ہے حنا کون ترے ہاتھوں میں		رُلا رہی ہے مجھے خونِ آرزو تیری

کبھی ہے قصدِ حرم کا کبھی ہے عزمِ کنشت	سُرُور	کشاں کشاں لئے پھرتی ہے جستجو تیری
مَسَل سمجھ کے دلِ دردمند کو میرے	〃	کہ اس میں رہتی ہے "بیدرد" آرزو تیری
شباب جوش پر آیا پری جمالوں کا	〃	پڑی نگاہ میں تمکیں حیا کے دن آئے
بتوں نے ہاتھوں میں مہندی لگائی ساون کی	〃	شہید چونک اٹھے خونبہا کے دن آئے
"نسیم" چوم کے کہتی ہے منہ شگوفوں کا	〃	مئے نشاطِ تبسم فزا کے دن آئے

۳ شعر — سائل دہلوی ۱۹۵

۲۱۶۱ - افزون

زیادہ خوفِ رسوائی نہیں ہے سوزِ پنہاں میں	سائل	دھواں ہوتا ہے لیکن کم چراغِ زیرِ داماں میں
ہمیشہ پی کے مے جام و صُراحی توڑ دیتا ہوں	〃	نہ میرا دل ترستا ہے نہ فرق آتا ہے ایماں میں
یہاں تک تو نبھایا میں نے ترکِ مئے پرستی کو	〃	کہ پینے کو اٹھالی اور لی انگڑائیاں کھدی

۵ شعر — عاشق حسین رضؔ سیمابؔ اکبرآبادی ۱۹۶

۲۱۶۶ - افزون

نمودِ گل سے خاکِ گل تک اک دنیا بدلتی ہے	سیمابؔ	شمارِ انقلاباتِ گلستاں ہو نہیں سکتا
مذاقِ ضبط و قیدِ جبر سے مجبور ہوں اتنا	〃	کہ باوصفِ پریشانی پریشاں ہو نہیں سکتا
ہے[1] غارتِ چمن میں یقیناً کسی کا ہاتھ	〃	شاخوں پہ اُنگلیوں کے نشاں دیکھتا ہوں میں
سعیٔ آزادی بھی آزادی کی اک توہین ہے	〃	مجھ کو فطرت کی طرح آزاد ہونا چاہیئے
ہم تو آزادی میں اس دستور کے پابند ہیں	〃	حلقۂ زنجیر بھی آزاد ہونا چاہیئے

۱۲ - شعر — میر لیاقت علی رضؔ سیفؔ (حیدرآبادی) ۱۹۷

۲۱۷۸ - افزون

[1] وآغ ۱۱۲ و ظہیر ۱۶۸ و چکبست ۹۳ یہ بتدیل قافیہ - [2] (امن ۵۹ - جگر ۸۹، ۹۰ - حفیظ ۱۰۱ - سازؔ ۱۴۵ - مرجلد ۱۴۶ شہید ۱۵۷ یہ بتدیل قافیہ -

آنکھوں کو ان کی درد نے دل کا پتہ دیا	سیفؔ	چوروں سے مل کے بھیدی نے سب گھر لٹا دیا
جاگے نہ تا بحشر کبھی خفتگانِ خاک	〃	کس کا فسانہ کہہ کے اجل نے سلا دیا
پھرتے ہیں اے دل تو پھرنے دے تلاشِ زمین و یار[1]	〃	راہ پر آجائیں گے خود ایک دو ٹھوکر میں پاؤں
گر یونہی پھیلائے وحشت نے دلِ مضطر میں پاؤں	〃	رہ چکے آرام سے بس تا بکے اب گھر میں پاؤں؟
ٹھان کر نکلا ہوں جی میں اب نہ رکھوں گھر میں پاؤں	〃	ٹوٹ کر رہ جائیں یارب کوچۂ دلبر میں پاؤں
آرزوئیں کہتی ہیں مجھ کو کفن میں دیکھکر	〃	سوئے اب چین سے پھیلا کے اس چادر میں پاؤں
اے ہوس کب تک تلاشِ دولتِ دنیا تجھے	〃	پھرتے پھرتے تھک گئے کمبخت دنیا بھر میں پاؤں
ہوں غلامِ ساقیِ کوثر[2] پیوں بیگانہ خم کے خم	〃	سیفؔ کیا لغزش کریں گے ایک دو ساغر میں پاؤں
دل شگفتہ نہ ہوا بعد فنا بھی اپنا	〃	پھول تربت پہ ہیں دامانِ کفن خالی ہے
بتکدوں میں جو ترے حسن کے جلوے دیکھیں	〃	انگلیاں بت بھی اٹھائیں کہ خدا برحق ہے
بال کیا اوس نے سرِ راہ گذر کھول دیئے	〃	طائرِ ظلم کے صیاد نے پر کھول دیئے
ہاتھ رکھا نہیں سینہ پہ تسلی کے لئے	〃	اور ظالم نے مرے زخمِ جگر کھول دیئے

۱۱۔ شعر — نواب تراب یار جنگ رضؔ سعیدؔ (حیدرآبادی) — ۱۹۸

۲۱۸۹ - افزون

دیکھا[1] گیا نہ آپ سے "یہ اور بات ہے"	سعیدؔ	بسمل کا حال دید کے قابل ضرور تھا
خدا[2] کا شکر ہے آنسو ٹپک پڑتے ہیں آنکھوں سے	〃	مصیبت ٹوٹتے جب دیکھتا ہوں اپنے دشمن پر
ہم حوصلۂ دل کو اپنے خود آپ ہی سوا کرتے ہیں	〃	مرنے کا قرینہ یاد نہیں جینے کی تمنا کرتے ہیں
یاس کی نظریں بھی بستی کی طرف مائل تھیں	〃	جل رہا تھا آشیاں ہم آسماں دیکھا کئے
گلشن سے ہم گئے بھی تو کس آن بان سے	〃	اک آشیاں تھا وہ بھی جلا کر چلے گئے
اپنی[3] قسمت کا گلہ یا ان کا شکوہ کیجئے	〃	ہو گئے درد آشنا، نا آشنا، کیا کیجئے؟
آپ[4] نے کیں چار آنکھیں عاشقِ ناشاد سے	〃	مل گئیں موجیں تبسم کی لبِ فریاد سے

[1] غالب ۱۸۳ بہ تبدیل بحر۔ [2] صفی ۱۶۱ بہ تبدیل قافیہ۔ امیر ۳۲۔ [3] کیفی ۲۰۲۔ غالب ۱۸۱۔ گنج اثر ۵۳۔
اسد ۵۶۔ آباد ۶۲۔ رشید ۱۳۵۔ سرور ۱۴۸۔ حیدر ۱۰۲۔ علی ۱۷۸۔ حابد ۱۷۸۔ مونس ۲۲۶ [5] بیتاب ۷۵

کنایوں[1] اور اشاروں میں تم سے کہتا ہوں	سعید	جو صاف صاف کہوں لطفِ داستان نہ رہے
کسی طرح سے بھی گلشن کی خیر ہو یا رب	〃	رہے رہے نہ رہے "اپنا آشیاں" نہ رہے
تم میں اور مجھ میں جو ہے فرق تمہیں بتلا دوں	〃	"ہے تمنا کوئی" اور کوئی تمنائی ہے
پھینک دیتی ہے مکمل تری تصویر شباب	〃	ابتو معراج پہ ظالم تری انگڑائی ہے

۱ شعر — ساز ۱۹۹

۲۱۹۰- افزون

دل[2] بجھ رہا ہے، حال دگرگوں ہے اس گھڑی	ساز	تکمیلِ انتظار کئے جا رہا ہوں میں

۳ شعر — ساغر نظامی ۲۰۰

۲۱۹۳- افزون

اشاروں اشاروں میں کیا کہہ گئے وہ	ساغر	نگاہوں نگاہوں میں کیا ہو گئے ہم
تباہی بھی ہے اک نشانِ ہدایت	〃	لٹے اس قدر رہنما ہو گئے ہم
نظر کرم کی فراوانیوں پہ پڑتی ہے	〃	پھرا پنے دامنِ خالی کو دیکھتا ہوں میں

۳ - شعر — ساحر بریلوی ۲۰۱

۲۱۹۶- افزون

نہ[3] اب وہ درد کی شدت نہ اب جنوں ہے درماں کی	ساحر	ہوئی مدت کہ بستی لٹ گئی امید و ارماں کی
جنوں جس کو یہ نعمت بخش دے اس کا مقدر ہے	〃	یہ آزادی کا عالم اور یہ خاموشی بیاباں کی
خدا جانے یہ فصلِ گل میں کیا تاثیر ہوتی ہے	〃	بدل جاتی ہے صورت اندنوں میرے گریباں کی

۳ شعر — ساحر دہلوی ۲۰۲

۲۱۹۹- افزون

---

[1] ظ: ۵۳ - آباد ۶۲ - حیدر ۱۰۲ - رشید ۱۳۵ - عالی ۱۷۶ - علی ۱۷۸ - عاجز ۱۷۸ - مزاج ۲۲۴ - سعید ۱۴۵ موئس ۲۲۶ - [2] سردار ۱۴۶ - جگر ۹۰ - قدر ۲۰۰ - تاج ۷۹ - (امین وحفیظ وسیماب وشہید - ۵۹ - ۱۰۱ - ۱۲۳ - ۱۵۷ برتبدیل قافیہ) [3] آگاہ ۶۴ - اصغر ۵۲ - برتر ۷۱ - غالب ۱۸۵ - ضو ۱۶۵ -

آ حلقۂ رنداں میں مست مئے لا ہو جا	ساحر	ہستی سے گذر اے دل اور دم میں فنا ہو جا
پردہ در کوئی نہ تھا اور نہ در پردہ کوئی	〃	غیرتِ عشق نہ تھی عالمِ تنہائی تھا
کوئی[۵۱] حرم سے دیر سے منسوب ہے کوئی	〃	اک رہ گیا ہوں میں کہ تمہارا کہیں جسے

۱ شعر — ۲۲۰۰ - افزون — سُدرشن — ۲۰۳

تاروں[۵۲] کا گو شمار میں آنا محال ہے	سدرشن	لیکن کسی کو نیند نہ آئے تو کیا کرے؟

۳ شعر — ۲۲۰۳ - افزون — سید شاہ یحییٰ عالم سردار حیدر آبادی — ۲۰۴

وہ[۵۳] مسکرا رہے ہیں میرا حال دیکھ کر	سردار	سچ تو یہ ہے اسی سے جئے جا رہا ہوں میں
کیونکر نہ مسکرائیں میرے زخم ہائے دل	〃	تارِ نظر سے ان کو سئے جا رہا ہوں میں
سردار کیا بتاؤں گذرتی ہے کس طرح	〃	ہاں نام پر کسی کے جئے جا رہا ہوں میں

۷ شعر — ۲۲۱۰ - افزون — آغا سید صادق سروش لکھنوی — ۲۰۵

نظر ملا کے کسی سے اک آہ کر نہ سکا	سروش	گناہگار بھی ٹھہرا گناہ کر نہ سکا
گناہ کتنے ہی کرتا رہا بشکلِ ثواب	〃	کسی ثواب کو لیکن گناہ کر نہ سکا
حقیقت میں جس کا کنارا نہیں ہے	〃	وہ آنسو کا قطرہ ہے دریا نہیں ہے
رحمت[۵۴] کا سمندر کیا اُبلے اور ابرِ کرم کیا ناز کرے	〃	جب چشمِ ندامت سے گر کر اک اشک کا قطرہ ناز کرے
اِک بار اگر سر جھک جائے تقدیر بدل ہی کر اٹھے	〃	ایسا تو بنالے نقشِ جبیں جس نقش پہ سجدہ ناز کرے
اور کچھ اور کمال ہوئے لگا تیر مجھے	〃	دیکھنا ہے تری ہمت فلکِ پیر مجھے
دامنِ عفو میں پرسش کا مزہ بھی نہ ملا	〃	کھینچ کر لائی کہاں جرأتِ تقصیر مجھے

[۵۱] جوش ۹۲ - اختر ۵۲ - اصغر ۵۳ - رسا ۱۳۴ - غالب ۱۸۶ - [۵۲] سودا ۱۳۹ - معین الدین ۲۲۱ - فانی ۱۹۱
[۵۳] قدر ۲۰۰ - ساز ۱۴۵ - جگر ۹۰ - تاج ۷۹ - امین حزیں و سیماب و شہید ۵۹ - ۱۰۱ - ۱۴۳ - ۱۵۷ (بہ تبدیل قافیہ)
[۵۴] [illegible] ۵۴

۱ شعر　　**سحر** ۲۰۶

۲۲۱۱ - افزون

آہ[1] کرنا دلِ حزیں نہ کہیں		آگ لگ جائیگی کہیں نہ کہیں

۳ - شعر　　**محمد عظمت اللہ خاں سرمد** حیدرآبادی ۲۰۷

۲۲۱۴ - افزون

بُرا ہو بدنصیبی کا ملا کیا ہم کو گلشن میں	سرمدؔ	چنے تھے پھول وہ بھی ہو گئے سب خار دامن میں
خواب میں جلوہ کسی کا دیکھتے ہی جاگ اُٹھا	″	کھو گئی یوں دولتِ بیدار ہاتھ آئی ہوئی
مٹ چکا میں تجھ پہ لیکن یہ بتا دے تو مجھے	″	میری رسوائی ہوئی یا تری رسوائی ہوئی؟

۸ شعر　　**سید حسین سیفی** حیدرآبادی ۲۰۸

۲۲۲۲ - افزون

جانے والے بھی غربت میں جدا ہو جائیں گے	سیفی	رات کو جبتک کہ روشن شمع تھی پروانہ تھا
اُمید[2] ہی اُمید پہ ہر شخص ہے زندہ	″	دنیا میں کسی کو بھی نہیں کل کی خبر آج
طور[3] پر موقوف کیا ہے قابلیت چاہیئے	″	شاہدِ مقصود کا جلوہ کہاں ہوتا نہیں؟
بڑھائیں[4] گے جو شان و شوکت زیادہ	″	وہ آخر اُٹھائیں گے خفت زیادہ
جو سنتے نہیں ہیں بڑوں کی نصیحت	″	وہ سہتے ہیں آخر مصیبت زیادہ
اب[5] وہ کترا کے چلے جاتے ہیں اللہ اللہ	″	دیکھتے تھے جو عنایت کی نظر سے پہلے
حقارت سے غریبوں کو تو نگر کیوں نہ دیکھیں گے	″	بلندی سی ہر اک شئے جب نظر آتی ہو چھوٹی سی
مذاق حد سے زیادہ نہ کیجئے کہ کہیں	″	ہنسی ہنسی میں ہنسی چار میں نہ ہو جائے

۵ شعر　　**میر عابد علی سعید** حیدرآبادی ۲۰۹

۲۲۲۷ - افزون

[1] آہیر ۳۵ - داغ ۱۱۶ - شایق ۱۵۵ - [2] خلیق ۱۰۱ - [3] اکبر ۴۳ - [4] عالی ۹۶ - داغ ۱۱۷ -
[5] عالی ۹۶ - ظہیر ۱۶۹ - جیب ۹۸ - قدیر ۲۰۰ - میکش ۲۲۴ - حفیظ ۱۵۱ -

آئیں[۱] کیوں ہچکیاں نہیں معلوم	سعید	کون ہے مہرباں نہیں معلوم
خود بخود جھک گئی جبینِ نیاز	〃	کس کا ہے آستاں نہیں معلوم
یاد اتنا ہے برق چمکی تھی	〃	کیا ہُوا آشیاں نہیں معلوم
سرِ محفل دلِ تنہا پہ ہنسی آتی ہے	〃	مجھ کو اس غنچۂ صحرا پہ ہنسی آتی ہے
ہاں ترا وعدۂ فردا تھا کبھی وجہِ حیات	〃	اب اوسی وعدۂ فردا پہ ہنسی آتی ہے

۵ شعر

سیّد محی الدین بی اے بی ٹی سیفؔ حیدرآبادی ۲۱۰

۲۲۳۲-افزون

عیش میں جس نے عمر گذاری لذّتِ غم وہ کیا جانے	سیفؔ	کشتی جب تک غرق نہ ہو اندازۂ طوفاں کیا ہوگا
جامۂ[۲] تن سے نکل جاؤں مگر ڈرتا ہوں	〃	چاک ہوجائے نہ پردہ کہیں رسوائی کا
کیا پھول ہی میں جذبِ محبت ہے الٰہی	〃	ہر شاخ پہ کیوں شورِ عنادل نہیں ہوتا؟
ہر شخص کی آبرو جو سمجھے	〃	دنیا میں اسی کی آبرو ہے
یہ سمجھ کر وہ بخشش دیتا ہے	〃	آدمی سے قصور ہوتا ہے

۱ شعر

سرورؔ حیدرآبادی ۲۱۱

۲۲۳۳-افزون

دید سے پہلے شعورِ دید پیدا کیجئے	سرورؔ	وادیٔ ایمن ہے موسیٰؑ پا برہنہ کیجئے

ردیف ش

شہرتؔ ۲۱۲

۲ شعر

۲۲۳۵-افزون

[۱] ۶۳-[۲] ۲۰۸-۱۸۰-بتبدیل قافیہ ۵۲-آبا ۲۲-آتش ۳۰-اسیر ۳۱-ثاقب ۸۰
خسن ۱۰۰-[۳] ۵۳-اسد ۶۰-آزاد ۶۱-رشید ۱۳۵-علی ۱۷۸-مونس ۲۲۶-عابد ۱۷۸-حیدر ۱۰۲
سعید ۱۴۴-

کفر و دیں میں تھا نہ کچھ جھگڑا بجز بندِ نقاب	شہرت	اس کے کھلتے ہی یہ کار مشکل آساں ہو گیا
پہلے دعوائے خدائی اوس بتِ کافر کو تھا	״	کچھ درستی پر جو آج آیا تو انساں ہو گیا

۶ شعر　نوابؔ مصطفےٰ خاں شیفتہؔ ۲۱۳

۲۲۴۱ - افزون

آرام[1] سے ہے کون جہانِ خراب میں	شیفتہ	گل سینہ چاک اور صبا اضطراب میں
سب اس میں محو اور یہ سب سے علٰحدہ	״	آئینہ میں ہے آب نہ آئینہ آب میں
معنی کی فکر چاہیئے صورت سے کیا حصول	״	کیا فائدہ ہے موج اگر ہے سراب میں
رہ جائے کیوں نہ ہجر میں جان آکے لب تلک	״	ہے آرزوئے بوسہ پیغام اب تلک
آجائے کاش موت ہی تسکین نہ ہو نہ ہو	״	ہر وقت بیقرار رہے کوئی کب تلک؟
شاید[2] اسی کا نام محبت ہے شیفتہ	״	اک آگ سی ہے سینہ کے اندر لگی ہوئی

۲۲ شعر　کرامت علی خاں شہیدیؔ ۲۱۴

۲۲۶۳ - افزون

اودھر[3] اللہ سے واصل ادھر بندوں میں بھی شامل	شہیدی	خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف شدّد کا
خدا منہ چوم لیتا ہے شہیدی کس محبت سے	״	زباں پر میری جس دم نام آتا ہے محمدؐ کا
سنگ گر سینہ میں اوس کے عوض دل ہوتا	״	کارِ عشاق نہ اس مرتبہ مشکل ہوتا
عام ہیں اوس کے تو الطاف شہیدی سب پر	״	تجھ سے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا؟
عار شاگردی سے ہو جس حاملِ بے عقل کو	״	تا قیامت وہ نہ پائیگا لقب استاد کا
میری[4] مرقد پہ کہا کس نے قیامت ہے قریب	״	یاد آ کر تیری رفتار نے سونے نہ دیا
وصل[5] کی شب اٹھ چلا وہ مجھکو حیران چھوڑ کر	״	چاند سے چہرہ پہ زلف عنبر افشاں چھوڑ کر
دیدۂ عبرت سے گورستان کی جانب کر نگاہ	״	خاک پر سوتے ہیں کیا کیا قصر والے چھوڑ کر

[1] اثیر ۳۲ - آباد ۲۴ - بحر ۱۸ - ذوق ۱۲۳ - راسخ ۱۳۲ - غالب ۱۸۱ - قلق ۱۹۴ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳
[2] ضامن ۱۶۳ - [3] امیر ۳۳ - قلق ۱۹۳ - فاضل ۲۵۷ - ناسخ ۲۲۸ - [4] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - تراب ۷۶
جیب ۹۸ - شوکت ۱۵۷ - گریا ۲۰۳ - مہین ۲۲۵ - ناسخ ۲۲۹ - [5] آتش ۲۱ - ذوق ۱۲۳ - ناسخ ۱۲۹ -

اوس کی تصویر شب و روز رہی سینہ میں — شہیدی
عکس زائل نہ ہوا آکے اس آئینہ میں

ظلم و جفا کا طور و طرز آنکھوں دکھا دیا کہ یوں — 〃
ہر وفا کے باب میں منہ سے نہ کچھ کہا کہ یوں

بس[1] کہ تجھی پر ہے نگہ اوس کے پری خانے میں — 〃
اس قدر ہوش ابھی ہیں ترے دیوانے میں

میری میت سے یہ نفرت ہے کہ ہر ایک سے آپ[2] — 〃
پوچھتے ہیں "کہو کیا دیر ہے لیجانے میں"

آیا تھا عیادت کے لئے یار کئی دن — 〃
میں کیوں نہ رہا اور بھی بیمار کئی دن

خم[3] میں اکسیر بھرے پیر مغاں رکھتے ہیں — 〃
چاہتے ہیں جسے تازیست جواں رکھتے ہیں

شورِ محشر کو سمجھتے ہیں فسانہ اپنا — 〃
سخت بیدار عجب خواب گراں رکھتے ہیں

اسی دو سطر میں ہو ختم کتاب آداب — 〃
لبِ خاموش مرے طرفہ بیاں رکھتے ہیں

ایسی آساں جان لی جانکی مہمانی خلیلؑ — 〃
باندھنا آنکھوں میں پٹی شرطِ قربانی نہ ہو

جی[4] چاہے گا جس کو اُسے چاہا کریں گے — 〃
ہم عشق و ہوس کو کبھی یکجا نہ کریں گے

کیوں دل سے نہ مٹ جائیگا اندیشۂ حرماں — 〃
جب ہم نے یہ ٹھانی کہ تمنا نہ کریں گے

یہ نئی چھیڑ نکالی ہے کہ ظالم صیاد — 〃
رکھتے ہیں مرغِ گرفتار کے پر میں کانٹے

بولنا ہجر کی شب چھوڑ دیا کیوں یارب — 〃
پڑ گئے کیا دہنِ مرغِ سحر میں کانٹے؟

ہائے وہ سرو خراماں تھا جہاں آٹھ پہر — 〃
نظر آتے ہیں اُگے اب اسی گھر میں کانٹے

۷ شعر — راجہ بہادر چندو لعل شاداں حیدرآبادی ۲۱۵

۲۲۷۰ - افزون -

لالچ ہے بُری چیز خبردار ہو شاداں — شادؔاں
جان اپنی گنواتی ہے مگس میٹھے کی لالچ

نہ اس کی ہے ہوس بہتر نہ اوسکی ہی ہوس بہتر — 〃
جو اوس کی یاد میں گذرے وہی ہے اک نفس بہتر

کیا کسی[5] کے عارضِ روشن سے شرماتی ہے شمع — 〃
پردۂ فانوس سے باہر نہیں آتی ہے شمع

آپ سے کیا عزیز ہے ہمکو — 〃
دل تو دیتے ہیں اور جو تم؟

شکل[6] ہستی سراب کی سی ہے — 〃
بے ثباتی حباب کی سی ہے

---

[1] غالب ۱۸۱ - [2] ناسخ ۲۳۱ - ماجد حسن ۲۲۳ - رحمت ۱۳۴ - [3] ناسخ ۲۳۱ - [4] ضامن ۱۶۳ - توفیق ۷۸ - مومن ۲۱۷ - [5] امیر ۳۵ - یقین ۲۵۰ (سودا و رند - ۱۳۸ و ۱۲۸ - بہ تبدیل قافیہ) میر ۲۱۰ -

جس وقت اشارہ وہ کیا جان گئے ہم	شادان	منشاء تھا کہ قربان ہو قربان گئے ہم
کہاں ہے چال صبا کی ترے چلن کی سی	〃	نہیں ہے غنچہ میں تنگی تیرے دہن کی سی

۱۱ شعر

۲۲۸۱-افزون　　ستمین السلطنت **شاد** مہاراجہ بہادر کشن پرشاد (حیدرآبادی) ۲۱۶

مجھے اس گلشن عالم میں ملا کب آرام	شاد	پھول اس باغ کا کب حق میں مرے خانہ تھا
اب جواں ہو کے بھی ہے وصل سے تجھکو انکار	〃	بھولی باتیں نہیں جاتیں تیری نادان ابتک
جاں نثاروں میں ترے عمر گذاری شاہا	〃	ہم وفادار رہے تابع فرمان ابتک
پیمبروں میں کوئی ایسا انتخاب نہیں	〃	حضور احمد مختار کا جواب نہیں
ظاہر ہے ذرہ ذرہ میں وہ مثل آفتاب	〃	واعظ؟ بتا دے مجھ کو کہ کس جا خدا نہیں؟
قیامت یوں بپا کی ہے اٹھوں نے آج محفل میں	〃	میرے پہلو سے اٹھکر متصل دشمن کے بیٹھے ہیں
روز ہوتا ہے وعدۂ فردا	〃	روز روز شمار کی باتیں
قافلے سینکڑوں یاں سے جو چلے جاتے ہیں	〃	آخر اونکی کہیں بستی بھی تو بستی ہوگی
دیکھکر ابر و ہوا اور گھٹا ساون کی	〃	روح میخواروں کی مرقد میں ترستی ہوگی
یاد جس بت کی میرے دل سے بھلائی نہ گئی	〃	بھول جانا ہی میرا کاش اوسے یاد رہے
شریعت میں احمد ہے بندہ خدا کا	〃	حقیقت میں واللہ اعلم وہ کیا ہے

۵ شعر

۲۲۸۶-افزون　　مسٹر دانیال سقراطیس **شکر** نیشنل گارڈ ۲۱۷

ہندی شب وصال لگائی ہے یار نے	شکر	گل ہوگیا چراغ شب انتظار کا
تم بھی اسی طرح سے جگر میں ہو جانشیں	〃	جیسے نہاں انار میں دانہ انار کا
پہنچا ہے بعد مرگ فلک پر میرا غبار	〃	رتبہ بلند خاک میں ہے خاکسار کا

۱ جلیل ۸۶-حفیظ ۱۰۳　۲ امیر ۳۵-داغ ۱۱۵-شایق ۱۵۵-۳ ذوق ۱۲۳ بہ تبدیل قافیہ) ۴ رند ۱۳۰ (جلیل ۷، ۸ بہ تبدیل بحر)　۵ امیر ۳۶-آکبر ۴۶-حالی ۹۶-رند ۱۲۹-جلال ۸۴-۶ امیر ۳۴-جلیل ۸۵-سودا ۱۲۶-ضامن ۱۶۳-قلق ۱۹۴-مصحفی ۲۱۱-ولا ۲۴۷-نصیر ۲۳۳-

زمین[1] و آسماں کے درمیاں ہے	شکر	مُعلّق مُرغِ دل کا آشیاں ہے
اُٹھالوں کوہِ غم مثلِ پرِ کاہ	〃	مگر سر دوش پر بارِ گراں ہے

۱۱ شعر

شمس العلماء شبلی محمد نعمانی ۲۱۸

۲۲۹۷ء افزون

تیرِ قاتل کا یہ احساں رہ گیا	شبلی	جائے دل سینہ میں پیکاں رہ گیا
کی ذرا دستِ جنوں نے کوتھی	〃	چاک آکر تا گریباں رہ گیا
حسن چمکا یار کا اب آفتاب	〃	اک چراغ زیرِ داماں رہ گیا
پوچھتے کیا ہو جو حالِ شبِ تنہائی تھا	〃	رخصتِ صبر تھی یا ترکِ شکیبائی تھا
اثر کے پیچھے دلِ حزیں نے سُراغ چھوڑا نہیں کہیں کا	〃	گئے ہیں نالے جو سوئے گردوں تو اشک نے رخ کیا زمیں کا
وہی لڑکپن کی شوخیاں ہیں وہ اگلی ہی سی شرارتیں ہیں	〃	سیانے ہو گے تو ہاں بھی ہو گی ابھی تو سن ہے نہیں نہیں کا
حکومت پر زوال آیا تو پھر نام و نشاں کب تک	〃	چراغِ کشتۂ محفل سے اُٹھیگا دُھواں کب تک
قبائے سلطنت کے گر فلک نے کر دئے پرزے	〃	فضائے آسمانی میں اُڑینگی دھجیاں کب تک
حرم کی سمت بھی صیدافگنوں کی جب نگاہیں ہیں	〃	تو پھر سمجھو کہ مُرغانِ حرم کے آشیاں کب تک
ضعف میں بھی یہ میرے تیرِ فغاں میں زور ہے	〃	روک لے اس کو کہاں یہ آسماں میں زور ہے
اب بھی آجاتی ہے کالج سے خوشامد کی صدا	〃	جا چکا قافلہ اب بانگِ جرس باقی ہے

۳۰ شعر

سید محمد علی شاد عظیم آبادی ۲۱۹

۲۳۲۷ء۔ افزون

رہے دل بستگی غم سے بڑھے سوز و گداز اوس کا	شاد	گرہ کھل جائیگی دل کی تو کھل جائیگا راز اوس کا
حُدی خوانوں کی تیرے بارِ خاطر ہو تو ہو لیلے	〃	اُٹھاتے ہیں مزا صحرا نوردانِ حجاز اوس کا
نہ چھوڑے جستجوئے یار، خضرِ شوق سے کہدو	〃	کسی دن خود لگا لے گی پتہ عمرِ دراز اوس کا

[1] ۲ تشر، ۲۲ ۔ منظر ۶۹ ۔ ناسخ ۲۳۳ ۔ بندہ ۶۵ ۔ مای ۱۷۶ ۔ [2] بیدل ۷۰

کچھ کہے جاتا تھا غرق اپنے ہی افسانہ میں تھا	شاد	مرتے مرتے ہوش باقی تیرے دیوانہ میں تھا
دُرد دینا ہے جو ساقی تو تردد کیا ہے	″	جام پر دامن تر رکھ کے ذرا چھان لیا
اب بھی ایک عمر پہ جینے کا نہ انداز آیا	″	زندگی چھوڑ دے پیچھا میرا میں باز آیا
مطمئن کیونکر نہ ہوں آسودگانِ کوئے دوست	″	آرزو دل میں ہے دل آنکھوں میں آنکھیں سوئے دوست
خط گلے پر پڑ چکا تھا خون دیتی تھیں گئیں	″	وائے حسرت کس جگہ آکر تھکا بازوئے دوست
تو بڑا عاقل ہے ناصح تو ہی سمجھا دے مجھے	″	کون شے رہ رہ کے دل کو کھینچتی ہے سوئے دوست
کیسا وہ دل کہ جس میں نہ ہو جا گزیں خلوص	″	وہ دوست کیا کہ جس کو نہ ہو اعتبارِ دوست
آنکھیں لگی ہیں در سے تڑپتی ہے تن میں روح	″	دلکش ہے وصلِ دوست سے بھی انتظارِ دوست
کیونکر مسافرانِ عدم کی چڑھیں نہ سانس	″	رہ رہ کے کھینچتی ہے ہوائے دیارِ دوست
اسیر[1] جسم ہوں میعادِ قید لا معلوم	″	یہ کس گناہ کی پاداش ہے نہیں معلوم
سُنی شکایتِ ہستی تو درمیان سے سُنی	″	نہ ابتدا کی خبر ہے نہ انتہا معلوم
ان[2] کے سونے کی ادائیں ہیں کچھ ایسی دلکش	″	یوں شبِ وصل وہ سوئے کہ جگا بھی نہ سکوں
رندوں کا بھی لحاظ ہے ساقی کا بھی خیال	″	پی لیتے ہیں اٹھا کے کبھی چھاتے نہیں
تماشہ[3] ہے کہ دکھ دینے کا بھی الزام ہے تجھ پر	″	مزا یہ ہے کہ سر دُکھ میں تجھی کو یاد کرتے ہیں
تمناؤں میں اُلجھایا گیا ہوں	″	کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں
دلِ مضطر سے پوچھ اے رونقِ بزم	″	میں آپ آیا نہیں لایا گیا ہوں
لحد میں کیوں نہ جاؤں منہ چھپائے	″	بھری محفل سے اُٹھوایا گیا ہوں
نہ دوست اور نہ کسی کا کوئی عدو نکلے	″	اگر یہ نقش مٹا دیں تو تو ہی تو نکلے
ہر ایک ذرہ ہے شاہد میری شہادت کا	″	جہاں کی خاک کریدیں وہیں لہو نکلے
یہیں کی خاک میں اے[4] بادہ کش ملا دے خاک	″	تجھے قسم ہے جو اب میکدہ سے تو نکلے
خم نہ دکھلا کہ یہ کمبخت طبیعت میری	″	ساقیا ٹوٹ کے آئے گی جدھر آئے گی
یہ بزم مے ہے یاں کوتاہ دستی میں ہے محرومی	″	جو بڑھ کے خود اُٹھا لے ہاتھ میں[5] ساغر اسی کا ہے

[1] آتش و جلیل و رند ۲۱۰ و ۸۵ ـ ۱۲۸ ـ بہ تبدیل قافیہ [2] غالب ۱۸۱ ـ [3] جلیل ۸۵ ـ [4] "اوراقِ گل" میں یہ شعر آرزو کا بتلایا گیا ہے ـ

چھوڑا یہ جسم، رُوحِ پُرارماں نے شکر ہے	شادؔ	عرضی میرے لفافۂ خط سے جُدا ہوئی
دل اُن کے اختیار میں عقل اُن کے ہاتھ میں	〃	ابتک نہ کچھ کھلا کہ میری کیا خطا ہوی
دونوں سے صاف آتی ہے ہمدردیوں کی بُو	〃	پھُولوں کا پیرہن کہ تمہاری قبا ہوی
دنیا کی فکر، موت کا ڈر، عاقبت کا دھیان	〃	دو دن کی زندگی میرے حق میں بلا ہوی
پسِ[1] معشوق مرنا عشق کو بدنام کرتا ہے	〃	خدا مجنوں کو بخشے مرگیا ہم کو بھی مرنا ہے

۳ شعر
سیّد محمّد کاظم حسین شیفتہ کنتوری[۲۲۰]
۲۳۳۰- افزون

رُوبرو[2] یار کے دو حرف نکالے نہ گئے	شیفتہ	دل پہ قابو نہ رہا ہوش سنبھالے نہ گئے
زلف و کاکل کے تصوّر سے نہ فرصت پائی	〃	خانۂ دل سے کسی وقت یہ کالے نہ گئے
پوچھنا بات ہماری تو ہے ظالم سے محال	〃	یہ غنیمت ہے کہ محفل سے نکالے نہ گئے

۱۹ شعر
مفتی میر اعظم علی شایق حیدرآبادی[۲۲۱]
۲۳۴۹- افزون

لے[3] چلے سوئے جہنم جو فرشتے مجھکو	شایقؔ	رحمتِ حق نے صدا دی یہ گنہگار نہ تھا
میں نہ تھا لطف و کرم کے ترے لایق نہ سہی	〃	کیا ترے جور و ستم کے بھی سزاوار نہ تھا
گوشۂ[4] اُٹھا جو دن کو کسی کے نقاب کا	〃	گُل ہو گیا فلک پہ چراغ آفتاب کا
گڑ کھا کے گا گلوں سے ہے پرہیز کس لئے	〃	انگور کھا کے شیخ ہے دشمن شراب کا
دہلیز[5] محمّد پہ مدینہ میں ہے سر آج	〃	اللہ؟ میری موت میں تو دیر نہ کر آج
تھا تصور میں ہمارے جو محمّد کا رُخ	〃	خود بخود مرتے ہی کعبہ کی طرف پلٹا رخ
نزع[6] میں کہتی تھی رو رو کے یہ لیلےٰ ہر دم	〃	کون سمجھائیگا مجنوں کو خدا میرے بعد
وہ بھی آئے ہیں جنازے پہ کھلے سر روتے		تُو اثر میری محبت کا ہُوا میرے بعد

[1] اکبر ۴۷ (اکبر ۳۶ بہ تبدیل قافیہ) [2] جلیل ۸۸ - ثاقب ۸۰ - ظہیر ۱۶۸ - [3] آصف ۳۸ - ظہیر ۱۶۸، ظہیر ۲۰۶ فغاں ۱۸۷ - [4] آتش ۴۰ - آبادؔ ۲۳ - امانت ۲۵ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۲، سو ۱، ۱۳۷ - فلق ۱۹۳ - قانع ۱۹۹ کیفی ۲۰۱ - شمیرہ ۱۵ - منیر ۲۱۸ - تراب ۱۷۶، [5] امیر ۳۴ - داغ ۱۱۳ - خلق ۱۰۴ - [6] غالب ۱۸۰ - رند ۱۲۷

میں تو مرتا ہوں مگر یاد رکھو بات میری	شائق	کچھ نہ آئے گا محبت کا مزا میرے بعد
شعاع[۱] حسن چھن چھن کر ہمارے منہ پہ پڑتی ہے	〃	کچھ اس انداز سے ہم روبرو چلمن کے بیٹھے ہیں
سنتے[۲] ہیں قبر میں عذاب بھی ہے	〃	آسمان ہو تہِ زمیں نہ کہیں
نزع میں بھی ہے جستجو باقی	〃	پتلیاں پھر گئیں کہیں نہ کہیں
کسی کو دیکھ نہ اے دل کبھی حقارت سے	〃	انھیں غریبوں میں اہلِ کمال ہوتے ہیں
نصیب میں ہے انھیں کے تمہاری پابوسی	〃	جو مثلِ نقشِ قدم پائمال ہوتے ہیں
کچھ ہنسو بولو خدا کے واسطے	〃	ایسے بیٹھے ہو دہن گویا نہیں
اپنے[۳] دامن سے جو وہ پونچھتے ہیں اشک مرے	〃	دیکھنے والوں کو آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے
پست کو لیتے ہیں آغوش میں عالی ہمت	〃	کون کہتا ہے زمیں زیرِ فلک ہوتی ہے؟
میں[۴] سو جاؤں یا مصطفےٰ کہتے کہتے	〃	کھلے آنکھ صلِ علیٰ کہتے کہتے
کیا ذبح قاتل نے رگ رگ کے ایسا	〃	زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے

۵ - شعر

خاں بہادر عبدالکریم خاں شمشیر حیدرآبادی

۲۳۵۴ - افزون

رہتا[۵] ہے اپنے دور میں سافر شراب کا	شمشیر	اٹھتا ہوں صبح دیکھ کے منہ آفتاب کا
سر کو جھکا کے چلتے ہیں پیرانِ کوزہ پشت	〃	کھو کر زمانہ ڈھونڈ رہے ہیں شباب کا
بارش مجھے شراب کی آنے لگی نظر	〃	مستی میں میں نے نام جو اٹھا شراب کا
یوں تو مجھ ایسے گنہگار کو کیا ملتا ہے	〃	غوثؒ کے دیکھنے والوں کو خدا ملتا ہے
دل میں آنکھوں میں، جگر میں ہے ترا جلوہ پیہم	〃	طالبِ دید کو ہر گھر میں خدا ملتا ہے

۲ شعر

شوق آغائی ۲۲۳

۲۳۵۶ - افزون

کوئی[۵] کعبہ، کوئی بتخانہ، کوئی دیر و حرم	شوق	ٹھیک بتلایا کسی نے نہ ٹھکانا تیرا
لکھا ہوا ہے یہ اُس مہ جبیں کے پردہ پر	〃	نہیں ہے کوئی اب ایسا زمیں کے پردہ پر

[۱] امیر ۳۵ - داغ ۱۱۵ - شا ۱۵۱ - [۲] امیر ۱۶ - داغ ۱۱۶ - سحر ۱۴۷ - [۳] داغ ۱۲۰ - جلال ۸۴
[۴] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - ذرق ۱۲۴ - شایق ۱۵۴ - سودا ۱۳۷ - قلق ۱۹۳ -
تاخ ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - میر ۲۱۸ - تاخ ۲۲۹ - [۵] رند ۱۲۹ - رونق ۱۲۵ - ظہیر ۱۶۸ - عاشق ۱۷۱ - صبا ۲۴۴ -

۲۱ نومبر ۱۹۳۵ء کاپی رائٹ قانونی

شہزادۂ نواب میر شجاعت علیخاں بہادر

معظم جاہ شجیع

۹ شعر
۲۳۶۵ - الفرمان

وہ دشمن[۱] ہیں مگر دل کی پریشانی نہیں جاتی	شجیع	محبت حد سے بڑھتی ہے تو پہچانی نہیں جاتی
مجھ کو وہ چین سے مرنے بھی نہ دیں گے شاید[۲]	〃	آ گئے ہیں میری بالیں پہ قضا سے پہلے
دل کی قسمت میں غم تمہارا ہے	〃	جس پہ اب زیست کا سہارا ہے
دیکھئے دل سے کیا جواب آئے	〃	نام لے کر ترا پکارا ہے
کیا کہوں شامِ غم کا حال شجیع	〃	وقت گزرا نہیں گذارا ہے
آئے گھر ان کی مہربانی سے	〃	موت اچھی ہے زندگانی سے
سادگی دل کی قیامت ہوگئی	〃	آنکھ ملتے ہی محبت ہوگئی
میری میت پر وہ رو کر یوں کہے	〃	سونے والے اٹھ قیامت ہوگئی
پہلے اوسکی یاد تھی دل میں شجیع	〃	رفتہ رفتہ دل کی فطرت ہوگئی

[۱] اصغر ۵۲ - جگر ۹ - حیدر ۱۰۲ - [۲] ظفر ۱۶۷ - اعظم ۵۷ - رند ۱۳۱ - اسد ۶۰ -

۶ شعر
۲۳۷۱ - افزون نواب شہید یار جنگ شہید حیدرآبادی ۲۲۵

انسانیت[1] کے راز کو سمجھا رہا ہوں میں	شہید	لو کانپتی ہے شمع کی تھرا رہا ہوں میں
دنیا کے نیک و بد اسی دنیا میں چھوڑ کر	״	آیا تھا جس جگہ سے وہیں جا رہا ہوں میں
رحمت میری تلاش میں پھرتی ہے چار سو	״	تاریکیٔ گنہ میں چھپا جا رہا ہوں میں
اے مرگِ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے	״	رات آ رہی ہے ہجر کی گھبرا رہا ہوں میں
منزل کا کچھ پتہ ہے نہ کوئی دلیلِ راہ	״	یہ بھی خبر نہیں کہ کہاں جا رہا ہوں میں
پیری نے پر نکالے ہے منزل کے شوق میں	״	ہر سانس میں قریب ہُوا جا رہا ہوں میں

۶ شعر
۲۳۷۷ افزون انشاء اللہ شوکت تھانوی ۲۲۶

زلف کے نیچے نہاں رخسار تاباں ہو گیا	شوکت	شب نمایاں ہو گئی خورشید پنہاں ہو گیا
زلف کا غم تھا جو عشقِ عارضِ گلفام تھا	״	صبح سے پہلے میرے دل کو خیالِ شام تھا
رات[2] بھر دیدۂ خوں بار نے سونے نہ دیا	״	ہائے بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا
آج تم نے کر دیا اندھیر عالم میں بپا	״	روئے رشکِ مہر پر زلفِ معنبر چھوڑ کر
نیک نمرہ الفتِ قامت میں جب پائے کوئی	״	پہلے نخلِ دار پر خوش ہو کے چڑھ جائے کوئی
وحشتِ دل دامنِ صحرا نہایت تنگ ہے	״	جائے مشکل ہے کہ کیونکر پاؤں پھیلائے کوئی

۱ - شعر
۲۳۷۸ - افزون حسن علی شوق ۲۲۷

ماتم میں میرے کوئی نہ رویا تو غم نہیں	شوق	تربت پہ میری شمع کا ہنسنا بھی کم نہیں

سلہ ۱ - این ۵۹ - (جگر و حفیظ) تاج و ساز و سردار و سیماب و قدر - ۸۹ - ۱۰۱ - ۷۹ - ۱۴۵ - ۱۴۶ - ۱۴۳ - ۲۰۰ بہ تبدیل قافیہ ۲ آتش ۲۰ - تراب ۷۶ - آباد ۲۳ - حبیب ۸۸ - شہید ی ۹ ۱۴ - گرا ۲۰۳ - سیمن ۲۲۵ تا ۲۲۹ -

۱۰ شعر
شیخ احمد علی شاب اورنگ آبادی ۲۲۸
۲۳۸۸ - افزون

بارہا تی سے کیا اوس نے سبکدوش مجھے	شاب	تیغ رکھدی میری گردن پہ کہ احسان اپنا
خطا معاف جو کردی ہے شرمساری پر	؃	خطا معاف نہ کی بلکہ شرمسار کیا
تم میری زندگی کی قصویر اس کو سمجھو	؃	جو شمع جل رہی ہو باد سحر سے بچ کر
واپس کوئی بھٹک کے نہ آیا کوئی یہاں	؃	ثابت نہیں ہوی کبھی راہ عدم غلط
اِک شکر کا مقام ہے اک صبر کی جگہ	؃	اور کیا بتاؤں میں قفس و آشیاں کا فرق
دے اگر ترغیب خودبینی تو فوراً توڑ دو	؃	آئینہ ہوگا اسی کا مستحق ہر آئینہ
چلتا ہے اور پاؤں کا چلتا نہیں پتہ	؃	لکھتا ہے اور نظر نہیں آتے قلم کے ہاتھ
مستوں کو دیر ہی ہیں گھٹائیں نوید عید	؃	اور شیخ ہیں کہ بھرتے توبہ لئے ہوئے
محروم نہیں عشق کی گرمی سے کوئی شئے	؃	پتھر میں بھی اک قلب ہے، اور اوس میں تڑپ بھی
جان جاتی ہے آرزو میں تری	؃	پر تری آرزو نہیں جاتی

۱۰ شعر
خواجہ حسن شریف شوق حیدرآبادی ۲۲۹
۲۳۸۹ - افزون

کچھ[1] ایسا ہوں میں آشیانے میں اپنے	شوق	کہ جیسے میرا آشیانہ نہیں ہے

ردیف ص

۱۰ شعر
میر وزیر علی صبا لکھنوی ۲۳۰
۲۳۹۹ - افزون

[1] اظہر ۶۲ - عابد ۱۷۸ :

اے[1] صبا جذب پہ جس دم دلِ ناشاد آیا	صبا	میرے آغوش میں اُڑ کر وہ پریزاد آیا
دل میں اِک درد اٹھا آنکھوں میں آنسو بھر آئے	〃	بیٹھے بیٹھے ہمیں کیا جانئے کیا یاد آیا
مر گئے پر نہیں تکلیفِ احبا منظور	〃	شرم سے لاش گڑی جاتی ہے مدفن کیسا
بجھ چلا تھا شبِ فرقت میں چراغِ ہستی	〃	کام آیا تیری تصویر کا روغن کیسا
دل ہی کچھ جانتا ہے عشقِ مژہ جیسا ہے	〃	آپ کیا جانیں کلیجہ میں ہے روزن کیسا
نکہتِ گل پھر کہاں بادِ بہاری پھر کہاں	〃	باندھ لے اے باغباں اپنی ہوا دو چار دن
رہنے والے تھے یہ نادان کہ جانے والے[2]	〃	خاک سمجھے نہ مکانوں کے بنانے والے
کوچۂ عشق کی راہیں کوئی ہم سے پوچھے	〃	خضر کیا جانے غریب اگلے زمانے والے
ہجر میں صور پھنکے حشر کا ساماں ہو جائے	〃	کل جو ہونا ہے وہ آج آئے دلِ ناداں ہو جائے
وصل منظور کرو خطِ غلامی لکھ دوں[3]	〃	عہد ہو جائے میرے آپ کے پیماں ہو جائے

۳ شعر — صاحب عالم ۲۳۱ھ — ۲۴۰۲ - افزون

غم[4] وہ کیا ہے جو جانگداز نہ ہوا	صاحب عالم	درد وہ کیا جو لادوا نہ ہوا
دَرد کیا جس میں کچھ نہ ہو تاثیر	〃	بات کیا جس میں کچھ مزا نہ ہوا
شکوۂ یار، اور زبانِ رقیب؟	〃	کھیل ٹھیرا کوئی گلہ نہ ہوا

۵ شعر — آغا محمد داؤد ابوالعلائی صحو حیدرآبادی - ۲۳۲ھ — ۲۴۰۷ - افزون

مزے جو عشق میں دیکھے دکھاؤں میں تمہیں کیا کیا	صحو	زباں یاں گنگ ہے پیارے سناؤں میں تمہیں کیا کیا
روسیہ ہووے نگینہ نام روشن اور کا	〃	یہ تو فرمائیں مجھے پیر مغاں انعام کیا
ہے مسیحا تو کہاں جلد خبر لے اوسکی	〃	تیرے بیمار کے کچھ خیر کے آثار نہیں

[1] امانت ۲۴ - داغ ۱۱۳ - قلق ۱۹۳ - جلال ۸۳ - [2] احسان ۳۰ - خانم ۱۰۸ - لاحد ۲۵۳۰ - (داغ ۱۱۹ وظہیر ۱۶۹ و لاحد ۲۵۴ بہ تبدیل قافیہ) [3] بیدم ۷۳ - [4] امجد ۵۵ - غالب ۱۸۰

تن[1] تو بے جان پڑا رہتا ہے بستر پہ میرا	صحو	دم میرا رہتا ہے ہر آن تیرے کوچہ میں
اے میرے شاہِ نجف مجھکو بلایا تو نے	〃	ہو گئی مشکل میری آسان تیرے کوچہ میں

۱۶ شعرا
سید علی نقی صفی لکھنوی ۲۳۳
۲۴۲۳ - افزون

غزل تم نے چھیڑی مجھے ساز دینا	صفی	ذرا عمرِ رفتہ کو آواز دینا
طالبِ دید پہ آنچ آئے یہ منظور نہیں	〃	دل میں ہے ورنہ وہ بجلی جو سرِ طور نہیں
ذوق پابندِ وفا کیوں رہے محرومِ جفا	〃	عشق مجبور سہی حسن تو مجبور نہیں
دردِ[2] آغازِ محبت کا یہ انجام نہیں	〃	زندگی کیا ہے اگر موت کا پیغام نہیں
کیجئے غور تو ہر لذتِ دنیا ہے فریب	〃	کون دانہ ہے یہاں پر جو تہِ دام نہیں
سنگِ درِ حبیب کے جذب کی کوئی حد نہیں	〃	پھر نہ اٹھا جو سر جھکا سجدہ گہِ نیاز میں
جہل ہے منتہائے علم عقل ہی اسکی معترف	〃	عبدِ ذلیل شک نہ کر قدرتِ کارساز میں
ایسے محل پہ دستورخانہ گری ہے خودکشی	〃	میں بھی اسی جہاز میں تم بھی اسی جہاز میں
بے[3] ساختہ اک آہ جو منہ سے نکل گئی	〃	اللہ رے انقلاب کہ دنیا بدل گئی
جب ایک روز جان کا جانا ضرور ہے	〃	پھر فرق کیا وہ آج گئی خواہ کل گئی
ممنون ہوں جہاں کے شبیبِ فراز کا	〃	اکثر بگڑ کے خود میری حالت سنبھل گئی
کیا اک لحد کا خرچ سرِ شام اسی قدر	〃	کچھ پھول رکھدئے گئے اک شمع جل گئی
جس[4] جگہ بیٹھ گئے نقش بٹھا کے اٹھے	〃	اٹھے جس بزم سے ہنگامہ اٹھا کے اٹھے
جانے کیا سوچ کے آنکھوں میں بھر آئے آنسو	〃	جب میری قبر پہ وہ شمع جلا کے اٹھے
غش سے کھلتی تھی میری آنکھ کہ پھر غش آیا	〃	جب سرانے سے وہ آواز سنا کے اٹھے
اون کا پھر نام و نشاں کون مٹا سکتا ہے	〃	جو زمانے سے خود اپنے کو مٹا کے اٹھے

[1] ناسخ ۲۳۰ بہ تبدیل قافیہ۔ [2] عزیز ۱۷۴۔ امانت ۲۵۔ [3] حسرت ۹۹۔ جلیل ۸۸۔ [4] نون ۱۷۔

۱۳ شعر — محمد بہبود علی صفی اورنگ آبادی ۲۳۴

۲۴۳۶ - افزون

اپنا دلِ بیمار دوا کا نہ دُعا کا — صفی — احسان کسی کا نہیں "احسان خدا کا"
دُنیا مثال دیتی ہے مجنون کے عشق کی — 〃 — دیوانہ اپنے کام میں کیا ہوشیار تھا
آفتیں ڈھائیں غضب برپا کیا — 〃 — خیر تم نے جو کیا اچھا کیا
خُدا کی قسم کھا کے وہ ہنس پڑے — 〃 — خدا کی قسم ہے مزا آ گیا
سمجھتا ہوں سب کچھ مگر دوستو — 〃 — یہ دل ہے جدھر آ گیا آ گیا
مر کر بھی بارِ دوش ہوں احباب پر صفی — 〃 — گویا میں ایک اب بھی ہوں بہاری نزار پر
ہم سے تو اس کے واسطے بھی بددعا نہ ہو — 〃 — دشمن بُرا سہی مگر اس کا بُرا نہ ہو
دل خانۂ خدا ہے تو پھر اس میں اے صفی — 〃 — حسرت نہ ہو، امید نہ ہو، مدّعا نہ ہو
نہ اس کی دوستی کچھ ہے، نہ اس کی دشمنی کچھ ہے — 〃 — کبھی تولہ، کبھی ماشہ، کبھی کچھ ہے کبھی کچھ ہے
بڑی تعریف سنتے تھے تماشا گاہِ عالم کی — 〃 — یہاں تو کوئی چیز ایسی نہیں "ہاں آدمی کچھ ہے"
ادا پیدا نظر سے، شان رُخ سے، آن تیور سے — 〃 — ترے قربان، آخر دل ہی کس کس کیلئے ترسے
ہمیں معشوق کو اپنا بنانا تک نہیں آتا — 〃 — بنانے والے آئینہ بنا لیتے ہیں پتھر سے
جُھک کے ملنا بڑی کرامت ہے — 〃 — جس سے دنیا مُرید ہوتی ہے

۴ شعر — حبیب الدّین صغیر حیدرآبادی ۲۳۵

۲۴۴۰ - افزون

تری شہرت تیرے شوقِ خودنمائی سے ہوی — صغیر — تیرے لفظِ "کُن" میں تیرا ہی نہاں منشا تھا
تقدیر کا مٹے گا نہ ہرگز لکھا ہوا — 〃 — رُکتا نہیں ہے تیر کماں سے چلا ہوا
ہوتا ہے رازِ عشق بھی اے دل نہاں کہیں — 〃 — رُو کے سے رُک سکا بھی آنسو اماں دھواں کہیں
قفس ہی میں میری آنکھیں کھلی ہیں — 〃 — نہ دیکھی میں نے صورت آشیاں کی

کیفی ۲۰۱ ۲ے امیر سعید ۳۴ - ۱۴۴ بہ تبدیل قافیہ) ۳ے ریاض ۱۳۳ ضامن ۱۶۲ - وزیر ۲۴۶
میر ۲۴۹ ۴ے ضامن ۱۶۳ بہ تبدیل قافیہ ۵ے بیخل ۸۷ - جذبہ ۱۰۲ - رند ۱۳۰ ۶ے ضامن ۱۶۴ ۷ے غالبی ۱۷۶ -

۱ شعر　　**سید مبارک صبر** حیدرآبادی ۲۳۶

۲۴۴۱ - افزوں

نہ سمجھو خاک کا پتلا مجھے ذرا دیکھو	صبر	کہ آفتابِ حقیقت اسی غبار میں ہے

ردیف ض

۱ شعر　　**میر غلام حسین رض ضاحک** ۲۳۷

۲۴۴۲ - افزوں

کیا دیکھے اصلاح خدائی کو وگرنہ	ضاحک	کافی تھا ترا حسن اگر ماہ نہ ہوتا

۳ شعر　　**سید ضیاء ضیاء** ۲۳۸

۲۴۴۵ - افزوں

جمع کرکے درد سارے تو نے پیدا دل کیا	ضیاء	کہہ تو اے دستِ قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا
رسوائیوں کی اپنے مجھے کچھ ہوس نہیں	〃	ناصح یہ کیا کروں کہ میرا دل ہی بس نہیں
آہستہ پاؤں رکھیو اے بوئے گل چمن پر	〃	سوتے ہیں اس زمین میں نازک دماغ کتنے

۲۰ شعر　　**سید ضامن علی رض صابری الچشتی ضامن** ۲۳۹

۲۴۶۵ - افزوں

قتل کرکے بھی نہ ہووے دلِ قاتل ٹھنڈا	ضامن	پاؤں سے لاش کو مل جب ہو سیل ٹھنڈا
اُٹھ گئے ہم شبِ مہتاب میں محفل سے تری	〃	لے ہوا اب تو ترا دلِ مہ کامل ٹھنڈا
ہاتھ پاؤں اوس کے ابھی کاٹ نہ قاتل صیاد	〃	جب تلک صید ترا ہووے نہ کامل ٹھنڈا
اتنا تو جور و ظلم نہ کر مجھ فقیر پر	〃	بندے خدا کے ہم بھی تو بندے خدا کے ہیں
جب تک خیالِ غیر سے سینہ صفا نہ ہو	〃	اس بتکدہ میں نورِ جمالِ خدا نہ ہو

لہ (داغ - ۱۱۶ بہ تبدیل قافیہ) لہ صفی ۱۶۱ - وزیر ۲۴۶ - امیر ۲۰۹ - ریاض ۳۳ -

سرسبز ہو کہاں ثمر و شاخ برگ گل	ضامن	دانہ کی طرح خاک میں جب تک ملا نہ ہو
مائل[1] اوس کے حسن پہ اپنی طبیعت ہو تو ہو	〃	ہے کسی کو کام کیا ہم پر مصیبت ہو تو ہو
روئے جاناں کے مقابل بے حقیقت ہے قمر	〃	سامنے اوسکے کسی کی کچھ حقیقت ہو تو ہو
پہلے تو کہا مجھے نکالو	〃	پھر بولے غریب ہے بلا لو
سامنے[2] لب کے ترے، لعلِ یمن پتھر کے	〃	رُو برو دانتوں کے ہیں دُرِ عدن پتھر کے
دیکھ فرہاد نے کس شوق سے چیرا تھا پہاڑ	〃	اوس نے کیا کیا نہ سہے رنج و محن پتھر کے
کیا سبب ہے جو نہیں آئی صدائے نالہ	〃	آج کیا بن گئے مرغانِ چمن پتھر کے
میرا[3] دل لے کے ظالم نے دغا کی	〃	جفا وہ کی کہ توبہ ہے خدا کی
مستی پہ رنگِ پان لبِ فتنہ زا کی ہے	〃	گویا شفق کے نیچے سیاہی گھٹا کی ہے
عارض[4] سے کب ہے زلفِ معنبر لگی ہوئی	〃	ناگن سی ہے یہ گل کے برابر لگی ہوئی
ترسائے[5] ہے ہر دم ہمیں وہ کافر ترسا	〃	جب اوسکو نہ چاہیں گے تو ترسا نہ کریں گے
دل چھین لیا، قتل کیا، گھر سے نکالا	〃	کیا کیا نہ کیا اور وہ کیا کیا نہ کریں گے
جُوں طفل زمین پر جو گرا کرتے ہیں آنسو	〃	ہر دم تمہیں اے اشک سنبھالا نہ کریں گے
صنم[6] دیکھا ترا جلوہ کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے	〃	کہیں بندہ کہیں موئی کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے
کہیں عاشق ہوا اپنا کہیں معشوق کہلایا	〃	کہیں مجنوں کہیں لیلیٰ کہیں کچھ ہے کہیں کچھ ہے

۲۸ شعر

۲۴۹۳ - افزوں

سیّد محمد ضامن کنتوری ۲۴۰

کیا[1] پوچھتے ہو رنگ دلِ داغدار کا	ضامن	سرمایہ ہے کلی کی گرہ میں بہار کا
بھر دی ہے ایک آگ رگ و پے میں عشق نے	〃	ہے خوں کے قطرہ قطرہ میں عالم بہار کا
دامانِ تو مژہ کی جنبشیں رخنہ گرِ حیات تھیں	〃	دامن چاک چاک دل و سوسۂ رفو میں تھا
شانہ کو سر چڑھا لیا اس کا نہ آیا کچھ خیال	〃	اک دلِ چاک چاک بھی گیسوئے مشکبو میں تھا

[1] ذوق ۱۲۴ - اسیر ۳۲ - [2] عرش ۱۷۶ - [3] حبیب ۹۸ [4] شیفتہ ۱۴۹ - [5] توفیق ۷۸ - شہیدی ۱۵۰ - مومن ۲۱۷ [6] صفی ۱۶۱ بہ تبدیل قافیہ - [1] امیر ۳۴ - سودا ۱۳۷ - شکر ۱۵۱ - قلق ۱۹۴ مصحفی ۲۱۱ - نصیر ۲۳۳ - جلیل ۸۵ - ولا ۲۴۷

تو ہی[1] دیکھ کہنے سے ایک ہاں نہ کرنے سے کچھ کھل تو	ضامن	میرے دل سے دھوگئی گرد غم ترے سر سے بوجھ اتر گیا
ہو ساتھ دینے والا کوئی تو شامِ غم کا	″	کوتاہیٔ مقدرِ عمرِ دراز ہو جا
نگاہِ دیدۂ یعقوبؑ سے کوئی سیکھے	″	غبارِ قافلۂ انتظار ہو جانا
دیدار کی لذت کوئی یعقوبؑ سے پوچھے	″	آنکھیں گئیں اور ذوقِ تماشا نہیں جاتا
سہل تھا ترکِ ہوس سخت تھی گر راہِ طلب	″	اس دلِ خانہ برانداز سے وہ بھی نہ ہوا
نہ[2] دل میں تاب و تواں ہے نہ دل ہے پہلو میں	″	نثار اس ترے نازِ دادا کے "لوٹ لیا"
مسلّم اگر ضعیف ہے اپنے عمل سے ہے	″	کہیئے نہ یہ کہ ضعف میں اسلام آگیا
ہمیں عیب جوئی سے فرصت جو ہوتی	″	تو کوئی نہ کوئی ہُنر آ ہی جاتا
جز فریبِ آگہی رنگِ تماشا کچھ نہیں	″	اک ذرا جھپکی پلک نیرنگِ دنیا کچھ نہیں
ہے[3] رنگِ گل کی شوخیوں سے صاف آشکار	″	بلبل کا خون تھا رگِ ابرِ بہار میں
گردش[4] سے آسماں کے ملی ہے اماں کہیں؟	″	تھا یہ بھی ساتھ ساتھ گئے ہم جہاں کہیں
منزل کے سہل و سخت برابر ہیں سب اسے	″	رکتا نہیں ہے تو سنِ عمرِ رواں کہیں
اس[5] سقفِ بے ستون سے نہ سایہ کی رکھ امید	″	محض اک فریبِ رنگ ہے یہ آسماں نہیں
کر[6] دیا وحشت نے آخر فاش پردہ عشق کا	″	کچھ نہ بگڑا قیس کا لیلیٰ کی رسوائی ہوئی
دعائیں اب مترد د نہ ہوں اثر کے لئے	″	شبِ فراق طلب کی ہے عمر بھر کے لئے
بر[7] آئے یا نہ آئے تمنا سے کام ہے	″	روداد عمر اک ہوسِ نا تمام ہے
کانٹا ہے چشمِ عیش کا اندیشۂ فنا	″	یہ زیست ہے تو زیست کو اپنا سلام ہے
یہ پنجی نگاہیں تیری بر مائیں دل کو	″	سچ ہے کہ ادا پلتی ہے دامن میں حیا کے
تقدیر تمنا کو میری بھول نہ جائے	″	دیتا ہوں گرہ اس لئے دامن میں ہوا کے
مجھے اس سے چھٹنے کا رنج ہی مجھے اس سے ملنے کی عید ہے	″	جو بعید رہ کے قریب ہے جو قریب رہ کے بعید ہے
دل کیا ندرِ ہوسِ دولتِ دنیا کے لئے	″	آگ کعبہ کو لگا دی ہے کلیسا کے لئے
کام جس سے ہے اسی سے ہے لگوں سے کیا کام	″	ہم چمن میں بھی گئے تو چمن آرا کے لئے

[1] باغ۔ [2] قسم ۷۶ بہ تبدیل قافیہ۔ [3] حفیظ ۱۰۰۔ عیش ۱۷۷۔ [4] صفیر ۱۶۱۔ [5] آتش ۲۱۔
اصغر ۵۸۔ آزردہ ۳۷۔ داغ ۱۱۷۔ غالب ۱۸۲۔ قلق ۱۹۵۔ مومن ۲۱۵۔ ناسخ ۲۳۰۔ [6] جوش ۹۲۔ حفیظ ۱۰۱
[7] امانت ۲۰۶۔

آج کانٹوں پہ جو ٹکڑے ہیں مرے دامن کے	ضامن	ہوں گے پیوند یہ کل دامنِ صحرا کے لئے
ہم تو مر جائیں مگر غیر کا احسان نہ لیں	〃	دیکھو بیمار کوئی اور مسیحا کے لئے

۴ شعر

سیّد ہاشم حسین رضؔ ضو لکھنوی ۲۴۱

۲۴۹۷ - افزون

کہا فانی عمر بھر کی کہہ تو ڈالی ایک ہچکی میں	ضو	اب اس سے بڑھ کے قصہ اور کتنا مختصر کرنا
عشق نے موقع دیا تکمیلِ محبت کا انھیں	〃	سر ہے آغوش میں دامن کی ہوا دیتے ہیں
زخمِ[1] دل روتا ہے تو رویا کرے تقدیر کو	〃	وہ تو اب کھینچے لئے جاتے ہیں اپنے تیر کو
قسم[2] اس وقت تک کھاتے رہے یوسف کے دامن کی	〃	اڑائی تھیں نہ جب تک دھجیاں اپنے گریباں کی

ردیف ط

۲ شعر

پروفیسر غلام طیّب طیبؔ ۲۴۲

۲۴۹۹ - افزون

خسروِ خاور سے یہ کچھ کم نہیں	طیب	میرے آنسو گریۂ شبنم نہیں
سازِ ہستی کی نشاط انگیزیاں	〃	بے مزہ ہے گر نوائے غم نہیں

ردیف ظ

۴۰ شعر

سراج الدین ابو محمد ظفر بہادر شاہ ظفرؔ ۲۴۳

۲۵۳۹ - افزون

مقدور[3] کس کو حمدِ خدائے جلیل کا	ظفر	اس جا پہ بے زباں ہے دہن قیل و قال کا
پانی میں اوس نے راہبری کی کلیم کی	〃	آتش میں وہ ہوا چمن آرا خلیل کا
یا مجھے افسرِ شاہانہ بنایا ہوتا	〃	یا میرا تاج گدایانہ بنایا ہوتا

[1] وزیر ۲۴۶ - [2] اصغر ۵۲ - آگاہ ۲۴ - برتر ۷۱ - ساحر ۱۴۵ - غالب ۱۸۵ - [3] اکبر ۴ -

اپنا دیوانہ بنایا مجھے ہوتا تو نے	ظفر	کیوں خردمند بنایا نہ بنایا ہوتا
شعلۂ حسن چمن میں نہ دکھایا اس نے	〃	ورنہ بلبل کو بھی پروانہ بنایا ہوتا
نشۂ عشق کا گر ذوق دیا تھا مجھکو	〃	عمر کا تنگ نہ پیمانہ بنایا ہوتا
روز معمورۂ دنیا میں خرابی ہے ظفر	〃	ایسی بستی سے تو ویرانہ بنایا ہوتا
دیکھ مجھکو بت بے پیر نے منہ پھیر لیا	〃	آج مجھ سے میری تقدیر نے منہ پھیر لیا
پس مرگ میرے مزار پر جو دیا کسی نے جلا دیا	〃	اسے آہ دامن باد نے سر شام ہی سے بجھا دیا
یار تھا گلزار تھا، باد صبا تھی میں نہ تھا	〃	خانہ باغ یار میں خلق خدا تھی میں نہ تھا
آپ نے کیوں چشم عاشق کو نہ تلوؤں سے ملا	〃	لایق پابوس جاناں کیا حنا تھی میں نہ تھا؟
ناتوانی نے بچائی جان میری ہجر سے	〃	کونے کونے ڈھونڈھتی پھرتی قضا تھی میں نہ تھا
میں سسکتا رہ گیا اور مر گئے فرہاد و قیس	〃	کیا انھیں دونوں کے حصہ میں قضا تھی میں نہ تھا
نہیں عشق میں اس کا تو رنج ہمیں کہ قرار و شکیب ذرا نہ رہا	〃	غم عشق تو اپنا رفیق رہا کوئی اور بلا سے رہا نہ رہا
نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنی خبر رہے دیکھتے اور دوسرے عیب و ہنر	〃	پڑی اپنی برائیوں پر جو نظر تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا
اسے چاہا میں نے کہ روک رکھوں میری جان بھی جائے تو جائے ولے	〃	کئے لاکھ فریب کروفسوں، نہ رہا نہ رہا نہ رہا
ظفر آدمی اسکو نہ جانیئے گا ہو وہ کیسا ہی صاحب فہم و ذکا	〃	جسے عیش میں یاد خدا نہ رہی جسے طیش میں خوف خدا نہ رہا
بیاں کیجئے اگر احوال اپنی شام غربت کا	〃	گریباں تا بدامن چاک ہو صبح قیامت کا
آنسوؤں کا میری آنکھوں سے رواں ہو جانا	〃	اور میرا راز نہاں سب پہ عیاں ہو جانا
کیا ہوا مجھ سے کشیدہ ہے وہ گر آپ سے آپ	〃	کشش دل اسے کھینچے گی ادھر آپ سے آپ
بخت برگشتہ جو ہو جائیں گے میرے سیدھے	〃	وہ چلے آئیں گے سیدھے میرے گھر آپ سے آپ
آتش شوق سے اڑتا ہے برنگ سیماب	〃	لگ گئے ہیں دل بیتاب کو پر آپ سے آپ
دل سے ہے راہ اگر دل کو تو ہو جائیگی	〃	بیخبر تجھ کو محبت کی خبر آپ سے آپ
دل کے آئینہ کو تو صاف تو کر دیکھ ذرا	〃	اس کی صورت تجھے آئیگی نظر آپ سے آپ
ہیں یہاں رنج کے آثار خوشی کے باعث	〃	اشک آنکھوں سے ٹپکتے ہیں ہنسی کے باعث

ع قدر ۱۹۷۔ ظہیر ۱۶۷۔ ع نوح ۲۴۲۔ ع حیدر ۱۰۲۔ عزیز ۱۷۷۔ قلق ۱۹۳۔ نصیر ۲۳۳۔ جان ۸۲۔ لاجد ۲۵۳
ع (حفیظ ۱۰۰۔ غالب ۱۸۰۔ ستدل قافیہ) ع ظہیر ۱۶۸۔ جلیل ۱۸۵ تا ۲۱۹۔ ستدل قافیہ)

دل دے کے اُن کو ایسی اذیت ہوئی ہیں	ظفر	اب دل تمہیں نہ دیں گے نصیحت ہوئی ہیں
وہاں[1] کی مخلصی لے والے قسمت ہو تو کیونکر ہو	〃	کہ میں آلودۂ عصیاں ہوں رحمت ہو تو کیونکر ہو
جہاں ہو نفس سا رہزن جہاں شیطاں سا ہو دشمن	〃	وہاں طاعت ہو کیونکر اور عبادت ہو تو کیونکر ہو
اگر ہو دل میں محبت کا داغ اچھا ہو	〃	خدا کا گھر جو نہ ہو بے چراغ اچھا ہو
ہیں مرے کی پیٹھ کا بوجھ ہوں میں فلک کے دل کا غبار ہوں	〃	جو بگڑ گیا وہ نصیب ہوں جو اُجڑ گیا وہ دیار ہوں
گردش جو دینی تھی تو بنانا تھا جام مئے	〃	انسان بنا کے کیوں میری مٹی پلید کی
شب کو ہم اس طرح اوس کے گرد کاشانہ رہے	〃	جیسے سرگرداں سر فانوس پر پروانہ رہے
روئے روشن پر میرے کب زلف کا سایہ سا ہے	〃	رات کی اُٹھی سیاہی دن رہا تھوڑا سا ہے
یہ[2] توقع مجھ کو تم سے دل ربائی کی نہ تھی	〃	آشنائی کی تھی میں نے کچھ بُرائی کی نہ تھی
لگ گیا تھا جن دنوں کنج قفس میں اپنا دل	〃	ہم کو اے صیاد کچھ پروا رہائی کی نہ تھی
تھے مکدر تم ہی ورنہ میرے دل کا آئینہ	〃	بے کدورت تھا اسے حاجت صفائی کی نہ تھی
جانتے تھے چین سے گذریں گی راتیں وصل کی	〃	ہمنشیں ہم کو خبر روز جدائی کی نہ تھی
اس[3] طرف بھی تمہیں لازم ہے نگاہے گاہے	〃	دم بدم لحظہ بہ لحظہ نہیں گاہے گاہے
لے[4] گئی دل کو ادا ناز و ادا سے پہلے	〃	مار ڈالا مجھے ظالم نے قضا سے پہلے
روز کرتے ہیں وہ مرنے کا تقاضا مجھ پر	〃	کیا گلا گھونٹ کے مر جاؤں قضا سے پہلے

۴۰ شعر — راقم الدولہ **ظہیر** دہلوی سید ناظر الدین حسین رحمۃ ۲۴۴
۷۹ ۲۵ - افزوں

جبیں اور شوق اس کے آستاں کا	ظہیر	ارادہ اور ارادہ بھی کہاں کا
مری واماندگی منزل رساں ہے	〃	سراغ نقش پا ہوں کارواں کا
آبرو[5] رکھ لی خدا نے حشر میں اچھا ہوا	〃	داد خواہ ہوں میں ترے خلق خدا تھی میں نہ تھا
رہ گیا پس پس کے سینہ میں دل پُرخوں میرا	〃	تری پامالی کے قابل کیا خاتھی میں نہ تھا

[1] غالب بہ تبدیل بحر و قافیہ ۱۸۳ - [2] جلیل بہ تبدل قافیہ ۸۷ - [3] جرات ۱۸۱ گلشن ۱۵۶ - اعظم ۵۷ - رند ۱۳۱ اسد ۶۰ - [4] ظفر ۱۶۶ - قدر ۱۹۷ -

خلاصہ[1] مدعائے دل کا اپنے مجملاً یہ ہے	ظہیر	تحمل کر نہیں سکتے تقاضا ہو نہیں سکتا
کسی کے ہو رہو تم یا کسی کو کر رکھو اپنا	〃	بغیر اپنا کئے کوئی کسی کا ہو نہیں سکتا
سیکھے[2] لے تجھ سے کوئی ناز اُٹھانا تیرا	〃	روٹھنا غیر کا وہ اور منانا تیرا
زندہ باش اے شبِ ہجران ہو تیری دُور بلا	〃	مجھ سے پوچھے کوئی آنکھوں میں سمانا تیرا
تم[3] نے بڑھا چڑھا کے نظر سے گرا دیا	〃	دنیا کا اک نظر میں تماشا دکھا دیا
بولے[4] سُوالِ وصل پہ دیکھا ہے خواب کیا	〃	ایسی فضول باتوں کا آخر جواب کیا؟
فکر[5] یہ تھا کہ وہ سمجھیں گے وفادار نہ تھا	〃	ورنہ جینے سے تو مَرنا مجھے دشوار نہ تھا
تم[6] عیادت کے بہانے سے گئے غیر کے گھر	〃	میں اسی رشک سے مرتا ہوں کہ بیمار نہ تھا
دل[7] کو ہو جاتی ہے کچھ دل کی خبر آپ سے آپ	〃	بُول اُٹھتی ہے محبت کی نظر آپ سے آپ
برا[8] ہو اس نگاہِ شوق کا اس نے غضب ڈھایا	〃	میرے پہلو سے آخر اُٹھ گئے وہ بدگماں ہو کر
کیا[9] اور خوبرو نہیں دنیا میں ہائے ہائے	〃	ملتے بھی ہیں تو ملتے ہیں جا کر اوسی سے ہم
ہم اور چاہ غیر کی؟ اللہ سے ڈرو	〃	ملتے ہیں تم سے بھی تو تمہاری خوشی سے ہم
پیتا[10] ہوں عمر بھر سے مگر تر گلو نہیں	〃	ساقی یہ خونِ دل ہے مئے مشک بو نہیں
غیر کا پاس[11] بھلا آپ کو کیوں ہونے لگا	〃	جی درست آپ مجھی سے تو حیا کرتے ہیں؟
دیکھو اچھا نہیں اخلاص بڑھانا اتنا	〃	جو بہت دوڑ کے چلتے ہیں گرا کرتے ہیں
وائے[12] بر حال کہ کچھ قید کی میعاد نہیں	〃	طاقتِ ضبط نہیں رخصتِ فریاد نہیں
حسرتیں دل میں مکیں ہیں نہ سہی عیش و سُرور	〃	گھر یہ ویراں بھی نہیں ہے اگر آباد نہیں
وہ[13] مجھ فقیر سے زر کا سوال کرتے ہیں	〃	میرا لہو عرق انفعال کرتے ہیں
یہ بات سچ ہے کہ دنیا مقامِ عبرت ہے	〃	کہ خواب دیکھتے ہیں جب خیال کرتے ہیں
لگاؤ[14] ہے دھبہ صحبتِ ناجنس اچھوں کو	〃	کہ ہو جاتا ہے گدلا آب جب ساحل سے ملتا ہے
کشتۂ[15] ناز کی تربت ہے یہی یاد رہے	〃	ڈرتے ڈرتے مری مرقد پہ گذرنے والے
لے[16] خبر تھے تو محبت سے خبردار نہ تھے	〃	ہوش میں آئے تو پھر ہوش سنبھالے نہ گئے

[1] داغ ۱۱۲ بہ حکمت ۹۳ - سیماب ۴۳ بہ تبدیل قافیہ [2] رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ - شوق ۱۵۵ - فاضل ۱۹۲ - کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ [3] توفیق ۷۷ - [4] میر ۲۰۷ [5] آسف ۳۸ - شایق ۱۵۴ - مظہر ۲۰۶ - فغاں ۱۸۷ - اسیر نے لفظ "فکر" کو تذکیر و تانیث ہر دو طرح باندھا ہے مولف - [6] ظفر ۱۶۶ جلیل ۸۵ (ناسخ ۲۱۹ بہ تبدیل قافیہ) [7] اکبر ۴۱ - جلیل ۸۵ - حفیظ ۱۰۰ - عرش ۱۷۶ - وزیر ۲۴۵ - فروغ ۱۹۱ (امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ) [8] مومن ۲۱۵ - (حسرت و جگر و ذوق ۹۹ - ۸۹ - ۱۲۳ بہ تبدیل قافیہ)
[9] داغ ۱۱۵ - میر ۲۰۹ - [10] اکبر ۵۷ - تاج ۷۹ - رند ۱۲۸ / عالی ۱۷۶ - [11] قدر ۱۹۸ - [12] جلیل ۸۸ - داغ ۱۲۰ - [13] داغ ۱۱۹ - (احسان دخانم و صبا و لاجد - ۳۰۰ - ۱۰۸ - ۱۵۹ - ۲۵۳ بہ تبدیل قافیہ) لاجد ۲۵۴
[14] جلیل ۸۸ - ثاقب ۸۰ - شیفتہ ۱۶۴ -

آنکھ[1] تک بھی تو خجالت سے ملائی نہ گئی	ظہیر	پھر بھی کافر ترے دیدہ کی صفائی نہ گئی
مفت کی خلق میں احباب ہوا باندھتے ہیں	〃	وہ تو کیا اون کی ہوا تک بھی تو آئی نہ گئی
یہی دھڑکا رہا اب صبح ہوئی جاتی ہے	〃	وصل کی رات بھی تشویش جدائی نہ گئی
وہ بُرے بھی ہوئے دشمن سے تو ہم سے نہ ملے	〃	نہ گئی ہائے مقدر کی بُرائی نہ گئی
آگیا دھیان جدھر سے وہی پھر کی لکیر	〃	جم گئی دل میں جو کافر کے مٹائی نہ گئی
نوید[2] قتل ہے کس ننگ خانماں کیلئے	〃	بتاؤ صبح سے ہوتے ہیں یہ کہاں کے لئے
یہی ہے گردش افلاک اک جہاں کے لئے	〃	زمین سے کام زمانے نے آسماں کیلئے
یہ زندگی تو نہ ٹھیری بلائے جاں ٹھیری	〃	ہزار رنج ہیں اک جان ناتواں کے لئے
ذرا[3] ڈرتے رہو میری فغاں سے	〃	ملادوں گا زمیں کو آسماں سے
تمہارے ساتھ ہیں دشمن شب و روز	〃	یہ فتنے تم لگا لائے کہاں سے
موت[4] آجائے شب وصل سحر سے پہلے	〃	کاش اُٹھ جائیں ہمیں دردِ جگر سے پہلے
رحمتِ حق ہے جو پلّہ پہ تو کیا خوفِ جحیم	〃	ہو مقابل تو مرے دیدۂ تر سے پہلے
قتل پر باندھ کے تم نے اسے بدنام کیا	〃	ورنہ آگاہ نہ تھا کوئی کمر سے پہلے
تم[5] خدا جانے کہ کیا ہم پہ قیامت ڈھاؤ	〃	ایسی صورت پہ وفا ہو جو کبھی تھوڑی سی

۴ شعر

ظفر علی خاں لاہوری ۲۴۵

۲۵۸۳ - افزون

خدا نے آج تک اوس قوم کی حالت نہیں بدلی	ظفر علی خاں	نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا
اے[6] کہ ترا جمال ہے زینت محفل حیات	〃	دونوں جہاں کی رونقیں ہیں ترے حسن کی ذکات
ترے سلام کے لئے گلشن قدس کے طیور	〃	گھوم رہے ہیں ڈال ڈال جھوم رہے ہیں پات پات
سر پہ اندھیری رات ہے گھر گئی ہے گھنور یں ناؤ	〃	موج بلا ہے تاک میں دور ہے ساحل نجات

[1] جلیل ۸۷ - عزیز ۱۷۴ - [2] امیر ۳۷ - ذوق ۱۲۵ - فاضل ۲۵۲ - غالب ۱۸۳ ۵ مومن ۲۱۷
[3] جلیل ۸۷ - [4] حبیب ۹۸ - قدیر ۲۰۰ - سیفی ۱۴۷ - حالی ۹۶ - میکش ۲۲۴ - حفیظ ۱۰۱ - [5] آتش ۲۲۲ و آباد ۲۴۴ و اکبر ۲۵ و ناسخ ۲۳۲ جملہ بتبدیل قافیہ [6] خلق ۱۰۶ -

ردیف ع

۱ شعر — مرزا گھسیٹا عشق — ۲۴۶

۲۵۸۴ - افزوں۔

اوروں کا جگر یار جو تیروں سے سئے ہے	عشق	یہ عاشق جاں باختہ کس دن کے لئے ہے

۱ - شعر — بھکاری داس عزیز — ۲۴۷

۲۵۸۵ - افزوں۔

کرے[1] نہ یار اگر دل کو صاف کینے سے	عزیز	عزیز موت بھلی پھر تو ایسے جینے سے

۱ شعر — حکیم آغا جان عیش دہلوی — ۲۴۸

۲۵۸۶ - افزوں

اے[2] شمع صبح ہوتی ہے روتی ہے کس لئے	عیش	تھوڑی سی رہ گئی ہے اسے بھی گذار دے

۳ شعر — عاقل — ۲۴۹

۲۵۸۹ - افزوں

تیری الفت میں اے جان کے خواہاں کتنے	عاقل	تشنہ خوں ہیں میرے گبر و مسلماں کتنے
ایک امید بھی تجھ سے نہ بر آئی میری	〃	رہ گئے دل میں میرے حسرت و ارماں کتنے
نہیں ملتا ترے ناقہ کا پتہ اے لیلےٰ	〃	چھان مارے ترے مجنوں نے بیاباں کتنے

۱ - شعر — شاہ رکن الدین عشق — ۲۵۰

۲۵۹۰ - افزوں

ترے گلے سے تو رہتا لگا ہوا گل رو	عشق	مجھے یہ غم ہے کہ پھولوں کا ہار کیوں نہ ہوا

[1] بیتاب ۴۷ - آشفتہ ۶۲ - درد ۱۰۹ - [2] ذوق ۱۲۵ -

۲ شعر　　مہدی علی خاں
عاشق　　۲۵۱
۲۵۹۲ - افزوں

دونوں[1] رخسار ماہ پارے ہیں	عاشق	ابرو اور خال چاند تارے ہیں
راتیں کاٹی ہیں تارے گن گن کر	〃	تنکے چن چن کے دن گذارے ہیں

۶ شعر　　منشی امداد علیؒ
علوی　　۲۵۲
۲۵۹۸ - افزوں

کیا[2] فرشتوں کو خبر تھی کہ یہ خاکی پتلا	علوی	جان پڑتے ہی طلسمات کا پتلا ہوگا
جب[3] تلک مری خودی باقی رہی مجھ تھا	〃	رہ گیا پھر تو فقط نام خدا میرے بعد
وہ ہمیں تھے جو ہوا کرتے تھے پامال خرام	〃	نہ جما خاک پہ نقش کف پا میرے بعد
اے صنم بندہ کے دم سے ہے خدائی تیری	〃	تجھ کو بھی کوئی کہیگا نہ خدا میرے بعد
ابھی[4] کھل جاؤں تو سب راز حقیقت کھل جائے	〃	نامۂ حب حقیقی کا لفافہ میں ہوں
کیا ملک میری حقیقت کو سمجھتے علوی	〃	جس کا استاد نہ سمجھا وہ معمّا میں ہوں

۳ شعر　　کریم اللہ شاہ چشتی حیدرآبادی
عاشق　　۲۵۳
۲۶۰۱ - افزوں۔

خانۂ[5] دل میں خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا	عاشق	یار پہلو میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
قصرِ[6] تن میں میرے موجود ہے پایہ تیرا	〃	گھر کی کرسی ہے میری عرشِ معلیٰ تیرا
تو جو آیا ہے یہاں شکل بدل کر میری	〃	ایسا آتا ہے کسے رُوپ بدلنا تیرا

[1] رند ۱۲۹ بہ تبدیل بحر۔ [2] داغ ۱۱۳ - رند ۱۲۷ - شاق ۱۵۴ - غالب ۱۸۰ - فاضل ۲۵۲ - گویا ۲۰۴ - میر ۲۰۸ - سعین ۲۲۵ - [3] میکش ۲۲۴ - [4] وطن ۲۴۶ - [5] رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ شوق ۱۵۵ - ظہیر ۱۶۸ - وطن ۲۴۷ - (کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ)

ہز اگزالٹیڈ ہائینس جلالت الملک سلطان العلوم

۹ شعر　　۲۵۴

عثمان رض

۲۶۱۰ - افزون

نواب میر عثمان علی خان بہادر آصف سابع شاہ دکن خلداللہ ملکہٗ

ہوتی ہے عبرت گل و شبنم کا عالم دیکھکر　　کیا تماشا ہے کوئی گریاں ہو خنداں کوئی ہو

اپنے غمزوں کو سکھاتے ہیں وہ بہر قتل عام　　تیغ کوئی ہو سناں کوئی ہو پیکاں کوئی ہو

کیوں نہ کھل جائیں برنگ گل مرے زخم جگر　　صورت باد بہاری جب خراماں کوئی ہو

ہے خزاں کے بعد آنا موسم گل کا ضرور　　کل وہی آباد ہوگا آج جو ویرانہ ہے

سوز دل کو سوختہ جانوں سے عثمان پوچھیے　　شمع کیا جانے کہ جلتا کس لئے پروانہ ہے

کیا محفل ہستی کا نقشہ متغیر ہے　　ساقی ہے نہ مطرب ہے شیشہ ہے نہ ساغر ہے

نہاں نظر سے ہوا روئے یار مشکل ہے　　اب اپنے دل پہ ہمیں اختیار مشکل ہے

کسی کے غمزہ و انداز و ناز نے دل پر　　کئے وہ ظلم کہ جس کا شمار مشکل ہے

ہزار بار تمہیں آزما کے دیکھ لیا　　تمہارے وعدوں کا اب اعتبار مشکل ہے

---

۵۱ اسیر ۳۲ - آباد ۲۴ - بگر ۹۰ -

نواب صولت جنگ عابد حیدرآبادی ۲۵۵

۲ شعر
۲۶۱۱ افزوں۔

غلط سے کام لے عابد ذکر اتنی جلدی	عابد	وہ کہیں گے کہ ذرا صبر بھی یہاں میں نہیں
شہنشاہِ رسل میں اور آدم میں ہے یہ نسبت	〃	وہاں تھی ابتدا اوسکی یہاں ختم نبوت ہے

نواب عزیز یار جنگ عزیز حیدرآبادی ۲۵۶

۵۰ شعر
۲۶۶۲ - افزوں

جفا دیکھی تھی ستم دیکھا تھا	عزیز	نصیبوں میں رنج والم دیکھنا تھا
وہ آتے نہ آتے شب وعدہ لیکن	〃	مجھے دے کے سر کی قسم دیکھنا تھا
گئی گذری ہوئی باتوں سے حاصل؟	〃	اب اُن کا شکوہ کیا اون کا گلہ کیا
پیامِ شوق دے کر سوچتا ہوں	〃	کہوں کچھ اور بھی اس کے سوا کیا
آپنی اپنی غرض میں ہیں مشغول	〃	"کوئی اپنا نظر نہیں آتا
میں گروں غش میں وہ کہیں ہنس کر	〃	"کیا ہُوا کیا نظر نہیں آتا"
وہی ہے جام وہی مئے، وہی سبو لیکن	〃	بدل گئی ہیں زمانے کی نیتیں کیا کیا
ستم میں لطف، جفا میں ادا، نگاہ میں ناز	〃	عتاب میں بھی ہیں پنہاں عنایتیں کیا کیا
غیر کا رشک، تیرا جور، فلک کے آزار	〃	دل پہ نازل ہیں شب و روز بلائیں کیا کیا
میرے ان کے تو صفائی ہی مگر ڈرتا ہوں	〃	بیچ والے نہیں معلوم لگائیں کیا کیا
ایک طوفان ہے فرقت کی کہانی یارب	〃	ہم سنائیں بھی کسی کو تو سنائیں کیا کیا
کیا کہا کیا کہا ادھر دیکھو	〃	اب کسی سے نہیں رہا مطلب؟
"چپ رہو" اوس نے کہدیا ہنسکر	〃	نہ ہوا تھا ابھی ادا مطلب
کچھ عجب اون کی ہے سمجھ اُلٹی	〃	وہ سمجھتے ہیں دوسرا مطلب
مُنہ نہ کھلوائے خدا کے لئے	〃	جانتا ہوں میں آپکا مطلب

لہ امیر ۳۵ - حالی ۹۵ - داغ ۱۱۵ - مومن ۲۱۶ - بتبدیل قافیہ) کہ انشاء ۱۹ - میر ۲۱ - سہ امجد ۵۵
کہ یگانہ ۲۵۱ - بتبدیل قافیہ - شہ کیفی ۲۰۱ -

قیدِ ہستی سے نکلنا کوئی آسان نہ تھا	عزیز	بند رہتے تیرے آزاد کہاں تک آخر
وہ تو آئے ہیں نہ آئیں گے شبِ وصل کبھی	〃	انتظار اے دلِ ناشاد کہاں تک آخر
سرگذشت اپنی سناؤں تو سناؤں کیونکر	〃	حرف اک ایک رہے یاد کہاں تک آخر
زندگی بھر کا ہے اے داورِ محشر قصہ	〃	مختصر ہوگی یہ روداد کہاں تک آخر
ہجر میں چین کہاں اور تسلی کیسی	〃	ہائے تڑپے "دلِ ناشاد کہاں تک آخر"
ہونٹوں پر ان کے ہنسی ملتے ہیں آنکھیں نم گیں	〃	اٹھے ہیں خوابِ ناز سے وقت سحر ہیں باغ باغ
نکلے ہیں اس طرح سے وہ پہلو شوق سے میرے	〃	یوں تو ہیں کچھ خفا خفا دل میں مگر ہیں باغ باغ
ان[1] کو اس درجہ تنفر ہے دلِ عاشق سے	〃	خط بھی لکھا تو کہیں دال نہیں لام نہیں
کچھ خطا، کچھ جرم، کچھ میرا قصور؟	〃	اس طرح مجھ پر ستم، آخر یہ کیوں
تم سمجھ لو دیکھکر صورت میری	〃	میں کروں اظہارِ غم، آخر یہ کیوں
پختہ[2] کاری کا پتہ دیتی ہے خامی اونکی	〃	کان کے کچے ہیں مطلب کے مگر پکے ہیں
یہ تو فرمائی قسموں کی ضرورت کیا تھی	〃	آپ اقرار کے وعدوں کے اگر پکے ہیں
ہم لٹا دیں گے محبت میں متاعِ ہستی	〃	ہم دکھا دیں گے ارادے کے اگر پکے ہیں
بزمِ دشمن میں دیکھکر تم کو	〃	کیا گذرتی ہے کیا خبر تم کو
معلق[3] رہ گئیں دونوں نظر اونکی فغاں میری	〃	نہ یہ اوس پار ہوتی ہے نہ وہ اس پار ہوتی ہے
سمجھ لیتے ہیں وہ کہنے سے پہلے آرزو دل کی	〃	خموشی میری گویا باعثِ اظہار ہوتی ہے
اب[4] بھی گر پڑ کے یہ تا عرش پہونچ جاتے ہیں	〃	ناتوانی میں بھی نالوں کی رسائی نہ گئی
وعدہ کے ساتھ ساتھ تبسم کا کیا عمل	〃	پہلو بچاؤ کا بھی تمہارے سخن میں ہے
جامِ خالی ہے بھرے بیٹھے ہیں پینے والے	〃	آج میخانہ کا کچھ رنگ نیا ہے کیا ہے
ہاتھ کھولو نہ چھپاؤ ادھر آؤ دیکھوں	〃	خون دل ہے میرا یا رنگِ حنا ہے کیا ہے
اوس نے کچھ اس طرح پوچھا دردِ دل	〃	مجھ کو کہنا ہی پڑا آرام ہے
میں[5] روتا ہوں پکڑ کر ان کا دامن	〃	وہ آنسو پونچھتے ہیں آستیں سے

[1] امانت ۲۵ - صفی ۱۶۰ - [2] معین ۲۲۶ بہ تبدیل ردیف - [3] اختر ۵۲ - فیس ۱۹۹ -
[4] نظیر ۱۶۱ - جلیل ۸۷ - [5] جلال ۸۳ - امیر ۳۷ - داغ ۱۲۱ - میر ۲۱۰ -

بعد فنا بھی اون کی کدورت نہیں گئی	عزیز	دامن بچا کے چلتے ہیں میرے غبار سے
آسمان[1] ہے ترے قدموں سے میری گھر کی زمیں	〃	کہ وہاں چاند یہاں نقشِ قدم ہوتا ہے
کس طرح رازِ محبت میں چھپاؤں یارب	〃	اشک رُکتے ہیں تو آنکھوں پہ وَرم ہوتا ہے
نہ کبھی غیر سے افسوس محبت نہ کبھی	〃	مجھ کو بھی بخ ترے سر کی قسم ہوتا ہے
بے[2] سبب گالیاں ہُوا کیا ہے	〃	منہ سنبھالو بُرا بھلا کیا ہے
شکوۂ غیر پر جواب ملا	〃	جھوٹ کہنے سے فائدہ کیا ہے
لیجئے مفت ہی ہمارا دل	〃	اس میں نقصان آپ کا کیا ہے
سُن کے گھبراؤ گے بہت دیکھو	〃	یہ نہ پوچھو کہ مدعا کیا ہے
نشہ میں چُور ہیں ساغر اُٹھا نہیں سکتے	〃	وہ مجھ کو ہاتھ سے اپنے پلا نہیں سکتے
عزیز روٹھ گئے ہیں اگر وہ باتوں میں	〃	تو کیا ہُوا، تم انہیں کیا منا نہیں سکتے؟
میں[3] گرا قدموں پر اُن کے اضطرابِ شوق میں	〃	اور وہ گھبرا کے دامن کی ہَوا دینے لگے
زیارت[4] گاہ ہے تربت ہماری دردمندوں کی	〃	سحر کو روز بلبلِ شام کو پروانہ آتا ہے
وہ آئے میہمان ہو کر تو اِس انداز سے آئے	〃	یہ سمجھے دیکھنے والے کوئی بیگانہ آتا ہے

۲ شعر

عصمت رحمت زمانی بیگم ۲۵۷

۲۶۶۴ - افزوں۔ علیا حرم ہائینس رامپور

ایسے[5] بیمار کی دوا کیا ہے	عصمت	جو بتاتا نہیں ہُوا کیا ہے
درد پر دوسروں کے ہنس دینا	〃	یہ بھی اچھا ہے تو بُرا کیا ہے

۲ شعر

عُرفی ۲۵۸

۶۶۶۶ - افزوں۔

بے مہر التماسِ تمنّا پہ ہنس پڑا	عرفی	کتنے خجل ہوئے نگہِ التجا کے بعد
تسکین کے بعد عُمرِ خضر بھی تو دیجئے	〃	کیونکر جئیں گے وعدۂ صبر آزما کے بعد

[1] (آتش ۲۳۔ وزیر ۲۲۶ قدر ۱۹۸ قلندر ۱۹۹ سودا ۲۱۷ گویا ۲۰۴ تاباں ۶، غالب ۱۸۳ طبع تبدیل قافیہ)
[2] غالب ۱۸۴ عصمت ۱۷۵۔ قدر ۱۹۸۔ [3] جلیل ۸۸ [4] جلیل ۸۸۔ داغ ۱۱۹۔ [5] عزیز ۱۷۵۔ غالب ۱۸۴۔ قدر ۱۹۸۔

عزیز دہلوی ۲۵۹

۱ شعر
۲۶۶۷ - افزون

جوں شمع شغل ترے سراپا نیاز کا	عزیز	جلنا جو سوز کا ہے تو رونا گداز کا

عرش ۲۶۰

۲ شعر
۲۶۶۹ - افزوں

اسیری کا زمانہ کس طرح گذرا ہے کیا کہیئے	عرش	قفس کو راستہ جاتا تھا سوئے آشیاں ہو کر
آسیا کہتی ہے ہر صبح باوازِ بلند		رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے

راجہ بہادر نرسنگراج عالی حیدرآبادی ۲۶۱

۱۰ شعر
۲۶۷۹ - افزون

سب گنہ بھول گیا اک اسی اُمید پہ میں	عالی	کوئی مایوس نہ اللہ کے گھر سے نکلا
وہ گھڑی کیسی مبارک تھی خدا پھر لائے	″	روٹھنا اون کا شبِ وصل منانا اپنا
بُت خدا بن گئے معاذ اللہ!	″	نہیں اچھی غرور کی باتیں
کون کہتا ہے کہ تو خوگرِ بیداد نہیں	″	مجھ میں پہلی سی مگر طاقتِ فریاد نہیں
لطفِ گل کیا ہو گلستان کا مزہ کیا آئے	″	آج بلبل کو یہ شکوہ ہے کہ صیاد نہیں
ہائے کیا کیا نہ جوانی کے مزے تھے لیکن	″	یاد اتنا ہی رہا مجھ کو کہ کچھ یاد نہیں
زمیں پر رہ کے تم خود کو نہ بھولو	″	ابھی سر پر تمہارے آسماں ہے
عنایت ہے یہ چشمِ خونفشاں کی	″	حقیقت کھولدی زخمِ نہاں کی
جہاں بھی ہم رہے منت کشِ جہاں نہ رہے	″	ہم ایسی شان سے کب زیرِ آسماں نہ رہے
اسی پہ ساکھ ہر اک بات کی ہے دنیا میں	″	نہیں ہے قیمتِ انسان اگر زباں نہ رہے

۱ داغ ۱۱۲ - ۲ اکبر ۴۱ - جلیل ۸۵ - حفیظ ۱۰۰ - وزیر ۲۴۵ - ظہیر ۱۶۲ - فروغ ۱۹۱ (امیر ۳۵ بہ تبدیل قافیہ)
۳ ضامن ۱۶۳ - ۴ اکبر ۵۶ - رند ۱۲۸ - ظہیر ۱۶۸ - تاج ۷۹ - ۵ آتش ۲۲ - بیتاب ۱۹ - سنگر ۱۵۲ - نبہ ۵ ۶۵ - ناسخ ۳۰
۶ صفیر ۱۶۱ - ۷ آبا ۶۲ - رشید ۱۳۵ - حیدر ۱۰۲ - مومن ۲۲۶ - اثر ۵۳ - علی ۱۷۸ - اسد ۵۶ - مزاج ۲۲۴ - عاجز ۱۴۸ -

۱۰ شعر　حافظ ابو نعیم عیش حیدرآبادی ۲۶۲
۲۶۸۹ - افزوں

آج[1] وہ جلوہ دہِ صبح بہاراں ہوگا	عیش	اب تو ہر پھول کے دامن میں گلستاں ہوگا
پہلے ہو جاؤں من و تو کی حدوں سے باہر	〃	پھر ادا سجدۂ سنگِ درِ جاناں ہوگا
تاثیر[2] دے خدا مرے دل کی پکار میں	〃	کیا کیا تڑپ ہے درد کے سرمایہ دار میں
یہ کیا بہار، دامنِ گل چاک چاک کیوں؟	〃	سمجھے کوئی خزاں کی سیاست بہار میں
یہ کس کو خبر ہے کہ کدھر دیکھ رہا ہوں	〃	تیری ہی تجلی ہے جدھر دیکھ رہا ہوں
اب فرق نہیں عیش محبت میں ہوس میں	〃	ہر عیب بانداز ہنر دیکھ رہا ہوں
ملیں نرگس کو آنکھیں، سرو کو قد، پھول کو عارض	〃	چمن والوں میں صدقہ بٹ گیا تری جوانی کا
ترے[3] برباد سامان کو قفس بھی آشیانہ ہے	〃	غنیمت ہے کہ صورت ہو گئی ہے سر چھپانے کی
شکستِ ضبط تو ہیں رہ و رسمِ محبت ہے	〃	نہ کر عادت رہِ الفت میں تھک کر بیٹھ جانے کی
قفس بردوش اٹھ جا چھوڑ امیدِ رہائی کی	〃	نہ ڈر گلچیں سے، برہم کائناتِ گلستاں کر دے

۱ شعر　عبد العزیز صدیقی عزیز حیدرآبادی ۲۶۳
۲۶۹۰ افزون

ہمیشہ[4] جھومتا رہتا ہے سبزہ اپنی تربت کا	عزیز	پسِ مردن بھی ہے باقی اثر جوشِ محبت کا

۱ شعر　غلام شاہد عاقل حیدرآبادی ۲۶۴
۲۶۹۱ - افزون

گر[5] رہی تھیں بجلیاں اور جل رہا تھا آشیاں	عاقل	ہم لپٹ کر رو رہے تھے دامنِ صیاد سے

۵ شعر　علی احمد علی حیدرآبادی ۲۶۵
۲۶۹۶ - افزوں

---

[1] مومن ۲۱۴ - گویا ۲۰۴ - [2] ضامن ۱۶۴ - حفیظ ۱۰۰ - [3] افسر ۶۳ - غالب ۱۸۴ - [4] جان ۸۲ - حیدر ۱۰۲ - علی ۱۹۳ - قصیر ۲۳۳ - ظفر ۱۶۶ - لاحد ۲۵۳ - [5] سعید ۱۴۴ - مہتاب ۷۵

ہے[1] وُرودِ فصلِ گُل دراصل تمہیدِ خزاں	علی	زندگی کو موت کا عنوان سمجھا کیجئے
منزلِ مقصد کا ملنا جستجو کی موت ہے	"	ہے یہی منزل کہ منزل سے کنارا کیجئے
فسانہ[2] حسن و محبت کا مختصر یہہ ہے	"	اِدھر بہار نہ آئے اُدھر خزاں نہ رہے
موج[3] و گرداب کی زد پر رہی کشتی اپنی	"	ہم نے پیدا کئے ساحل انہیں طوفانوں سے
ہیری ہستی کا ہے اک یہ بھی مقام اے ساقی	"	اب نہ بخشیوں سے تعلق ہے نہ پیمانوں سے

۳ شعر

نواب غلام صدیق[4] عابدؔ حیدرآبادی ۲۶۶

۲۶۹۹ - افزوں

نالہ و[5] فریاد سے گو آپ نے روکا ہمیں	عابد	صبر جب حد سے گذر جائے تو پھر کیا کیجئے
آپ کو آرایش گیسو سے جب فرصت ملے	"	کچھ میری تقدیر کے بھی بل نکالا کیجئے
جسے[6] سن سکو تم جسے کہہ سکوں میں	"	فسانہ میرا وہ فسانہ نہیں ہے

۱ شعر

گرو چرن داس سکسینہ عاجزؔ حیدرآبادی ۲۶۷

۲۷۰۰ - افزوں

وہ[6] بزم اب نہ رہی اب وہ مہرباں نہ رہے	عاجز	بس اونکی یاد ہے یارانِ رفتگاں نہ رہے

ردیف غ

ناظم جنگ نجم الدولہ دبیر الملک

۱۸۱ شعر

غالبؔ ۲۶۸

۲۸۸۱ - افزوں

مرزا اسد اللہ خاں (دہلوی)

---

[1] سعید ۱۴۴ - مونس ۲۲۶ - عابد ۱۷۸ - رشید ۱۳۵ - اثر ۵۳ - آباد ۶۲ - اسد ۵۶ - حیدر ۱۰۲ - سرور ۱۴۸ [2] حیدر ۱۰۲ - عالی ۱۷۶ - مونس ۲۲۶ - رشید ۱۳۵ - آباد ۶۲ - مزاج ۲۲۴ - اثر ۵۳ - سعید ۱۴۵ - عاجز ۱۷۸ - اسد ۵۶ [3] صبا ۱۹۳ [4] آباد ۶۲ - اسد ۵۶ - رشید ۱۳۵ - حیدر ۱۰۲ - سرور ۱۴۸ - مونس ۲۲۶ - علی ۱۷۸ - اثر ۵۳ - سعید ۱۴۴ [5] اظہر ۶۲ - شوق ۱۵۸ [6] اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - اثر ۵۳ - رشید ۱۳۵ - عالی ۱۷۶ - حیدر ۱۰۲ - مزاج ۲۲۴ - مونس ۲۲۶ - رشید ۱۳۵ - عابد ۱۷۸ - علی ۱۷۸ -

سب کو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا	غالب	روبرو کوئی بتِ آئینہ سیما نہ ہوا
بندگی میں بھی وہ آزادہ و خودبیں ہیں کہ ہم	〃	اُلٹے پھر آئے درِ کعبہ اگر وا نہ ہوا
ذکر[1] اُس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا	〃	بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا
مے وہ کیوں بہت پیتے بزمِ غیر میں یارب	〃	آج ہی ہوا منظور اُن کو امتحاں اپنا
دردِ دل لکھوں کب تک جاؤں اُن کو دکھلاؤں	〃	انگلیاں فگار اپنی خامہ خونچکاں اپنا
ہم کہاں کے دانا تھے کس ہنر میں یکتا تھے	〃	بے سبب ہوا غالب دشمن آسماں اپنا
رہ گئی[2] قتل گہِ عام میں عزت میری	〃	آج قاتل نے مجھے لاکھ میں چن کر مارا
دل[3] کو ہم صرفِ وفا سمجھے تھے کیا معلوم تھا	〃	یعنی یہ پہلے ہی نذرِ امتحاں ہو جائیگا
یہ کہاں[4] تھی میری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا	〃	اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا	〃	کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیرِ نیم کش کو	〃	یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
دَر[5] پہ رہنے کو کہا اور کہہ کے کیسا پھر گیا	〃	جتنے عرصہ میں میرا لپٹا ہوا بستر کھلا
عشق[6] سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا	〃	درد کی دوا پائی درد لا دوا پایا
زخم[7] نے داد نہ دی تنگیٔ دل کی یارب	〃	تیر بھی سینۂ بسمل سے پہ افشاں نکلا
بوئے گل، نالۂ دل، دودِ چراغِ محفل،	〃	جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا
دوستدارِ غمخواری میں میری سعی فرمائیں گے کیا	〃	زخم کے بھرنے تلک ناخن بڑھ آئیں گے کیا
حضرتِ ناصح گر آئیں، دیدہ و دل فرشِ راہ	〃	کوئی مجھ کو یہ تو سمجھا دیں کہ سمجھائیں گے کیا
بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک	〃	ہم کہیں گے حالِ دل اور آپ فرمائیں گے کیا
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	〃	ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
ہُوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا	〃	نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
یوسف[8] اس کو کہو اور کچھ نہ کہے خیر ہوی	〃	گر بگڑ بیٹھے تو میں لائقِ تعذیر بھی تھا
پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق	〃	آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا؟

[1] توفیق ۷۰۔ داغ ۱۱۳۔ مومن ۲۱۴۔ [2] وزیر ۲۴۴۔ قدر ۱۹۷۔ گویا ۲۰۴۔ ناسخ ۲۲۹۔ امیر ۳۳۔ آسیؔ ۵۰
داغ ۱۱۲۔ [3] امجد ۵۶ [4] نصیر ۲۳۴ (تاج ۷۹ بہ تبدیلِ قافیہ)

دردِ منت کشِ دوا نہ ہوا	غالب	میں نہ اچھا ہوا، بُرا نہ ہوا
جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو	〃	اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا
ہے خبر گرم ان کے آنے کی	〃	آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا
جان دی، دی ہوی اُسی کی تھی	〃	حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا
دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز	〃	پھر ترا وقتِ سفر یاد آیا
زندگی یوں بھی گذر ہی جاتی	〃	کیوں ترا راہگذر یاد آیا
عرضِ نیازِ عشق کے قابل نہیں رہا	〃	جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا
پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے	〃	کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا
عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا	〃	دردِ کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا
اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ	〃	اس قدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا
ضعف سے گریہ مبدل بہ دمِ سرد ہوا	〃	باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
تجھ سے قسمت میں مری صورتِ قفلِ ابجد	〃	تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا
بس کہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	〃	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا
کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ	〃	ہائے! اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا
حیف اس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب	〃	جس کی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا
کیا ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے	〃	ہے ترے حسنِ دل افروز کا زیور سہرا
ناؤ بھر کر ہی پروئے گئے ہوں گے موتی	〃	ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا
سات دریا کے فراہم کئے ہونگے موتی	〃	تب بنا ہوگا اس انداز کا گز بھر سہرا
رخِ روشن کی دمک، گوہرِ غلطاں کی چمک	〃	کیوں نہ دکھلائے فروغِ مہ و اختر سہرا
یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے	〃	رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا
"کون ہوتا ہے حریفِ مئے مردافگنِ عشق؟"	〃	ہے مکرر لبِ ساقی میں صلا میرے بعد
آئے ہے بیکسیٔ عشق پہ رونا غالب	〃	کس کے گھر جائیگا سیلابِ بلا میرے بعد

۱؎ امجد ۵۵ صاحب عالم ۱۵۹۔ ۲؎ حیفا ۱۰۰ (خلعر ۱۶۶ بہ تبدیل قافیہ) ۳؎ چکبست ۹۲۔ ۴؎ جلیل ۸۵۔
آکبر ۱۴۱۔ ذوق ۱۲۲۔ ۵؎ رند ۱۲۷۔ شاہین ۱۵۴۔ فاضل ۲۵۲۔ علوی ۱۷۱۔ گویا ۲۰۴۔ میر ۲۰۸۔ سہین ۲۲۵۔

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملیں گے	غالب	کیا خوب، قیامت کا ہی گویا کوئی دن اور
تم ماہِ شبِ چار دہم تھے مرے گھر کے	〃	پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشہ کوئی دن اور
نہ لڑنا ناصح سے غالب کیا ہوا گر اوس نے شدت کی[1]	〃	ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر
کیوں[2] جل گیا نہ تابِ رخِ یار دیکھکر	〃	جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھکر
بک جاتے ہیں ہم آپ متاعِ سخن کیساتھ	〃	لیکن عیارِ طبعِ خریدار دیکھکر
اسد[3] بسمل ہے کس انداز کا قاتل سے کہتا ہے	〃	"تو مشق ناز کر خونِ دو عالم میری گردن پر"
ہر چند[4] ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو	〃	بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کے بغیر
کام اوس سے آپڑا ہے کہ جس کا جہان میں	〃	لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر
کیونکر اوس بت سے رکھوں جانِ عزیز	〃	کیا نہیں ہے مجھے ایماں عزیز؟
آہ کو چاہئے اک عمر اثر ہونے تک	〃	کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک
ہم نے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن	〃	خاک ہو جائیں گے ہم تم کو خبر ہونے تک
رات[5] کے وقت مے پیے ساتھ رقیب کو لئے	〃	آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں
میں نے کہا کہ بزمِ ناز چاہئے غیر سے تہی	〃	سن کے ستم ظریف نے مجھکو اٹھا دیا کہ "یوں"
دل[6] ہی تو ہے نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں	〃	روئیں گے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں"
دیر نہیں حرم نہیں در نہیں آستاں نہیں	〃	بیٹھے ہیں رہگزر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں
واں وہ غرورِ عز و ناز یاں یہ حجابِ پاسِ وضع	〃	راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں
قیدِ حیات و بندِ غم اصل میں دونوں ایک ہیں	〃	موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں
ہاں وہ نہیں خدا پرست جاؤ وہ بے وفا سہی	〃	جس کو ہو دین و دل عزیز اوسکی گلی میں جائے کیوں
زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن[7]	〃	غیر سمجھا ہے کہ لذت زخمِ سوزن میں نہیں
کب[8] سے ہوں کیا بتاؤں جہانِ خراب میں	〃	شبہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں
مجھ تک کب اوسکی بزم میں آتا تھا دورِ جام	〃	ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں
لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا	〃	لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب میں

[1] میر ۲۱۹ - [2] مومن ۲۱۵ بہ تبدیل قافیہ - [3] سعید ۱۴۴ - کیفی ۲۰۲ - [4] آرزو ۵۴ - [5] شہیدی ۱۵۰ - [6] امجد ۵۶ - ترکی ۷۷ - داغ ۱۱۵ - ناظر ۲۴۲ - [7] اسیر ۳۲ - آباد ۲۴ - شیفتہ ۱۴۹ - بحر ۶۸ - ذوق ۱۲۳ مومن ۲۱۵ - رائج ۱۳۲ - قلق ۱۹۴ - ناسخ ۲۳۰ -

مہربان[1] ہو کے بلا لو مجھے چاہو جس وقت	غالبؔ	میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آ بھی نہ سکوں
زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر ورنہ	〃	کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں
جہاں[2] تیرا نقشِ قدم دیکھتے ہیں	〃	خیاباں خیاباں اِرم دیکھتے ہیں
تیرے سرو قامت سے اِک قدِ آدم	〃	قیامت کے فتنہ کو کم دیکھتے ہیں
تماشا کرا اے محوِ آئینہ داری	〃	تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں
وہ[3] آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے	〃	کبھی ہم ان کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
نظر لگے نہ کہیں اوس کے دست و بازو کو	〃	یہ لوگ کیوں مرے زخمِ جگر کو دیکھتے ہیں
ترے جواہر طرفِ کلہ کو کیا دیکھیں	〃	ہم اوجِ طالعِ لعل و گہر کو دیکھتے ہیں
قید[4] میں یعقوبؑ نے لی گو نہ یوسفؑ کی خبر	〃	لیکن آنکھیں روزنِ دیوارِ زنداں ہو گئیں
نیند اوسکی ہے دماغ اوس کا ہے راتیں اوسکی ہیں	〃	تیری زلفیں جس کے بازو پر پریشاں ہو گئیں
رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج	〃	مشکلیں مجھ پر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں
گر یونہی روتا رہا غالبؔ تو اے اہلِ جہاں	〃	دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں
چھوڑا[5] نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں	〃	ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں
جانا پڑا رقیب کے در پہ ہزار بار	〃	اے کاش جانتا نہ ترے رہگذر کو میں
ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے	〃	دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں
دل میں ہے یار کی صفِ مژگاں سے رو کشی	〃	حالانکہ طاقتِ خلشِ خار بھی نہیں
اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا	〃	لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں
شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبالِ دوش	〃	صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں
مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں	〃	ایک چکر ہے مرے پاؤں میں زنجیر نہیں
دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں	〃	خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں
کرتے ہیں مجھ کو منعِ قدمبوس کس لئے	〃	کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں
کہتے ہیں جیتے ہیں امید پہ لوگ	〃	ہم کو جینے کی بھی اُمید نہیں

[1] ش ۱۵۳ - [2] لعل ۲۰۵ [3] ذوق ۱۲۳ [4] داغ ۱۱۵ - کیفی ۲۰۲ [5] فانی ۱۹۰ - داغ ۱۱۶ - بیل ۸۵ -

کہتے[1] ہو کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں	غالب	گویا جبین پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں
ہم کو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز	〃	نا مہرباں نہیں ہے اگر مہرباں نہیں
غرۂ اوج بنائے عالم امکاں نہ ہو	〃	اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن
قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں	〃	رنگ لائیگی ہماری فاقہ مستی ایک دن
کسی[2] کو دے کے دل کوئی نوائے فغاں کیوں ہو	〃	نہ ہو جب دل ہی سینہ میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو
وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں	〃	سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو
کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو	〃	نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا رازداں کیوں ہو
وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا	〃	تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو
یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے	〃	ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو
قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم	〃	گری ہے جس پہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو
دھوتا[3] ہوں جب میں پینے کو اس سیم تن کے پانو	〃	رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانو
الجھتے[4] ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ	〃	جو تم سے شہر میں ہوں ایک دو تو کیونکر ہو
پیدا ہوی ہے کہتے ہیں ہر درد کی دوا	〃	یوں ہو تو چارۂ غم الفت ہی کیوں نہ ہو
ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال	〃	ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہ ہو
وفاداری[5] بشرط استواری اصل ایماں ہے	〃	مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو
زباں[6] پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا	〃	کہ میری نطق نے بوسے میری زباں کے لئے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے	〃	اٹھا اور اٹھ کے قدم میں نے پاسباں کے لئے
اور[7] بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا	〃	ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے
ان کے دیکھے سے جو آجاتی ہے منہ پر رونق	〃	وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
شکوہ[8] کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے	〃	یہ بھی مت کہہ کہ جو کہئے تو گلہ ہوتا ہے
نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا اور اب	〃	لب تک آتا ہے جو ایسا ہی رسا ہوتا ہے
مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو		اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیئے

[1] آتش ۲۱ - اصغر ۵۱ - آرزو ۳۰ - داغ ۱۱۷ - قلق ۱۹۵ - مومن ۲۱۵ - ضامن ۱۶۴ - ناسخ ۲۳۰ - [2] داغ ۱۱۷ لاجد ۲۵۳ - [3] سیف ۱۴۲ بہ تبدیل بحر - [4] ظفر ۱۶۷ بہ تبدیل بحر و قافیہ - [5] دبیر ۱۱ - [6] ظہیر ۱۶۹ - امیر ۳۷ - ذوق ۱۲۵ - فاضل ۲۵۲ - مومن ۲۱۷ - [7] امیر ۳۷ - داغ ۱۱۸ - جلیل ۸۷ [8] وزیر ۲۴۶ - تاباں ۷۶ - قدر ۱۹۸ - مومن ۲۱۷ =

نہ کرتا کاش نالہ مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم	غالبؔ	کہ ہوگا باعثِ افزائشِ دردِ دروں وہ بھی
کھُلے گا کس طرح مضموں میرے مکتوب کا یارب	〃	قسم کھائی ہے اوس کافر نے کاغذ کے جلانے کی
اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ	〃	ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے
قطع[1] کیجئے نہ تعلق ہم سے	〃	کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خُو ڈالیں گے	〃	بے نیازی تیری عادت ہی سہی
یار سے چھیڑ چلی جائے اسدؔ	〃	گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی
بارہا دیکھی ہیں ان کی رنجشیں	〃	پر کچھ اب کی سرگرانی اور ہے
ہو چکیں غالبؔ بلائیں سب تمام	〃	ایک مرگِ ناگہانی اور ہے
دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اوس نے کہا	〃	میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے
گرچہ ہے کس کس بُرائی سے ولے باایں ہمہ	〃	ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اوس محفل میں ہے
کہاں تک روؤں اس کے خیمہ کے پیچھے قیامت ہے	〃	میری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی
کوئی[2] امید بر نہیں آتی	〃	کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن معین ہے	〃	نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد	〃	پر طبیعت اِدھر نہیں آتی
داغِ دل گر نظر نہیں آتا	〃	بُو بھی اے چارہ گر نہیں آتی؟
کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالبؔ	〃	شرم تم کو مگر نہیں آتی
دلِ[3] ناداں تجھے ہوا کیا ہے	〃	آخر اس درد کی دوا کیا ہے
میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں	〃	کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے
جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود	〃	پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے؟
ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا	〃	اور درویش کی صدا کیا ہے
بے خودی بے سبب نہیں غالبؔ	〃	کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے
کب وہ سنتا ہے کہانی میری	〃	اور پھر وہ بھی زبانی میری؟

[1] عیش ۱۷۷-۱ فسر ۶۳ - [2] تصویر ۷۸ - [3] اکبر ۴۵ بہ تبدیل قافیہ - [4] عصمت ۱۷۵ - عزیز ۱۷۵ - قدر ۱۹۸

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے	غالبؔ	تمہیں کہو کہ "یہ اندازِ گفتگو کیا ہے"
نہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا	〃	کوئی بتاؤ کہ وہ شوخِ تند خو کیا ہے
یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تم سے	〃	وگرنہ خوفِ بدآموزیٔ عدو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن	〃	ہماری جیب کو اب حاجتِ رفو کیا ہے
رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل	〃	جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
پیوں شراب اگر خم بھی دیکھ لوں دو چار	〃	یہ شیشہ، و قدح، و سا غر، و سبو کیا ہے
زندگی اپنی جب اس طرح سے گذری غالبؔ	〃	ہم بھی کیا یاد کریں گے کہ خدا رکھتے تھے
تپش سے میری وقفِ کشمکش ہر تارِ بستر ہے	〃	میرا سر رنج بالیں ہے میرا تن بارِ بستر ہے
وہ آیا بزم میں دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے	〃	شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمایش ہے
نکتہ چیں ہے غمِ دل اوس کو سنائے نہ بنے	〃	کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے
میں بلاتا تو ہوں اوس کو مگر اے جذبۂ دل	〃	اوس پہ بن جائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے
بوجھ وہ سر سے گرا ہے کہ اٹھائے نہ اٹھے	〃	کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
سنبھلنے دے مجھے اے نا امیدی کیا قیامت ہے	〃	کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے
قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہم سفر غالبؔ	〃	وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں	〃	بھولے سے اوس نے سینکڑوں وعدے وفا کئے
سیاہی جیسے گر جائے دمِ تحریر کاغذ پر	〃	میری قسمت میں یوں تصویر ہے شبہائے ہجراں کی
لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جائے مجھے	〃	میرا ذمہ دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے
رونے سے اور عشق میں بے باک ہو گئے	〃	دھوئے گئے ہم ایسے کہ بس پاک ہو گئے
کہوں جو حال تو کہتے ہیں مدعا کہیئے	〃	تمہیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیئے
نہیں ذریعۂ راحت جراحتِ پیکاں	〃	وہ زخمِ تیغ ہے جس کو کہ دل کشا کہیئے
رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجئے	〃	کٹے زبان تو خنجر کو مرحبا کہیئے
سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسشِ حال	〃	کہ یہ کہے کہ "سرِ رہگذر ہے کیا کہیئے"

لہ دیوان - ۵۲ - آگاہ ۶۴ - برتر ۱۷۰ - ساحر ۱۴۵ - ضو ۱۶۵ =

سفینہ جب کہ کنارے پہ آلگا غالبؔ	غالبؔ	خدا سے کیا ستم و جورِ ناخدا کہئے
بازیچۂ[1] اطفال ہے دنیا مرے آگے	〃	ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے
ایک کھیل ہے اورنگِ سلیماں مرے نزدیک	〃	اک بات ہے اعجازِ مسیحا مرے آگے
سچ کہتے ہو خود بیں و خود آرا ہوں نہ کیوں ہوں	〃	بیٹھا ہے بتِ آئینہ سیما مرے آگے
گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے	〃	رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن	〃	بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے
ہوئی جن سے توقع خستگی کے داد پانے کی	〃	وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغِ ستم نکلے
ابنِ مریم ہوا کرے کوئی	〃	میرے دکھ کی دوا کرے کوئی
بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ	〃	کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی
نہ سنو گر برا کہے کوئی	〃	نہ کہو گر برا کرے کوئی
کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند	〃	کس کی حاجت روا کرے کوئی
جب توقع ہی اٹھ گئی غالبؔ	〃	کیوں کسی کا گلہ کرے کوئی
پھونکا[2] ہے کس نے گوشِ محبت میں اے خدا	〃	افسونِ انتظار تمنا کہیں جسے
غالبؔ برا نہ مان جو واعظ برا کہے	〃	ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے
واعظ[3] نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو	〃	کیا بات ہے تمہاری شرابِ طہور کی
گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں	〃	کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی
لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اٹھا	〃	گویا ابھی سنی نہیں آوازِ صور کی
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب	〃	آؤ نا؟ ہم بھی سیر کریں کوہِ طور کی
نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی	〃	امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق	〃	نوحۂ غم ہی سہی، نغمۂ شادی نہ سہی
شق[4] ہو گیا ہے سینہ خوشا لذتِ فراق	〃	تکلیفِ پردہ داریٔ زخمِ جگر گئی
تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم	〃	میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے

[1] حسرت ۹۸۔ [2] ساحر ۱۴۶۔ جوش ۹۲۔ رسا ۱۳۴۔ اصغر ۵۳۔ اختر ۵۲۔ [3] اکبر ۴۹۔
[4] فغاں ۱۸۷۔

اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعد قتل	غالب	میرے پتہ سے خلق کو کیوں تا اگہر ملے
مدت ہوئی ہے یار کو مہماں کئے ہوئے	″	جوشِ قدح سے بزم چراغاں کئے ہوئے
کرتا ہوں جمع پھر جگرِ لخت لخت کو	″	عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگاں کئے ہوئے
پھر پرسشِ جراحتِ دل کو چلا ہے عشق	″	سامانِ صد ہزار نمکداں کئے ہوئے
پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں	″	سر زیرِ بارِ منتِ درباں کئے ہوئے

ردیف ف

۱۶ شعر — ۲۸۹۷ - افزوں - اشرف علی خاں فغاں — ۲۶۹

کباب[1] ہو گیا آخر کو کچھ بُرا نہ ہوا	فغاں	عجب یہ دل ہے جلا بھی تو بے مزہ نہ ہوا
دل میں زاہد کے جو جنت کے ہوا کی ہوس	″	کوچۂ یار میں کیا سایۂ دیوار نہ تھا
دل[3] بستگی قفس سے یہاں تک ہوئی مجھے	″	گویا کبھی چمن میں میرا آشیاں نہ تھا
خط[4] دیجیو چھپا کے ملے وہ اگر کہیں	″	لینا نہ میرے نام کو اے نامہ بر کہیں
بادِ صبا تو عقدہ کشا اوسکی ہو جیو	″	مجھ سا گرفتہ دل نظر آئے اگر کہیں
میری طرف سے خاطرِ صیاد جمع ہے	″	کیا اڑ سکے گا طائرِ بے بال و پر کہیں
رونا جہاں تلک تھا میری جان رو چکا	″	مطلق نہیں ہے چشم میں نم کا اثر کہیں
باور اگر تجھے نہیں آتا تو دیکھ لے	″	آنسو کہیں ڈھلک گئے لختِ جگر کہیں
بے فائدہ ہے آرزوئے سیم و زر فغاں	″	کس زندگی کے واسطے یہ دردِ سر فغاں
بوئے کباب سوختہ آتی ہے خاک سے	″	دامن سے کیا گرا کوئی لختِ جگر فغاں
تقویت[2] ہے داغ سے میرے دلِ بیمار کو	″	اے فلاطوں کہہ تو کیا کہتے ہیں اس بیمار کو
کہتے[5] ہیں فصلِ گل تو چمن سے گذر گئی	″	اے عندلیب تو نہ قفس ہیچ مر گئی
صحبتِ گل ہے فقط بلبل سے کیا بگڑی ہوئی	″	آج کل سارے چمن کی ہے ہوا بگڑی ہوئی
آدمی کہتے ہیں جس کو ایک پتلا کال کا ہے	″	پھر کہاں کل اوسکی جب کل ہو ذرا بگڑی ہوئی

[1] میر ۶۰۲ - آصف ۳۸ - شایق ۱۵۴ - مظہر ۲۰۶ - ظہیر ۱۶۸ - [2] حالی ۹۴ - خیر ۲۱۸ - یقین ۲۵۰ - [4] در ۱۰۸
[5] غالب ۱۸۶ -

مفت[1] سودا ہے ارے یار کہاں جاتا ہے	فغاں	آ میرے دل کے خریدار کہاں جاتا ہے
کج کلہ تیغ بکف، چین بہ ابرو، بیباک	〃	یا الٰہی یہ ستمگار کہاں جاتا ہے

۲۰ شعر　حافظ میر شمس الدین محمد فیض حیدرآبادی ۲۷۰ء　۲۹۱۷ء افزوں

حشر تک بھی نظر آتا نہیں انکا تھمنا	فیض	دونوں آنکھیں ہیں میری، بحر ہیں گنگا جمنا
قدِ جاناں کو قدِ حور سے تشبیہ نہ دوں	〃	یاد اے فیض ہے مجھ کو وَلَقَدْ کَرَّمْنَا
عہدِ پیری میں نہیں داغ جدائی کام کا	〃	صبح کو بے نور ہے جلوہ چراغ شام کا
حرم میں، دیر میں جب کوئی روبرو آیا	〃	مجھے یقین ہوا بس یہی کہ تو آیا
دکھلا رہے ہیں جلوہ خلا اور ملا میں آپ	〃	ہر چند ہیں مقام ورا الورٰی میں آپ
دھوکہ نہ دیجئے مجھے پہچانتا ہوں میں	〃	ہر آشنا میں آپ ہیں نا آشنا میں آپ
آتا ہے کس کو روپ بدلنا حضور کا	〃	سو سو تماشے کرتے ہیں اک اک ادا میں آپ
شیوۂ عاجزی نہ چھوڑ اے فیض	〃	یہ وہ شئے ہی نہیں خدا کے پاس
خاکساری کو فیض کافی ہے	〃	بہتر خاک اور ردائے فلک
جو ناکارہ ہوں یا میں کام کا ہوں	〃	تمہارا ہوں بھلا ہوں یا برا ہوں
عبث رکھتے ہیں مجھ پر تہمت مرگ	〃	بہت راتوں جگا ہوں سو رہا ہوں
کہے ہے شخص کوئی عکس کوئی	〃	خداوندا نہیں معلوم کیا ہوں
اک بینی و دو گوش نہیں معنیٔ انساں	〃	انسان جسے کہتے ہیں وہ لوگ جدا ہیں
ایک ہی چیز ہیں مشغول بھی شاغل دونوں	〃	دیکھ لیں آئینہ کو رکھ کے مقابل دونوں
گھر نہیں ایسے خدائی میں انہی میں آرہ	〃	میری آنکھیں ہیں ترے رہنے کے قابل دونوں
دولتِ دید نہ ہو پاس تو کیا اس سے حصول	〃	دین و دنیا بھی ہوں بالفرض جو حاصل دونوں
ارے میاں فیض کیا چکنے گھڑے ہو	〃	صنم کی گالیاں سنتے کھڑے ہو

[1] داغ ۱۲۰ (راسخ ۱۳۲ء: تبدیل قافیہ)

صدقے[1] ہم اس کلام کے اس بول چال کے	فیض	لیکن حضور بات کریں منہ سنبھال کے
بت غنچہ لب پھر ہنسا چاہتا ہے	〃	خدا جانے کیا گل کھلا چاہتا ہے
وصف گیسو کا اور کیا کیجئے	〃	دام اقبالہ کہا کیجئے

۲ شعر　نواب مشرف جنگ فیاض حیدرآبادی ۲۷۱

۲۹۱۹ - افزوں

اگر رفعت پذیر اپنا غبار ناتواں ہوتا	فیاض	زمیں ہوتی فلک پر اور نیچے آسماں ہوتا
ہم[2] نے رو رو کے کیا ابر کو پانی پانی	〃	ہنس کے بجلی کوئی تم نے بھی گرائی ہوتی؟

۲ شعر　فقیہ ۲۷۲

۲۹۲۱ - افزوں

ہم[3] نے افلاک کو سو رنگ بدلتے دیکھا	فقیہ	پر یہ قسمت کے نوشتہ کو نہ ٹلتے دیکھا
کیا ذات مبارک میں صفائی نظر آئی	〃	نقشہ میں محمدؐ کے خدائی نظر آئی

۱ شعر　پروفیسر محمد عبد المقتدر صدیقی ۲۷۳

فضل حیدرآبادی

۲۹۲۸ - افزوں

راستہ ملتا نہیں جب ظاہری بے خضر کے	فضل	پائیگا راہ حقیقت پھر کوئی بے پیر کیا
فائدہ کیا لوگ جو سلگائیں مرقد کا چراغ	〃	قبر جب تاریک ہو بیکار ہے ایسا چراغ
پکڑ[4] ناغش پہ غش آتا ہے مجھکو	〃	سنبھالو میرے ہاتھوں سے چلا دل
یار[5] کی صورت نظر آتی نہیں	〃	دل کا آئینہ ہے مدّ ہم کیا کریں
رات[6] دن آئینہ خانہ میں بسر کرتا ہوں	〃	دیکھتا ہوں میں جدھر اپنے سوا کچھ بھی نہیں

[1] جلیل ۸۶ - [2] آتش ۲۲ - جلال ۸۸ - [3] قدر ۱۹۷ - [4] ذوق ۱۰۵ - [5] داغ ۱۱۶ (امیر ۳۵ قدر ۱۹۷ تشنہ ۷۸ بہ تبدیل بحر و قافیہ)

میخانہ میں ساقی کے اک رنگ نیا دیکھا	فضل	فرزانہ ہے دیوانہ، دیوانہ ہے فرزانہ
اے ظالم مغرور نہ کر ظلم تو اتنا	〃	گر تیری خدائی ہے تو اپنا بھی خدا ہے

۲ شعر — مرزا فرحت اللہ بیگ فرحت دہلوی ۲۷۴

۲۹۳۰۔ افزوں

ہوں مشتِ خاک لیکن ہستی کی داستاں ہوں	فرحت	دیکھو تو کچھ نہیں ہوں سمجھو تو اک جہاں ہوں
کس طرح قافلہ کے ہمراہ چل سکوں میں	〃	جو اُٹھ کے بیٹھ جائے وہ گردِ کارواں ہوں

۱۵ شعر — شوکت علی خاں فانی ۲۷۵

۲۹۴۵۔ افزوں

شوق سے ناکامی کی بدولت کوچۂ دل ہی چھوٹ گیا	فانی	ساری امیدیں ٹوٹ گئیں دل بیٹھ گیا جی چھوٹ گیا
منزلِ عشق پہ تنہا پہونچے کوئی تمنا ساتھ نہ تھی	〃	تھک تھک کر اس راہ میں آخر اک اک ساتھی چھوٹ گیا
فانی ہم تو جیتے جی وہ میت ہیں نے گور نہ کفن	〃	غربت جس کو راس نہ آئی اور وطن بھی چھوٹ گیا
ایک معما ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا	〃	زندگی کا ہمکو ہے خواب ہے دیوانے کا
جی[۱] ڈھونڈھتا ہے گھر کوئی دونو جہاں سے دور	〃	اس آپکی زمیں سے الگ آسماں سے دور
وہ[۲] پائے شوق دے کہ جہت آشنا نہ ہو	〃	پوچھوں نہ خضر سے بھی کہ جاؤں کدھر کو میں
ترکِ غمِ ساحل کا حاصل نظر آتا ہے	〃	لے ڈوبنے والے وہ ساحل نظر آتا ہے
دل کھوئے ہوئے برسوں گذرے ہیں مگر اب بھی	〃	آنسو نکل آتے ہیں جب دل نظر آتا ہے
آغازِ محبت میں جینے ہی کے لالے تھے	〃	اب خیر سے مرنا بھی مشکل نظر آتا ہے
موجوں کی سیاست سے مایوس نہ ہو فانی	〃	گرداب کی ہر تہ میں ساحل نظر آتا ہے
دنیا میری بلا جانے مہنگی ہے یا سستی ہے	〃	موت ملے تو مفت نہ لوں ہستی کی کیا ہستی ہے
دل کا اُجڑنا سہل سہی بسنا سہل نہیں ظالم	〃	بستی بسنا کھیل نہیں ہے بستے بستے بستی ہے

[۱] بہزاد ۷۳۔ خیبر ۱۰۷ (جوہر ۹۱ : بتبدیل قافیہ) [۲] (داغ ۱۱۹۔ غالب ۱۸۲۔ جلیل ۸۵۔ عشق ۱۰۶۔ جگر ۹۰

یہاں بہارِ شبِ غم وہاں بہارِ شباب	فانی	کسی کی رات کسی کے ہیں دن قیامت کے
آئے[1] ہی ترے وعدۂ فردا کا اعتبار	〃	گھبرا کے مر نہ جائے تو پھر کوئی کیا کرے
اِک فسانہ کہہ گئے اِک سُن گئے	〃	ہیں جو رویا مسکرا کر رہ گئے

۴ شعر
عبدالولی فروغ حیدرآبادی ۲۷۶
۲۹۴۹ - افزوں

کسی[2] کے جلوے دیکھے ہیں نگاہِ پاسباں ہو کر	فروغ	کسی کے پاؤں چومے ہم نے سنگِ آستاں ہو کر
کسی کے خاطرِ محزوں کا میں کانٹا نہیں بنتا	〃	کسی کی بزم میں رہتا نہیں بارِ گراں ہو کر
جو نہ سہنی تھی سہی ہم نے مصیبت ہجر کی	〃	جو نہ کرنا تھا کیا اے بے وفا تیرے لئے
اب بھی کی تو نے وفا تو پھر وہی ہے جاں نثار	〃	اب بھی حاضر ہے فروغ مبتلا تیرے لئے

۴ شعر
امیر حسن[4] فروغ ۲۷۷
۲۹۵۳ - افزوں

لن ترانی کی صدا طور پہ موسےٰ نے سُنی	فروغ	دیکھتا دل میں اگر دیکھنے والا ہوتا
میری[3] فنا کا سبب ہوگئیں میری آہیں	〃	ہوا کے جھونکوں سے آخر چراغ جل نہ سکا
سب[4] آئے اپنے پرائے میری عیادت کو	〃	بس ایک تم نہیں آتے قضا نہیں آتی
اک[5] قدم چلنا اونھیں دشوار ہے		ناتواں سوئے عدم کیونکر چلے

۲ شعر
مسٹر نجمن جانسٹن فلاطون ۲۷۸
۲۹۵۵ - افزوں

کیوں خزاں میں سرِ شاخ کرمر نہ جائے عندلیب	فلاطون	ہے بقائے گل سے وابستہ بقائے عندلیب
کیا کرے گلشن سے اس کا آب و دانہ اُٹھ گیا	〃	دام میں خود پھنس گئی بیٹھے بٹھائے عندلیب

[1] سدرشن ۱۴۶ - سودا ۱۳۹ - معین الدین ۲۲۱ - [2] اکبر ۴۱ - جلیل ۸۵ - حفیظ ۱۰۰ - عرشی ۱۷۶ - وزیر ۲۴۵ نظیر ۱۶۸ (امیر ۳۵ - بتدریج فاخیہ) [3] جلیل ۴۸ [4] جلیل ۸۸ - جگر ۹۱ - جلال ۸۴ - [5] امیر ۳۷ - وزو ۱۱۰ -

۱ شعر — مسٹر فران کوئیں فراسو — ۲۷۹

۲۹۵۶ - افزوں

یوں دلِ آوارہ اپنا اے فراسو گم ہوا	فراسو	مرغِ وحشی جیسے ہو دے آشیانہ سے جدا

۲ شعر — رگھوپتی سہائے فراق گورکھپوری — ۲۸۰

۲۹۵۸ - افزوں

قسم تری تجھے پاکر بھی تجھکو پا نہیں سکتے	فراق	یہ عقدہ حل بھی ہو کر عقدۂ آساں نہیں ہوتا
خلوصِ عشق بہ حق دیدۂ پرنم بجا لیکن	〃	غمِ ہجراں بھی سنتے ہیں غمِ جاناں نہیں ہوتا

۲ شعر — محمد عبد الغفور صدیقی فاضل حیدرآبادی — ۲۸۱

۲۹۶۰ - افزوں

دل[1] دو پارہ نہ ہو کیوں تیغِ نظر کی تری	فاضل	چاند دو ٹکڑے ہو جب پا کے اشارا تیرا
اُن سے ہوا آغازِ نبوت ان پہ ہوی ختمِ رسالت	〃	سب سے آخر ہے اول صلی اللہ علیہ وسلم

۵ شعر — پروفیسر محمود عبد الصبور فضیلت ایم اے حیدرآبادی — ۲۸۲

۲۹۶۵ - افزون

تمہاری عنایت سدا چاہتا ہوں	فضیلت	میں اس کے سوا اور کیا چاہتا ہوں
سبھی درد کی کچھ دوا چاہتے ہیں	〃	مگر درد میں لا دوا چاہتا ہوں
میری جاں میرا مدعا بس یہی ہے	〃	کہ "اک قلبِ بے مدعا چاہتا ہوں"
محبت ہی سرمایۂ زندگی ہے	〃	اسی میں فنا اور بقا چاہتا ہوں
میرے ساتھ ہیں لاکھوں ارمانِ فضیلت	〃	میں اک اپنی دنیا جدا چاہتا ہوں

[1] رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ - ظہیر ۱۶۸ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ - شوق ۱۵۵ (کیفی بتبدیل قافیہ ۲۰۱)

۲۸۳ محمد حسین خاں فاضلؔ

شعرا ۲۹۶۶ - افزوں -

عشق کا درس ازل کس طرح جائے یاد سے	فاضلؔ
مدّ بسم اللہ نہیں کم سیلیٔ اُستاد سے	

ردیف ق

۶۳ خواجہ اسد علیخاں شمس جنگ آفتاب الدولہ میر الملک

۲۸۴ قلقؔ

۳۰۲۹ - افزوں

عوض[1] طاعت کے یہ عاصی نہیں مشتاق جنت کا	قلقؔ
گرانبار اس قدر ہوں میں تلیں گے جب عمل میرے	〃
گواہی مردۂ صد سالہ نے دی صدق کی تیرے	〃
کیا اتنا نہ کارِ خیر بد افعال ایسا ہوں	〃
عیاں[2] شانِ احد ہوتی دوئی کا پردہ اُٹھ جاتا	〃
ادا سے دیکھ لو جاتا رہے گلہ دل کا	〃
وہ رند ہوں کہ مجھے ہتکڑی سے بیعت ہے	〃
ہندی[3] مل کر میرا ترک ستم ایجاد آیا	〃
ذبح کرتے تو کیا پر میری بے جرمی پر	〃
گلشن دہر میں وہ مرغ ستم دیدہ ہوں	〃
اوس[4] مہ کے ہاتھ میں نہیں ساغر شراب کا	〃
تمہارے[5] عارض و رخسار کی الفت کے شاہد ہیں	〃
بہار آتے ہی زخم دل ہرے سب ہو گئے میرے	〃
زندگی میں ضعف نے بیکار ہاتھوں کو کیا	〃
مجھے منظور ہے احسان لینا تیری قدرت کا	〃
نہ اُٹھیگا کبھی پلّہ ترازوئے قیامت کا	〃
کیا اقرار ہر اک سنگریزے نے نبوّت کا	〃
کہ جو پا سنگ ہی ہوتا ترازوئے قیامت کا	〃
اگر حائل نہ ہوتا درمیاں میں میم احمد کا	〃
بس اک نگاہ پہ ٹھیرا ہے فیصلہ دل کا	〃
ملا ہے گیسوئے جاناں سے سلسلہ دل کا	〃
خونبہا ہاتھ میں لیتا ہوا جلاد آیا	〃
آٹھ آٹھ آنسوؤں روتا ہوا جلاد آیا	〃
اُڑ گئی نیند اگر خواب میں صیاد آیا	〃
مہتاب سے مقابلہ ہے آفتاب کا	〃
سیاہی شام فرقت کی سفیدہ صبح ہجراں کا	〃
اُدھر چٹکا کوئی غنچہ اِدھر ٹوٹا ہر اک ٹانکا	〃
رہ گیا پردہ گریبانِ کفن کی چاک کا	〃

[1] حیدر ۱۰۲ - نصیر ۲۳۳ - ظفر ۱۶۱ - جان ۸۲ - عزیز ۱۷۷ - لاجد ۵۳ [2] اسیر ۲۳۳ - شہری ۱۴۹ - تابع ۲۳۸ - فاضل ۲۵۲ - بحر ۶۷ - تقی ۷۷ [3] امانت ۲۴ - داغ ۱۱۳ - صبا ۱۵۹ - جلال ۸۳ [4] آتش ۲۰ - آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۲ - سودا ۱۳۷ - شیفتہ ۱۵۵ - شاہی ۱۵۴ - قانع ۱۹۹ - کعفی ۲۰۱ - نیر ۲۱۸ - تابع ۲۲۹ - [5] آباد ۲۳ - ۵ ۶۷ - ۱۰۲ - ۱۱۳ - ۱۳۳ - ۱۵۵ - ۲۱۸ - ۲۲۵ - نیر ۲۲۹ - تابع ۲۳۸ -

سیر گلشن چشم عبرت بیں سے دیکھ اے عندلیب	قلق	ہے قبائے گل میں عالم آخری پوشاک کا
آنکھ[۱] اوس نے غیر سے بھی میری طرح پھیر لی	〃	ممنوں ہوں میں گردش لیل و نہار کا
اے شوخ لوٹنے کو تصدق کے ترے پھول	〃	پھیلا ہوا ہے دیر سے دامن بہار کا
ہم عاصیوں کو بعد فنا بھی یہ خوف ہے	〃	تختہ اُلٹ نہ جائے زمین مزار کا
ہم[۲] نے احسان اسیری کا نہ برباد کیا	〃	مرتے دم مُنہ طرف خانۂ صیاد کیا
صاف[۳] لکھ بھیجا جواب اوس نے مری تحریر کا	〃	لو لفافہ کھل گیا سارا خط تقدیر کا
خون کے پیاسوں کو بھی رحم آیا مجھ پر وقت ذبح	〃	رو دیا سفاک نے منہ پھر گیا شمشیر کا
اہل محفل کی زباں گیری کا ہے انجام بد	〃	دیکھو دنیا ہی میں منہ کالا ہوا اگلگیر کا
نہیں[۴] معلوم وہ کیا سوچ کے ٹھٹکے مجھ سے	〃	اپنے کوچے میں کسی روز ٹہلنے نہ دیا
یہ[۵] ثابت ہے میری لیلیٰ کے سیارے بھی مجنوں ہیں	〃	نہیں ہے ہالہ پائے مہ میں حلقہ سلاسل کا
نہ کر حسن دو ہفتہ پر غرور اے ساقیٔ مہوش	〃	چھلک جاتا ہے اک ہی شب میں ساغر ماہ کامل کا
قاتل کا نیچہ جو کئی بار اچٹ گیا	〃	میں سخت جان و فور ندامت سے کٹ گیا
رخ[۶] نہ زلف ہے اور زلف پریشاں سر پر	〃	لئے پھرتی ہے سحر شام غریباں سر پر
مانگ بالوں میں نہیں ہے یہ نمایاں سر پر	〃	اے خضر دیکھ لے ہے چشمۂ حیواں سر پر
سچ ہے دل قول و قسم پر نہ کسی کے کوئی دے	〃	جتنے جھوٹے ہیں لئے پھرتے ہیں قرآں سر پر
اے برائے حرمت خیر البشر[۷] یا غوث پاک	〃	کیجئے مجھ پر عنایت کی نظر یا غوث پاک
اولیا میں آپ سا حاجت روا پاتا نہیں	〃	آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہوں ہر جگہ یا غوث پاک
تا نہ برآئیں گے مقصد میں اٹھانے کا نہیں	〃	آپ کے قدموں میں اب رکھا ہے سر یا غوث پاک
میں ہی اک بے نیل مقصد آپ کے در پر رہوں	〃	اور سب لیجائیں دولت لوٹ کر یا غوث پاک
منہ[۸] سے آگے میرے نالے نہ نکالے بلبل	〃	کہدے گلچیں کہ زباں اپنی سنبھالے بلبل
ہے[۹] جوش بحر اشک کا چشم پُر آب میں	〃	دریا میں ہے حباب کہ دریا حباب میں
کیونکر نہ غصہ تیز ہو ان کا شباب میں	〃	ہوتی بہت ہے دھوپ سے تلخی گلاب میں

[۱] جلیل ۸۵ - امیر ۳۴ - سودا ۱۳۷ - شکر ۱۵۱ - ضامن ۱۶۳ - مصحفی ۲۱۱ - دلا ۲۴۷ - نصیر ۲۳۳ - [۲] ہوش ۳۴۹ - بحر ۹۲ - تاسخ ۲۹ - [۳] وزیر ۲۴۵ - [۴] جلیل ۸۵ - [۵] تبدیل قافیہ - [۶] جلال ۸۳ - تاسخ ۲۲۸ - امیر ۳۲ - [۷] وزیر ۲۴۵ - امانت ۲۵ - [۸] امیر ۳۵ - رند ۱۲۹ - امیر ۳۲ - آباد ۲۴ - ذوق ۱۲۳ - بحر ۶۸ - راسخ ۱۳۲ - شیفتہ ۴۹ - غالب ۱۸۱ - مومن ۲۱۵ - تاسخ ۲۳۰ -

نہ وہ خوشبو ہے گلوں میں نہ خلش خاروں میں	قلق	اک ترے آتے ہی خاک اُڑ گئی گلزاروں میں
لکھی تھی[1] کس مزے کی فقیری نصیب میں	〃	بستر لگائے بیٹھے ہیں کوئے حبیب میں
مٹے[2] پر بھی رہی ہے جستجو یہ اپنے یوسف کی	〃	غبار اپنا نثار راہ سیدِ کارواں برسوں
قلق پا جاتا ہے تلوار کا زخم اندمال اکثر	〃	مگر بھرتا نہیں ہے زخمِ شمشیرِ زباں برسوں
الٰہی جان میری پڑ گئی ہے کس کشاکش میں	〃	اِدھر موت آزماتی ہے اُدھر وہ آزماتے ہیں
مجھ[3] سا بھی کوئی بلبلِ بے خانماں نہیں	〃	باغِ جہاں میں جس کا کہیں آشیاں نہیں
کیا اعتبار ایسے تلوّن مزاج کا	〃	جو مہربان کبھی ہے کبھی مہرباں نہیں
دل سے بھلا دیا ہے گلوں ہی نے کیا مجھے	〃	اب برق کو بھی یاد میرا آشیاں نہیں
عاشق کا دردِ دل نہ سنو فرشِ خواب پر	〃	آجائے جس سے نیند یہ وہ داستاں نہیں
دنیا ہو اور گلشنِ کوئے حبیب ہو	〃	جنت کی گر ہوس ہو تو دوزخ نصیب ہو
وہ دانہ ہوں کبھی دیکھا نہ جس نے روئے سرسبزی	〃	وہ خرمن ہوں نہ آئے جس کو بجلی بھی گرانے کو
بات[4] کرنے سے ترے جان میں جان آتی ہے	〃	زندہ کر دیتا ہے اعجازِ تکلم مجھ کو
سبقت ہے تری رحمت کو غضب پر ترے	〃	تجھ سے ہر وقت ہے امیدِ ترحم مجھ کو
ساقی نے منہ لگایا نہ جامِ شراب کو	〃	اس چاند میں شرف نہ ہوا آفتاب کو
بس[5] اُٹھو فاتحہ پڑھ لو بہت نہیں روتے	〃	شہیدِ ناز کا اپنے مزار دیکھ چکے
جسے کہتے ہیں سب دنیا میں پیری	〃	یہی شامِ جوانی کی سحر ہے
دورنگی دیکھ گلزارِ جہاں کی	〃	کہ گل خنداں ہے بلبل نوحہ گر ہے
اس طرح شمعِ بزم نے طے کی عدم کی راہ	〃	دیکھا تو راہ میں کہیں نقشِ قدم نہ تھے
بجائے اشک آنکھوں سے لہو پیہم نکلتا ہے	〃	میرے سینہ میں شاید حسرتوں کا دم نکلتا ہے
ذرا اُو ساربانِ ناقہ کو ٹھیراتا ہوا چل	〃	کہ خاک اک ناتواں کی بھی ہے پیچھے پیچھے محمل کے
لبالب[6] بادۂ گل رنگ سے دل کا پیالہ ہے	〃	وہ میکش ہوں کہ جس نے دُختِ رز کو گھر میں ڈالا ہے
پائی نہ اس کے ہاتھ سے راحت جہاں رہے	〃	اس سرزمیں پہ ہم رہیں یا آسماں رہے

[1] میر ۲۰۹/۲ [2] اسیر ۳۲ - قدر ۱۹۸ - (داغ و ثواب ۱۱۶ و ۲۳۹ بہ تبدیل قافیہ) [3] آتش ۲۱ - اصغر ۵۱ - آزردہ ۳۰ - داغ ۱۷ - ضامن ۱۶۴ - غالب ۱۸۳ - مومن ۲۱۵ - ناسخ ۲۳۰ - [4] امیر ۳۶ - بیتاب ۶۴ - جلال ۸۳ - داغ ۱۷ ال ۱۲۹ رند [5] امانت ۲۶ - جرأت ۸۱ -

حد سے بڑھکر عجز بھی انساں کو کرتا ہے خراب	قلق	کی اوسی نے سرکشی جس سے بہت جھک کر ملے
ہمارا[1] اکاٹ کر سرو کمال نادم ہیں	〃	کھڑے ہیں ویرسے مقتل میں سر جھکائے ہوئے
کیا کیا نہ امتحان میں ہم سرخرو رہے	〃	تیغ نگاہِ یار تری آبرو رہے
مرنے[2] کے بعد بھی یہ تمنا تھی دید کی	〃	آنکھیں ہوئیں نہ بند تمہارے شہید کی
کیا عذر معصیت کے کروں میں حضور سے	〃	واللہ شرم آتی ہے اک اک قصور سے

اشعار ۳۰۳۰ - افزوں　قیام الدین خاں قائم　۲۸۵

قسمت تو دیکھئے کہ کہاں ٹوٹی ہے کمند	قائم	دو چار ہاتھ جبکہ لبِ بام رہ گیا

۴ شعر ۳۰۳۴ - افزوں　شیخ محمد قائم　۲۸۶

ہرگز[3] نہیں مقدور تری حمد زباں کا	قائم	برہان ہے دعویٰ کی میرے عجز بیاں کا
بے دماغی سے نہ اس تک دلِ رنجور گیا	〃	مرتبہ عشق کا یاں حسن سے بھی دور گیا
یہ کہیو تو قاصد کہ ہے پیغام کسی کا	〃	پر دیکھیو لینا نہ کہیں نام کسی کا
مجھ سا کوئی جہان میں آشفتہ سر نہیں	〃	ہے یوں تو زلفِ یار بھی پر اس قدر نہیں

اشعار ۳۰۳۵ - افزوں　قائم　۲۸۷

تشنہ[4] دیدار ہوں کس ساقیٔ مخمور کا	قائم	جو گرا آنسو ہر اک خوشہ ہوا انگور کا

۴۴ شعر ۳۰۷۹ - افزوں　سید غلام حسین قدر بلگرامی　۲۸۸

[1] بحر ۶۸ - امیر ۳۲　[2] امیر ۳۸ - امیر ۳۲　[3] امانت ۲۴ -　[4] گویا ۲۰۳ - نصیر ۲۳۴

ترے اِک اِک کن سے پیدا ہو گی اک اک کائنات[1]	قدرؔ	تیرا اک اک حرف اک اک داستاں ہو جائیگا
میں نہ کہہ دونگا جو کچھ تو نے لکھا میں نے کیا	〃	خود خطِ تقدیر ہی خطِ اماں ہو جائے گا
چشمۂ خضر سے لب ہے کہیں بہتر ان کا	〃	کیوں نہ منہ دیکھ کے رہ جائے سکندر ان کا
پھر[2] نہیں سکتے سلیماں بھی ترے سائل کا منہ	〃	کیا رفو آسان ہے اس زخمِ دامندار کا
مہ[3] عارض تجھے کروٹ نہ بدلتے دیکھا	〃	چاند کو ڈوبتے سورج کو نکلتے دیکھا
ڈبڈبائیں ادھر آنکھیں کہ ہوئے اشک رواں	〃	طفل پیدا ہوئے اک سمت کہ چلتے دیکھا
واہ اے قدر نہ اشکوں سے بجھی دل کی لگی	〃	ہم نے برسات میں گھر آپ کا جلتے دیکھا
ابتدا[4] میں صحبت اچھی چاہیئے انسان کو	〃	کیا کہوں جب آپ کو شرم و حیا تھی میں نہ تھا
قدرؔ ان مُردہ پسندوں نے مجھے تڑپا دیا	〃	غم یہی ہے میری شہرت جا بجا تھی میں نہ تھا
رہیگا[5] قاتل نہ تو کہیں کا نشان ہے یہ لسبل حزیں کا	〃	غبار تو پونچھ لے جبیں کا لہو تو دھو ڈال آستیں کا
ترپ نہ پوچھو دلِ تپاں کی کہوں میں کس سے کہاں کہاں کی	〃	اسی سے ہے گردشِ آسماں کی اسی سے ہے زلزلہ زمیں کا
کبھی[6] ہنسے کبھی روئے فلک کے نیچے ہم	〃	یہاں گذر گئی برق و سحاب کے مانند
میں کیا کہوں کسے آئیگا اعتبار اوس کا	〃	بہت کچھ آنکھوں نے دیکھا ہے خواب کے مانند
گردنِ[7] شیشہ جھکا دے میرے پیمانے پر	〃	ہُن برستا رہے ساقی ترے میخانے پر
ماہ و خورشید جو افلاک پہ ہیں ہونے دو	〃	چاندی سونے کے کلس ہیں میرے میخانے پر
پھر بہار آئی ہے پھر دل کو ہُوا شوقِ چمن	〃	پھر نکالے ہیں میرے بلبلِ شیدا نے پر
وہ جگہ ہے کہ پرندہ بھی نہ پر مار سکے	〃	کیا پڑے بوم کا سایہ میرے ویرانے پر
مل گئے اشکوں میں لختِ دلِ بیتاب ہمیں	〃	اُڑ کے پانی میں ملے ریزۂ سیماب ہمیں
دشتِ غربت میں بگولوں سے لپٹ جاتے ہیں	〃	یاد آتی ہے جو بربادیٔ احباب ہمیں
تم[8] اوسی سمت کو جاؤ تو خدا کو پاؤ	〃	جس طرف لوگ بتائیں کہ ادھر کچھ بھی نہیں
رحم[9] بھی ظلم و ستم سے نہیں خالی ان کا	〃	دامنِ تیغ سے زخموں کو ہوا دیتے ہیں
منعموں کا نہیں دریوزہ گروں پر احساں	〃	آپ کیا دیں گے وہ خالق کا دیا دیتے ہیں

[1] طالب ۱۷۹ - گویا ۲۰۴ - ناسخ ۲۲۹ - وزیر ۲۴۴ - [2] ناسخ ۲۲۸ - [3] قتیلہ ۱۸۹ - [4] ظفر ۱۶۶ - ظہیر ۱۶۷ - [5] امیر ۳۴ - جلال ۸۳ - [6] ولی ۲۴۴ - (سودا ۱۳۸ بہ تبدیل قافیہ) [7] (کیفی ۲۰۲ بہ تبدیل قافیہ) [8] امیر ۳۵ - داغ ۱۱۶ - تشنہ ۷۸ - فضل ۱۸۹ بہ تبدیل قافیہ - [9] سودا ۱۴۰ (مومن ۲۱۵ بہ تبدیل قافیہ)

فدا[۱] ہم اون پہ عبث جان و مال کرتے ہیں	قدر	وہ خواب میں بھی کسی کا خیال کرتے ہیں؟
شراب ایک ہے کوثر کی ہو کہ لندن کی	″	اک اپنے واسطے زاہد حلال کرتے ہیں
جو[۲] لاکھوں گردشیں بھی کھائیں ساتوں آسمان برسوں	″	نہ پایا ہے نہ پائیں گے کہیں تیرا نشاں برسوں
بدن سے روح جب نکلی یہی کہتی ہوئی نکلی	″	چلے پھر اوس جگہ ہم جس جگہ اٹھائے تھے جہاں برسوں
چمن کا پتّہ پتّہ ہم سے اے صیاد واقف ہے	″	رہا ہے باغ میں ہر اک شجر پہ آشیاں برسوں
ہنس کے وہ کہتے ہیں تلوا میرا سہلائی تو	″	قدر اب پوچھنا کیا "ہاتھ ادھر لائی تو
نہ میں سایہ ہوں نہ جن ہوں نہ چھلاوہ نہ پری	″	ایسا کیا وہم ہے تشریف ادھر لائی تو؟
لاکھ بوسے ہوں عنایت تو میں دل دیتا ہوں	″	میرا تو مال ہے کچھ آپ بھی فرمائی تو؟
سر میرا نزع میں زانو پہ وہ رکھکر بولے	″	دیکھوں کس طرح سے موت آتی ہے مرجائی تو
کھیئے[۳] نالوں سے اوٹھالوں میں زمانہ سر پر	″	فائدہ کیا ارے صاحب کوئی سنتا بھی ہو
کوئی کیا جانے کہاں جاکے ہوا اپنا وصال	″	قبر تھی گوشۂ خلوت تو کفن تھا پردہ
پاس[۴] آؤ مضائقہ کیا ہے	″	یوں تو پھر وہم کی دوا کیا ہے
ہاتھ میں میرا خون مل کے کہا	″	"اس کے آگے بھلا حنا کیا ہے"
حالت تو دیکھ مردم چشم سیاہ کی	″	پھانسی گلے میں پڑ گئی تار نگاہ کی
پھول[۵] بنتا ہے جو زنگیں کف پا ہوتا ہے	″	تیرے تلوؤں کا عرق عطر حنا ہوتا ہے
کبھی سرسبز نہیں جو کوئی ہرجائی ہے	″	چاندنی کا بھی کوئی کھیت ہرا ہوتا ہے؟
بوند پانی کی نہیں چاہ ذقن میں موجود	″	سبزہ کیونکر ترے عارض پہ ہرا ہوتا ہے
ایک "کن" کیا ہے کسی بات میں تو بند نہیں	″	جو تو کہتا ہے ترے منہ کا کہا ہوتا ہے
ساتھ دیتا ہے شب تار جدائی میں کون	″	یہ وہ ہے وقت کہ سایہ بھی جدا ہوتا ہے
سخنگو کے لئے سختی یہاں ہے	″	جبھی بتیس دانتوں میں زباں ہے
آگئی فصل بہار دشت میں وہ ہوا چلی	″	سر پہ جنوں ہوا سوار عقل پیادہ پا چلی
تو نہ آکے دید کی بیٹھ کے گھر میں عید کی	″	لاش ترے شہید کی جانب کربلا چلی

[۱] ظہیر ۱۶۸ [۲] تعلق ۱۹۵ - آبر ۳۲ (داغ ۱۱۶ - نواب ۲۳۹ بتبدیل قافیہ) [۳] عزیز ۱۷۵ عصمت ۱۷۵ - ذہنی غالب ۱۸۴ - [۴] مومن ۲۱۷ - غالب ۱۸۳ - تاباں ۷۶ - گویا ۲۰۴ - وزیر ۲۴۶ - (قلندر ۱۹۹ - عزیز ۱۷۵ آتش بتبدیل قافیہ)

قلندر　　۲۸۹

۲ شعر
۳۰۸۱ - افزوں

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا بے[1] نصیبی پہ اے دل اپنی عبث روتا ہے	قلندر 〃	سراپا سنگ ہو، یا موم ہو جا جو لکھا کاتبِ قدرت کا وہی ہوتا ہے

بدھ سنگھ قلندر　　۲۹۰

۱ شعر
۳۰۸۲ - افزوں

چھپا ہے مانگ میں دل جا کے اب میں ڈھونڈوں کدھر	قلندر	کہ آدھی رات ادھر ہے اور آدھی رات اودھر

سید عبدالقادر قانع حیدرآبادی　　۲۹۱

۱ شعر
۳۰۸۳ - افزوں

شعلہ[2] اگر اُٹھے دلِ پُر اضطراب کا	قانع	جل جائے سو جگہ سے جگر آفتاب کا

قیس　　۲۹۲

۲ شعر
۳۰۸۵ - افزوں

تن[3] عریانی سے بہتر نہیں دنیا میں لباس قیس کی طرح سے ہو جاتے ہزاروں مجنوں	قیس 〃	یہ وہ جامہ ہے کہ جس کا نہیں سیدھا اُلٹا پردہ محمل کا جو رکھتی کبھی لیلیٰ اُلٹا

بدیع الدین قیس حیدرآبادی　　۲۹۳

۴ شعر
۳۰۸۹ - افزوں

تم[4] اپنے سلسلوں کو اپنے کوچہ میں تڑپنے دو یہی اک بات ہے آرام سے دنیا میں رہنے کی	قیس 〃	تمہارا کیا بگڑتا ہے زمیں ہموار ہوتی ہے ضرورت سے زیادہ آرزو بیکار ہوتی ہے

---

[1] تاباں ۷۶ - غالب ۱۸۳ - وزیر ۲۴۶ - قدر ۱۹۸ - سحر ۲۱۷ - گویا ۲۰۴ (آتش ۲۳ عزیز ۱۷۵ بہ تبدیل قافیہ)
[2] آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ + ذوق ۱۲۲ - سودا ۱۳۷۱ - شایق ۱۵۴ - شیر ۱۵۵ - تلق ۱۹۳ - قانع ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - ناسخ ۲۲۹ - [3] بحر ۶۷ - [4] اختر ۵۲ - عزیز ۱۷۴ -

تہی دستی سے بڑھکر روگ دنیا میں نہیں کوئی	قیسؔ	یہ وہ ظالم ہے جس سے زندگی دشوار ہوتی ہے
محبت میں بگڑ نا بھی عجب کچھ لطف دیتا ہے	〃	مزا آتا ہے جب اون سے کبھی تکرار ہوتی ہے

۳ شعر

نواب قدرت نواز جنگ قدرتؔ حیدرآبادی ۲۹۴

۳۰۹۲ - افزوں

دل کہاں حسن کی تصویر لئے پھرتے ہیں	قدرتؔ	آپ کو آپ کے دلگیر لئے پھرتے ہیں
دیکھنا ہے ترا ثانی کوئی بھی ہے کہ نہیں	〃	اس لئے ہم تیری تصویر لئے پھرتے ہیں
کفِ عشاق میں پرزے یہ گریباں کے نہیں	〃	اپنا اپنا خطِ تقدیر لئے پھرتے ہیں

۴ شعر

سیّد یحییٰ حسینی قدرؔ (عربی) حیدرآبادی ۲۹۵

۳۰۹۶ - افزوں

صرف[1] اون کو دیکھ لیتا ہوں ان کے سوال پر	قدرؔ	چپ ہوں مگر جواب دئے جا رہا ہوں میں
ایک ہی اخلاص کے سجدہ میں رستے ہوا	〃	سر جھکاتے ہی نظر آنے لگی منزل مجھے
حسن محتاجِ عشق ہے ہر دم	〃	خود بخود شمع جل نہیں سکتی
کم سے کم دم مرا نکل جائے	〃	آرزو جب نکل نہیں سکتی

۱ شعر

صوفی محمد عبدالقدیر شاذلی ۲۹۶

۳۰۹۷ - افزوں -

قدیرؔ

دل[2] سے آنکھوں سے کلیجہ سے جگر سے پہلے	قدیرؔ نہیں معلوم لگی آگ کدھر سے پہلے

ردیف ک

[1] سردار ۱۴۶ - سازؔ ۱۴۵ - جگر ۸۹ - تاج ۷۹ - امین و حفیظ و سہاب و شہید - ۵۹ - ۱۰۱ - ۱۴۳ - ۱۵۷ بتبدیل قافیہ

[2] حبیب ۹۸ - حالی ۹۶ - سیفی ۱۴۷ - ظہیر ۱۶۹ - حفیظ ۱۰۱ - سکیش ۲۲۴

۴ شعر — کافی — ۲۹۷
۳۱۰۱ - افزوں

دیکھتے جلوۂ دیدار کو آتے جاتے	کافی	گلِ نظارہ کو آنکھوں سے لگاتے جاتے
ہر سحر روئے مبارک کی زیارت کرتے	〃	داغِ حرماں دلِ محزوں سے مٹاتے جاتے
قدمِ پاک کی گر خاک بھی ہاتھ آجاتی	〃	چشمِ مشتاق میں بھر بھر کے لگاتے جاتے
پائے اقدس سے ہٹاتے نہ کبھی آنکھوں کو	〃	رو کنے والے اگر لاکھ ہٹاتے جاتے

۲۵ شعر — سیّد رضی الدّین حسن کیفی حیدرآبادی — ۲۹۸
۳۱۲۶ - افزوں

ایماں[۳۳] نہ سمجھوں تیری الفت کو تو کافر	کیفی	بندہ نہ ہوں تیرا تو گنہگار خدا کا
سُورِ[۱] نہاں نے بحر میں ڈالے ہیں آبلے	〃	بے مصلحت نہیں ہے اُبھرنا حباب کا
وہی نظر میں ہے لیکن نظر نہیں آتا	〃	سمجھ رہا ہوں سمجھ میں مگر نہیں آتا
آپ کیا جانیں کسے کہتے ہیں عاشق ہونا	〃	کوئی آسان ہے رسوائے خلائق ہونا
سارا عالم میرا معشوق ہو یارب کہ مجھے	〃	دردِ دل حوصلۂ دل کے مطابق ہونا
بے نیازانہ طبیعت دل ہے شاہانہ میرا	〃	بھیس تو یوں دیکھنے کو ہے فقیرانہ میرا
خُم[۲]، سُبو، ساغر، صراحی، جام، پیمانہ میرا	〃	میرے ساقی جب میرا تو ہے تو میخانہ میرا
کچھ[۳۴] بھی چاہا نہ ہوا اے دلِ مضطر تیرا	〃	تری تقدیر، تیرا بخت، مقدر، تیرا
ایک جھلکی ہے تری بود و نبودِ ہستی	〃	اک کرشمہ ہے یہ ہنگامۂ محشر تیرا
طبیعت اسکی، مرضی اسکی، دل اس کا خوشی اسکی	〃	جہاں جی چاہے جاتا ہے نہیں چاہا نہیں جاتا
وہ اب کیا خاک آتے ہائے قسمت میں ترے سنا تھا	〃	تجھے اے ابرِ رحمت آج ہی اتنا برسنا تھا؟
ہاں[۳۵] کئے جاؤ غیر کا شکوہ	〃	میں سمجھتا ہوں آپ کا مطلب
حرفِ مطلب کو دیکھکر پوچھا	〃	اس کے کیا معنی اس کا کیا مطلب

[۱] آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - صفی ۱۶۱ - ذوق ۱۲۲ - داغ ۱۱۲ - سودا ۱۳۷ - شیفتہ ۱۵۵ - شایق ۱۵۴ - قلق ۱۹۳ - قانع ۱۹۵ - منیر ۲۱۸ - ناسخ ۲۲۹ - آتش ۲۰ - [۲] (رند ۱۲۶ - رونق ۱۳۵ - نظیر ۱۶۸ - عاشق ۱۷۱ - وطن ۲۴۷ - شوق ۵۵ جلبہ تبدیلِ قافیہ -) [۳۳] عزیز ۱۷۳ — [۳۴] صفی ۱۶۱

محبت[1] کی نظر سے ہم انھیں جب دیکھ لیتے ہیں	کیفی	تو گھبرائی ہوی ان کی نظر پڑتی ہے دشمن پر
کوئی ہر دل عزیزی سیکھ لے تصویر سے تیری	〃	کہ پڑتی ہے نگاہِ لطف یکساں دوست دشمن پر
لالہ چمن میں ماہ ہے داغ آسمان پر	〃	حاصل زمین پر نہ فراغ آسمان پر
دل[2] شکستہ تیرے کر لیتے ہیں نسبت پیدا	〃	ٹوٹ پڑتے ہیں یہ ٹوٹے ہوئے پیمانوں پر
سرمہ آنکھوں میں، خمار آنکھوں میں، پیار آنکھوں میں	〃	ہم تری آنکھ کو پہچانیں ہزار آنکھوں میں
میں[3] ہوں کہیں خیال کہیں ہے، نظر کہیں	〃	کچھ چیز رکھ کے بھول گیا ہوں مگر کہیں
چمن کا پھول، میخانہ کا شیشہ، چرخ کا تارا	〃	کوئی ٹوٹی ہوی شے ہو ہم اپنا دل سمجھتے ہیں
دینے والے تری بے اندازہ بخشش کے نثار	〃	جس کے میں لایق نہ تھا وہ لکھدیا تقدیر میں
دیکھنے والا تری تصویر لے کر کیا کرے	〃	بات تری تجھ میں ہے تصویر کی تصویر میں
آفریں ہمت پروانۂ جانباز پہ ہو	〃	گو کہ جیتا نہ رہا شمع سے ہارا تو نہیں
دل آیا ہے کسی پر جب ہمارا ٹوٹ کر آیا	〃	طبیعت جب کسی پر آئی ہے بے اختیار آئی
مانگتی[4] ہے دل عجب انداز سے تصویر یار	〃	دیکھنے والے سمجھتے ہیں کہ یہ خاموش ہے

۱۰ شعر

۳۱۳۶- افزوں — پنڈت برج موہن دتاتریہ کیفی دہلوی ۲۹۹

حُسن کے نظارہ کو حُسنِ نظر درکار ہے	کیفی	دیکھنا ہے تو ان آنکھوں سے نہ دیکھا کیجئے
فکرِ عقبیٰ! ہاں سر آنکھوں پر مگر اے مہرباں	〃	"پہلے اس دنیا میں جو ہے فرض پورا کیجئے"
ہمت و تدبیر والے بن گئے ہیں کیا سے کیا	〃	آپ بیٹھے اپنی قسمت ہی کو رویا کیجئے
راحت[5] کہاں نصیب تھی؟ جواب کہیں نہیں	〃	وہ آسماں نہیں ہے کہ وہ اب زمیں نہیں
خونِ دل و جگر سے اے سینچ اے عزیز	〃	کشتِ وطن ہے یہ کوئی کشتِ زمیں نہیں
جب[6] تعلق اور تعیّن سے ہوا آزاد دل	〃	بدعتیں کہتے ہیں جن کو روح ایماں ہوگئیں
مختلف آغاز سے نکلا بہت انجامِ عشق	〃	سب وہ دُور اندیشیاں خوابِ پریشاں ہوگئیں

[1] غالب ۱۸۱، سعید ۱۴۴- [2] قدر ۱۹۷ بہ تبدیل قافیہ- [3] سودا ۱۳۸- [4] ناسخ ۲۳۲- آتش ۲۲- آباد ۲۴۱ لاجد ۲۵۳- اقبال ۵۰- [5] اکبر ۴۴- آتش ۲۲- جرات ۸۱- داغ ۱۱۷- میر ۲۰۹- نظیر ۲۳۹- [6] داغ ۱۱۵ غالب ۱۸۲-

رفتہ رفتہ اُٹھ گئی معشوق و عاشق کی تمیز	کیفی	عشق کی سب مشکلیں اس طرح آساں ہوگئیں
دو لہو کی بوندیں رکھ چھوڑی تھیں چشمِ شوق میں	〃	وہ بھی اب آویزۂ تارِ گریباں ہوگئیں
جن امیدوں سے بنا تھا خانۂ دل رشکِ غم	〃	اب وہی اس گھر کی بربادی کو طوفاں ہوگئیں

۴ شعر — نواب کاظم جنگ کاظم حیدرآبادی م ۳۰۰

۳۱۴۰ - افزوں

تشنہ لب جب احمدِ مختار کا جانی رہے	کاظم	ہائے پھر کس کام کا دنیا میں گرمانی رہے
سر برہنہ، جسم عریاں، آبلے پھوٹے ہوئے	〃	آئے ہیں صحرا نوردی کا مزہ لوٹے ہوئے
طائرِ جاں کو چۂ جاناں میں پہنچے کس طرح	〃	ہیں غمِ فرقت سے اس کے بال و پر ٹوٹے ہوئے
کاوشِ مژگان کے اے کاظم بہت ممنون ہیں	〃	وہ پھپولے جو تیرے سینہ میں ہیں پھوٹے ہوئے

ردیف گ

۳۰ شعر — فقیر محمد خاں گویا لکھنوی م ۳۰۱

۳۱۷۰ - افزوں

چشمِ جاناں کو دلِ زار نے سونے نہ دیا[1]	گویا	رات بیمار کو بیمار نے سونے نہ دیا
درد نے، رنج و الم نے، غمِ تنہائی نے	〃	قبر میں بھی انھیں دو چار نے سونے نہ دیا
خواب میں بھی نہ ہو، اوس ماہ کا تا وصل نصیب	〃	اس لئے چرخِ ستمگار نے سونے نہ دیا
یار نے وصل میں چاہا کہ مجھے نیند آئے	〃	پر میرے طالعِ بیدار نے سونے نہ دیا
میرے اشکوں میں بھی تھی مگر اوس کی تلوار	〃	جو لگا زخم میرے جسم پہ خنداں نہ ہوا
یہ جنوں جھاڑ کے پنجے مجھے جچتا ہے کہ بس؟[2]	〃	کبھی دامن کو چھڑایا تو گریباں نہ ہوا
موزیوں کی خانہ بربادی میں ہے اکثر بھلا	〃	شہد ہاتھ آیا جو گھر ویراں ہوا زنبور کا

[1] تلش ۲۰ حبیب ۹۸ - شہیدی ۱۴۹ - شرکت ۵۷ - آباد ۲۳ - تراب ۷۶ - مین ۲۲۵ - ناسخ ۲۲۹ -
[2] نصیر ۲۳۴ - قائم ۱۹۶

دیکھ لے آگے زمیں کے آسماں رہتا ہے خم	گویا	خاکساری سر جھکا دیتی ہے ہر مغرور کا
کھول دیں گے شعلہ رو زلفیں تو رو دیگا جہاں	″	آنکھ سے نکلیں گے آنسو جب دھواں ہو جائیگا
پست ہوگا آسماں ہوگی زمیں سر سے بلند	″	میرے نالوں سے تہ و بالا جہاں ہو جائیگا
پھر میرے نالوں سے ہو جائے گا محشر برپا	″	چاک پھر صبح قیامت کا گریباں ہوگا
نہ اجل آئی نہ وہ یار آیا، یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا	″	نہ تو وصل ہوا نہ وصال ہوا، یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا
تڑپنا نہ تہ خنجر میں ذرا سر اپنا دیا شکوہ نہ کیا	″	تھا پاس ادب جو قاتل کا، یہ بھی نہ ہوا وہ بھی نہ ہوا
تھا جو افتادگی شعار اپنا	″	نہ زمیں سے اٹھا غبار اپنا
ٹھوکریں سر میرا کھاتا نہ پھرا کس کس کے	″	کون ہے دوست کہ دشمن نہ ہوا میرے بعد
اٹھ گیا صفحۂ ہستی سے نگیں کی صورت	″	نہ رہا میں تو میرا نام رہا میرے بعد
چاند سورج ہیں ترے اے جان جہاں بالائے سر	″	کیوں نہ ہو پھر پھر کے صدقے آسماں بالائے سر
کون افتادوں سے دنیا میں زیادہ ہے قوی	″	کیا اٹھایا ہے زمیں نے آسماں بالائے سر
دعائیں مانگیں ہیں مدتوں تک جھکائے سر ہاتھ اٹھا اٹھا کر	″	ہوا ہوں تب میں بتوں کا بندۂ خدا خدا کر
ترا ساقد بن سکا نہ ہرگز تری سی صورت بن سکی ہے	″	اگرچہ صانع نے لاکھوں نقشے بگاڑ ڈالے بنا بنا کر
آپ سے جاتا نہیں ہیں دوس ستمگر کی طرف	″	خود بخود گردن کھنچی جاتی ہے خنجر کی طرف
یہ جہاں ہے کشتی بحر فنا	″	بیٹھے ہیں لیکن چلے جاتے ہیں ہم
کیا تری الفت میں رسوائی سی رسوائی ہوئی	″	آبرو جاتی ہے آنکھوں سے رواں آنسو نہیں
بادشت وقت کے ہیں دولت خاموشی سے	″	مانگتے ہم جو دعا بھی تو گدائی ہوتی
نظارۂ رخ ساقی سے مجھکو مستی ہے	″	یہ آفتاب پرستی بھی مے پرستی ہے
جو چاہے رحمت حق عجز کر شعار اپنا	″	رواں اودھر کو ہے پانی جدھر کو پستی ہے
سفید ہو گئے موئے سیاہ غفلت چھوڑ	″	ہوئی ہے صبح کوئی دم چراغ ہستی ہے
لب جاں بخش پہ دم اپنا فنا ہوتا ہے	″	آج عیسےٰ سے یہ بیمار جدا ہوتا ہے
مر گئے ہم تو صبا لائی جواب نامہ	″	وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے

(۱) غالب ۱۷۹۔ قدر ۱۹۷۔ وزیر ۲۴۴۔ ناسخ ۲۲۹۔ (۲) مومن ۲۱۴۔ عیش ۱۷۷۔ (۳) شایق ۱۵۴ + رند ۱۲۷۔ غالب ۱۸۰ علوی ۱۷۱۔ فاضل ۲۵۲۔ میر ۲۰۸۔ حسین ۲۲۵۔ (۴) نسیم ۲۳۶۔ اختر ۲۴۔ بحر ۶۷۔ (۵) اقبال ۴۹۔ توفیق ۷۷۔ داغ ۱۱۳۔ حبیب ۹۷۔ خلیل ۱۰۵۔ وطن ۲۴۷۔ (۶) ناسخ ۲۳۱۔ غالب ۱۸۳۔ قدر ۱۹۸۔ مومن ۲۱۷۔ تاباں ۷۶۔ وزیر ۲۴۶۔

(۱) (نفیس پریس، بیدر، فون نمبر ۲۲)

ہاتھ رکھتا ہے وہ بت اپنی بہوں پر اس طرح	گویا	جیسے محراب پہ اللہ لکھا ہوتا ہے

۱ شعر

محمد فیض اللہ گہر (حیدرآبادی) ۳۰۲

۳۱۷۱ - افزوں

ابھر اشباب آئے دن اب کے بہار کے	گہر	کچھ دیدو اپنے ہاتھ سے صدقہ اتار کے

ردیف ل

۲ شعر

لا اعلم ۳۰۳

۳۱۷۳ - افزوں

جوانی اور بوئے گل میں یارب کیا تعلق تھا	لا اعلم	کہ بوئے گل کے آتے ہی جوانی یاد آتی ہے
کسی نے اونٹ سے پوچھا تری گردن میں کیا خم ہے	〃	کہا پھر کونسا اعضا میرا شمشاد سے کم ہے

۲ شعر

نواب لطف الدولہ لطف حیدرآبادی ۳۰۴

۳۱۷۵ - افزوں

یارسول عربیؐ حامل قرآں ہیں آپ	لطف	بات ایمان کی یہ ہے میرا ایماں ہیں آپ
مظہر ذات احد نام مبارک احمدؐ	〃	فقط اک میم کے آجانے سے انساں ہیں آپ

۲ شعر

لعل حیدرآبادی ۳۰۵

۳۱۷۷ - افزوں

عدم[1] جب سے ہستی کو ہم دیکھتے ہیں	لعل	خدا کو خودی میں بہم دیکھتے ہیں
خبر اپنی ہستی کی ہم کو نہیں ہے	〃	اسی وجہ ہم رنج و غم دیکھتے ہیں

[1] غالب ۱۸۲

۳ شعر　　۳۰۶
نواب محمد لطیف الدین خان لطیف حیدرآبادی
۳۱۸۰ - افزوں

چھپا لیا تیری رحمت نے اپنے دامن میں	لطیف	گنہ گار اگر کوئی اشکبار آیا
حالِ بیگانے اور یگانے کا	〃	وقت ہی پر ہے آزمانے کا
دردِ الفت نہ چھپا لوں تو کہو	〃	ایک آنسو بھی نکالوں تو کہو

ردیف م

۵ شعر　　۳۰۷
مرزا مظہر جان جاناں مظہر
۳۱۸۵ - افزوں

گرچہ[1] الطاف کے قابل یہ دلِ زار نہ تھا	مظہر	لیکن اس جور و جفا کا بھی سزاوار نہ تھا
یہ حسرت رہ گئی کس کس مزے سے زندگی کرتے	〃	اگر ہوتا چمن اپنا گل اپنا، باغباں اپنا
میرا جی جلتا ہے اوس بلبلِ بیکس کی غربت پر	〃	کہ جس نے آسرے پر گل کے چھوڑا آشیاں اپنا
جو تو نے کی سو دشمن بھی نہیں دشمن سے کرتا ہے	〃	غلط تھا جانتے تھے تجھکو جو ہم مہرباں اپنا
رقیباں کی نہ کچھ تقصیر ثابت ہے نہ خوباں کی	〃	مجھے ناحق ستاتا ہے یہ عشقِ بدگماں اپنا

۹۹ شعر　　۳۰۸
میر تقی میر
۳۲۸۴

بن پوچھے ہمارے کو جو بخش نہ دیتا تو	میر	پرسش میں ہمارے ہی دن حشر کا ڈھل جاتا
سینہ و دل حسرتوں سے چھا گیا	〃	بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا
کھلا[2] نشہ میں جو پگڑی کا پیچ اُس کے میر	〃	سمندِ ناز کو اک اور تازیانہ ہُوا
ہمارے آگے تیرا جب کسی نے نام لیا	〃	دلِ ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

[1] آصف ۳۸ - شایق ۱۵۴ - ظہیر ۱۶۸ - نشاں ۱۸۷ - [2] نشاں ۱۹۷

جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف	میر	اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا
شکست و فتح نصیبوں سے ہے ولے اے میر	〃	مقابلہ تو دلِ ناتواں نے خوب کیا
دکانیں حسن کی آگے ترے تختہ ہوئی ہونگی	〃	جو تو بازار میں ہوگا تو یوسف کب بکا ہوگا
معیشت ہم فقیروں کی سی اخوان زماں سے کر	〃	کوئی گالی بھی دے تو کہہ "بھلا بھائی بھلا ہوگا"
خیال اس بے وفا کا ہمنشیں اتنا نہیں اچھا	〃	گماں رکھتے تھے ہم بھی یہ کہ ہم سے آشنا ہوگا
نہ ہو کیوں غیرتِ گلزار وہ کوچہ خدا جانے	〃	لہو اس خاک پر کن کن عزیزوں کا گرا ہوگا
اے دوست کوئی مجھ سا سوا نہ ہوا ہوگا	〃	دشمن کے بھی دشمن پر ایسا نہ ہوا ہوگا
ٹک گور غریباں کی کر سیر کہ دنیا میں	〃	ان ظلم رسیدوں پر کیا کیا نہ ہوا ہوگا؟
کہا میں نے گل کا ہے کتنا ثبات	〃	کلی نے یہ سن کر تبسم کیا
لذت سے نہیں خالی جانوں کا کھپا جانا	〃	کب خضر و مسیحا نے مرنے کا مزا جانا
کیا کہیں کچھ کہا نہیں جاتا	〃	اب تو چپ بھی رہا نہیں جاتا
آتے ہی آتے ترے یہ ناکام ہو چکا	〃	واں کام ہی رہا ہے تجھے یاں کام ہو چکا
منہ[1] پر اس آفتاب کے ہے یہ نقاب کیا	〃	پردہ رہا ہے کونسا ہم سے حجاب کیا
بس اب نہ منہ کھلاؤ ہمارا ڈھکے رہو	〃	محشر میں ہم سوال کریں تو جواب کیا؟
ہم جل کے ایک راکھ کی ڈھیری بھی ہو گئے	〃	ہے اب تکلف آگے جلے گا کباب کیا
دیکھا پلک اٹھا کے تو پایا نہ کچھ اثر	〃	اے عمرِ برق رفتہ گئی تو شتاب کیا
جو تیر چلا اس کا سو مری طرف آیا	〃	اس عشق کے میدان میں ہیں ہی نشانہ تھا؟
جب تو نے نظر پھیری تب آگئی موت اسکی	〃	مرنا ترے عاشق کا مرنا کہ بہانا تھا
ہر آن تھی سرگوشی یا بات نہیں گاہے	〃	اوقات ہے اک یہ بھی اک وہ بھی زمانہ تھا
لذت سے نہ تھا خالی جانا ہر تیغ اس کے	〃	اے صید حرم تجھکو اک زخم تو کھانا تھا؟
دو پھول لا کے پھینکدئے میری گور پر	〃	یوں خاک میں ملا کے مجھے مہربان ہوا
یک پارہ جیب کا بھی بچا میں نہیں سیا	〃	وحشت میں جو سیا سو کہیں کا نہیں سیا

[1] ظہیر ۱۶۸۔

اُلٹی ہوگئیں سب تدبیریں کچھ نہ دوا نے کام کیا	میر	آخر! اس بیماریٔ دل نے اپنا کام تمام کیا
عہدِ جوانی رو رو کاٹا پیری میں لیں آنکھیں مُوند	〃	یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا
ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی	〃	چاہتے ہیں سو آپ کرے ہیں ہم کو عبث بدنام کیا
یاں کے سپید و سیہ میں ہم کو دخل جو ہے سو اتنا ہے	〃	رات کو رو رو صبح کیا اور صبح کو جوں توں شام کیا
کہتے تھے کہ یوں کہتے یوں کہتے جو وہ آتا	〃	سب کہنے کی باتیں ہیں کچھ بھی نہ کہا جاتا
کہاں آتے میسر تجھ سے مجھ کو خود نما اتنے	〃	ہُوا یوں اتفاق آئینہ ترے رُو برو ٹوٹا
کس کی مسجد کیسے میخانے کہاں کے شیخ و شاب	〃	ایک گردش میں تری چشم سیہ کے سب خراب
آ کے[1] سجادہ نشین قیس ہُوا میرے بعد	〃	نہ رہی دشت میں خالی کوئی جا میرے بعد
منہ پہ رکھ دامنِ گل روئیں گے مرغانِ چمن	〃	ہر روش خاک اُڑائیگی صبا میرے بعد
جیتے[2] جی قدر بشر کی نہیں ہوتی پیارے	〃	یاد آئے گی تجھے میری وفا میرے بعد
بعد مرنے کے میری قبر پہ آیا وہ میر	〃	یاد آئی میرے عیسیٰ کو دوا میرے بعد
گل کیا؟ جسے کہیں کہ گلے کا تو ہار کر	〃	ہم پھینکدیں اسے ترے منہ پر نثار کر
آغوشیں جیسے موجِ الٰہی کشادہ ہیں	〃	دریائے حسن اس کا کہیں ہمکنار کر
میلانِ[3] دل ہے زلفِ سیہ فام کی طرف	〃	جاتا ہے صید آپ سے اس دام کی طرف
بہار و باغ، و گل، و لالہ، دلربا بن حیف	〃	بھرے ہیں پھولوں سے جیب و کنار لیکن حیف
پوچھے[4] ہیں وجہِ گریۂ خونیں جو مجھ سے لوگ	〃	کیا دیکھتے نہیں ہیں سب اس بے وفا کا رنگ
رہتا تھا ابتدائے محبت میں منہ سفید	〃	اب زرد لب ہوا ہوں یہ ہے انتہا کا رنگ
پاس اس کا بعدِ مرگ ہے آدابِ عشق سے	〃	بیٹھا ہے میری خاک سے اُٹھکر غبار الگ
ہے[5] تہِ دل بتوں کا کیا معلوم	〃	نکلے پردہ سے کیا خدا معلوم
کھل جائینگی پھر آنکھیں جو مر جائیگا کوئی	〃	آتے نہیں ہو باز میرے امتحاں سے تم
فقیر ہونے نے سب اعتبار کھویا ہے	〃	قسم بھی کھاؤں تو کہتے ہیں کیا گدا کی قسم
تدبیرِ وصال کر رہا ہوں	〃	تقدیر سے چال کر رہا ہوں

[1] رند ۱۲۷۔ شایق ۱۵۴۔ غالب ۱۸۰۔ علوی ۱۷۱۔ گویا ۲۰۴۔ فاضل ۲۵۲۔ مہین ۲۲۵۔ نیز "اردو کا عروض" مولفہ جلیل الدین حیدر یہ شعر قائل کا متداول بتایا گیا ہے۔ [2] شکور مولفۂ صفر میں یہ شعر جان کا بتلایا گیا ہے۔ [3] محبت ۲۲۱۔ (نسخہ ۲۳۶ بہ تبدیل قافیہ) [4] نصیر ۲۴۴۔ [5] انشاء ۱۸۔ (اختر ۶۳۔ سعید ۱۴۸ بہ تبدیل قافیہ)

حالِ دلِ دردمند مت پوچھ	میر	جیتا ہوں کمال کر رہا ہوں
جائے ہے جی نجات کے غم میں	〃	ایسی جنت گئی جہنم میں
مدعی[1] مجھ کو کھڑے صاف بُرا کہتے ہیں	〃	چپکے تم بیٹھے ہو سنتے اسے کیا کہتے ہیں
وہ ایسی رشیں والوں کو بھلا کب جان دیتے ہیں	〃	جناب شیخ ناحق اس ہوس میں جان دیتے ہیں
کوئی[2] نہیں جہاں میں جو اندوہگیں نہیں	〃	اس عمکدہ میں آہ دلِ خوش کہیں نہیں
کرتا ہے ابر دعوئ دریا دلی عبث	〃	دامن نہیں میرا تو تیری آستیں نہیں
آتا ہے دل میں حالِ بد اپنا بھلا کہوں	〃	پھر آپ ہی آپ سوچ کے کہتا ہوں "کیا کہوں"
کہتے ہے کوہکن کر فکر میری خستہ حالی میں	〃	"الٰہی شکر کرتا ہوں تری درگاہ عالی میں"
یہ جو چشم پُرآب ہیں دونوں	〃	ایک خانہ خراب ہیں دونوں
ایک سب آگ، ایک سب پانی	〃	دیدہ و دل عذاب ہیں دونوں
طرفہ[3] خونریز دم خونریز ادا کرتے ہیں	〃	وار جب کرتے ہیں منہ پھیر لیا کرتے ہیں
تری زلفِ سیہ کی یاد میں آنسو چمکتے ہیں	〃	اندھیری رات ہے برسات کے جگنو چمکتے ہیں
اے مجھ سے تجھ کو سو ملے تجھ سا نہ پایا ایک میں	〃	سو سو کہیں تو نے مجھے منہ پر نہ لایا ایک میں
میں[4] نالہ کش تھا صبح کو یا دِ حبیب میں	〃	سو راخ پڑ گئے جگرِ عندلیب میں
مجلسِ یار میں تو بار نہیں پاتا ہوں	〃	در و دیوار کو احوال سُنا جاتا ہوں
دن گذرتا ہے مجھے فکر ہی میں تا کیا ہو	〃	رات جاتی ہے اسی غم میں کہ فردا کیا ہو
سب ہیں دیدار کے مشتاق پر ایسے غافل	〃	حشر برپا ہو کہ فتنہ اُٹھے آیا کیا ہو
ظالم[5] ہو میری جان پہ ناآشنا نہ ہو	〃	بے رحمی اتنی عیب نہیں بے وفا نہ ہو
بارے دنیا میں رہو غمزدہ یا شاد رہو	〃	ایسا کچھ کر کے چلو یاں کہ بہت یاد رہو
کہتا ہے کون میر کہ بے اختیار رو	〃	ایسا تو رو کہ رونے پہ تیرے ہنسی نہ ہو
رکھے گردن کو تری تیغ ستم پر ہو سو ہو	〃	جی میں ہم نے یہ کیا ہے اب مقرر ہو سو ہو
قطرہ قطرہ اشکباری تا کجا پیش سحاب	〃	ایک دن تو ٹوٹ پڑا ے دیدۂ تر ہو سو ہو

[1] وطن ۲۴۷ - [2] آتش ۲۲ - جرأت ۸۱ - اکبر ۴۴ - کیفی ۲۰۲ - داغ ۱۱۷ - نظیر ۲۳۹ - [3] داغ ۱۱۵ - نظیر ۱۶۲
[4] قلق ۱۹۵ - [5] ریاض ۱۳۳ - ضامن ۱۶۲ - صفی ۱۶۱ - وزیر ۲۴۶ -

تصویر[۱] کے سے طائر خاموش رہتے ہیں ہم	میر	جی کچھ اچٹ گیا ہے اب نالہ و فغاں سے
جب کوندتی ہے بجلی تب جانبِ گلستاں	〃	رکھتی ہے چھیڑ میری خاشاکِ آشیاں سے
کیا خوبی اس کے منہ کی اے غنچہ نقل کیجئے	〃	تو تو نہ بول ظالم بُو آتی ہے دہاں سے
آنکھوں میں ہی رہے ہو دل سے نہیں گئے ہو	〃	حیران ہوں یہ شوخی آئی تمہیں کہاں سے؟
اُس نے دیکھا جو اُٹھ کے سوتے سے	〃	اُڑ گئے آئینہ کے طوطے سے
چاہنے کا ہم پہ یہ خوباں جو دھرتے ہیں گناہ[۲]	〃	اُن سے بھی پوچھو کوئی تم اتنے پیار کیوں کرے؟
اب[۳] کرکے فراموش تو ناشاد کروگے	〃	پر ہم جو نہ ہوں گے تو بہت یاد کروگے
اسیرِ زلف کرے قیدیٔ کمند کرے	〃	پسند اوسکی ہے "وہ جس طرح پسند کرے"
برقع کو اُٹھا چہرہ سے وہ بت اگر آئے	〃	اللہ کی قدرت کا تماشا نظر آئے
صناع ہیں سب خوار از انجملہ ہوں میں بھی	〃	ہے عیب بڑا اس میں جسے کچھ ہنر آئے
سرانے میر کے آہستہ بولو	〃	ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہے
وحدت نے ہر طرف ترے جلوے دکھائے	〃	پردے تعینات کے جو تھے اُٹھا دئے
نہ ہم[۴] سمجھے نہ آپ آئے کہیں سے	〃	پسینہ پوچھئے اپنی جبیں سے
یوں اُٹھے آہ اس گلی سے ہم	〃	جیسے کوئی جہاں سے اُٹھتا ہے
شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں	〃	عیب بھی کرنے کو ہنر چاہئے
ہستی[۵] اپنی حباب کی سی ہے	〃	یہ نمایش سراب کی سی ہے
میں جو بولا، کہا کہ "یہ آواز	〃	اسی خانہ خراب کی سی ہے"
میر ان نیم باز آنکھوں میں	〃	ساری مستی شراب کی سی ہے
رہ[۶] گئی بات کٹ گئی شبِ ہجر	〃	تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی
کھلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے	〃	اس کی آنکھوں کی نیم خوابی ہے
کچھ موج ہوا پیچاں اے میر نظر آئی	〃	شاید کہ بہار آئی زنجیر نظر آئی
تجھ[۷] بھول اے آرسی گر یار کو تجھ سے محبت ہے	〃	نہیں ہے اعتبار اس کا یہ منہ دیکھے کی چاہت ہے

[۱] لاہور ۲۵۴ - [۲] حسرت ۹۷ - سودا ۱۳۸ - [۳] جلال ۸۲ - امیر ۳۷ - داغ ۱۲۱ - عزیز ۱۷۴ - [۴] شاداں ۱۵۰
[۵] ۔ لاہور ۲۵۴ [۶] ۔ ۲۵۴ [۷] انشاء ۱۹ - عابد ۱۷۳ -

کیا غم ہے ویسے خاک فتادہ سے ہو سکے	میر	دامن پکڑ کے یار کا جو تک نہ رو سکے
بر[1] بانگِ صوتِ جرسِ تجھ سے دور ہوں تنہا	״	خبر نہیں ہے تجھے آہ کارواں میری
چاک پر چاک ہوا جوں جوں سلایا ہم نے	״	اس گریبان ہی سے ہاتھ اٹھایا ہم نے
اے نو بہارِ ناز ترے انتظار میں	״	اب کے بھی دن بہار کے یوں ہی گذر گئے
کبھو میر اوس طرف آکر جو چھاتی کوٹ جاتا ہے	״	خدا شاہد ہے اپنا تو کلیجہ ٹوٹ جاتا ہے
نہ دیکھا غم دوستاں شکر ہے	״	ہمیں داغ اپنا دکھا کر چلے
میں تو سمجھا کہ کچھ ہنسی سے ہے	״	دل میں کیا کیا سلامتی سے ہے

۳۸ شعبہ

شیخ غلام محمد ہمدانی مصحفی ۳۰۹

۱۱۷۲ - افروں

سرِ[2] شام اس نے منہ سے جو رخ نقاب الٹا	مصحفی	نہ غروب ہونے پایا وہیں آفتاب الٹا
جو پھرا کے اس نے منہ سے بقضا نقاب الٹا	״	ادھر آسمان الٹا ادھر آفتاب الٹا
جو خیال میں کسو کے شبِ ہجر سو گیا ہو	״	نہ ہو صبح کو الٰہی کبھی اوس کا خواب الٹا
کسی مست کی لگی ہے مگر اس کے سر کو ٹھوکر	״	جو پڑا ہے میکدہ میں یہ خمِ شراب الٹا
میں عجب یہ رسم دیکھی مجھے روزِ عید قرباں	״	وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب الٹا
صاف چولی سے عیاں ہے بدنِ سرخ ترا	״	نہیں چھپتا ہے شبنم چمنِ سرخ ترا
آتش تیز میں ٹھیرا ہے کہیں یوں بھی پسند	״	کہہ رہا ہے یہی خالِ ذقنِ سرخ ترا
کرے[3] گے صبا طواف ہمارے مزار کا	״	پائے گی پھر نشاں بھی نہ مشتِ غبار کا
کچھ دیر ہے رہائی مرغِ اسیر میں	״	جائے ابھی چمن سے نہ موسم بہار کا
پیری[4] سے ہو گیا یوں اس دل کا داغ ٹھنڈا	״	جس طرح صبح ہوتے کر دیں چراغ ٹھنڈا
لکھا[5] ہے خاکِ کوئے یار سے اے دیدۂ گریاں	״	قیامت میں کروں گا گر کوئی حرف کفن بگڑا
نہ مارے حق کسی کو کر کے مفلس والے رسوائی	״	جہاں کو تہ ہوا کپڑا کفن کا وہ کفن بگڑا

[1] امانت ۲۶۔ (نظر و حسرت - ۲۴۳ و ۹۹ بہ تبدیل قافیہ) [2] ۱۸۔ [3] امیر ۳۴۔ شکر ۱۵۱ (ضامن ۱۳۲ و ۱۳۷) - تحق ۱۹۴ - جلیل ۸۵ - نصیر ۲۳۳ - ولا ۲۴۶ - [4] انشا ۱۸ - شہ آتش ۴۰ - ناسخ ۲۲۹ -

دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا	مصحفی	آبرو خواب ہے اب وقت حقیری آیا
کب کا اک عمر سے جھگڑا ہے دل و جاں کا بیچ	〃	کام دونوں کا کیا یار نے اک آن کے بیچ
ہوئی ہے بسکہ یہ فصل بہار دامن گیر	〃	چلیں چمن سے تو ہوتا ہے خار دامن گیر
نہ گیا[1] کوئی عدم کو دل شاداں لے کر	〃	یاں سے کیا کیا نہ گئے حسرت و ارماں لیکر
جی ہی جی بیچ بہت شاد رہا کرتے ہیں	〃	ترے عارض کی بلائیں ترے مژگاں لیکر
کیا خطا مجھ سے ہوئی رات کہ اوس کافر کا	〃	میں نے خود چھوڑ دیا ہاتھ میں داماں لیکر
طرفہ سوجھی یہ جنوں کو ترے دیوانے کی	〃	راہ میں پھینکدئے خار مغیلاں لیکر
ابر کی طرح سے کر دیویں گے عالم کو نہال	〃	ہم جدھر جائیں گے یہ دیدۂ گریاں لیکر
پھر گئی سوئے اسیران قفس باد بہار	〃	خبر آمد ایام بہاراں لے کر
ہائے وہ دل کہ جسے میں نے بغل میں پالا	〃	اب اوسے یوں ہدف ناوک مژگاں دیکھوں
دل کروں کیونکر میں اپنا نذر چشم یار کو	〃	رسم ہے آئینہ دکھلاتے نہیں بیمار کو
نوجوانی کہو کے یوں پیری میں غفلت بڑھ گئی	〃	صبح کو آتی ہے جیسے نیند شب بیدار کو
گرے جو اوس کی نظر سے تو پھر کہاں کے ہوئے	〃	نہ ہم زمیں کے ہوئے اور نہ آسماں کے ہوئے
حسرت پر اوس مسافر بیکس کے روئیے	〃	جو تھک گیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے
بھاگ ان بردہ فروشوں سے کہاں کے بھائی	〃	بیچ ہی ڈالیں جو یوسفؑ سا برادر ہووے
تم رات وعدہ کر کے جو ہم سے چلے گئے	〃	پھر جب سے خواب میں بھی نہ آئے بھلے گئے
کوفت یہ دل نے اٹھائی کہ نہ ٹھیرے آنسو[2]	〃	یاد آئی جو تری موسم باراں میں کبھی
آہ کس کو یہ کیا پہلے پہل تو نے شکار	〃	آج تک خوں نہ لگا تھا ترے پیکاں میں کبھی
شاید آتا ہے اسیروں میں کوئی تازہ اسیر	〃	اس قدر شور نہ تھا خانۂ زنداں میں کبھی
او دامن اٹھا کے جانے والے	〃	ٹک ہم کو بھی خاک سے اٹھا لے
بکھیر دے جو وہ زلفوں کو اپنے شانے پر	〃	تو مارے شرم کے آئی ہوئی گھٹا پھر جائے
دل کے دھڑکوں کا یہ عالم ہے کہ بے منت دست	〃	ٹکڑے ہو ہو کے گریبان اڑا جاتا ہے

[1] داغ ۱۳۱۰ء تبدیل قافیہ [2] ناسخ ۲۳۲

ہرگز نہ[1] مرادِ دلِ معشوق بر آئے	مصحفی	یارب نہ شبِ ہجر کے پیچھے سحر آئے
آغازِ صبحِ ہجر کا انجام دُور ہے	〃	اے دیدہ اور رُوکہ ابھی شام دُور ہے
انصاف تو کر و دلِ بیتاب کو میرے	〃	آرام کس طرح ہو دلا رام دُور ہے
نازاں ہو اس قدر نہ کمندِ شعاع پر	〃	اے آفتاب اس کا لبِ بام دُور ہے

۱۰۴ شعرا — حکیم مومن خاں مومن دہلوی — ص ۳۱۰

۳۴۲۶ - افزوں

اثر اس کو ذرا نہیں ہوتا	مومن	رنجِ راحت فزا نہیں ہوتا
تم مرے پاس ہوتے ہو گویا	〃	جب کوئی دُوسرا نہیں ہوتا
تم ہمارے کسی طرح نہ ہوئے	〃	ورنہ دنیا میں کیا نہیں ہوتا
کسی کا ہُوا آج کل تھا کسی کا	〃	نہ ہے تو کسی کا نہ ہو گا کسی کا
کیا تم نے قتلِ جہاں اک نظر میں	〃	کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا
وہ کرتے ہیں بیباک عاشق کُشی یوں	〃	نہیں کوئی دنیا میں گویا کسی کا
نہ مانونگا نصیحت پر نہ سنتا میں تو کیا کرتا	〃	کہ ہر ہر بات میں ناصح تمہارا نام لیتا تھا
وہ ہے خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے	〃	کاسۂ عُمر عدد حلقۂ آغوش ہُوا
موئے نہ عشق میں جبتک وہ مہرباں نہ ہوا	〃	بلائے جاں ہے وہ دل جو بلائے جاں نہ ہوا
غیروں پہ کھُل نہ جائے کہیں راز دیکھنا	〃	میری طرف بھی غمزۂ غماز دیکھنا
اُڑتے ہی رنگِ رخ مرا نظروں سے تھا نہاں	〃	اس مرغِ پر شکستہ کی پرواز دیکھنا
مت رکھیو گردِ تارکِ عشاق پر قدم	〃	پامال ہو نہ جائے سرافراز دیکھنا
لگے خدنگ جب اس نالۂ سحر کا سا	〃	فلک کا حال نہ ہو کیا میرے جگر کا سا
یہ جوشِ یاس تو دیکھو کہ اپنے قتل کے وقت	〃	دعائے وصل نہ کی وقت تھا اثر کا سا
نہ جاؤنگا بھجو جنت کو میں نہ جاؤں گا	〃	اگر نہ ہووے گا نقشہ تمہارے گھر کا سا

[1] سودا ۱۳۹۔

خبر نہیں کہ اسے کیا ہُوا پر اِس در پر	مومن	نشانِ پا نظر آتا ہے نامہ بر کا سا
جنھوں تھے، غش تھے، محو تھے، دنیا کا غم نہ تھا	″	جینا وصال میں بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
محو[1] مجھ سا دمِ نظارۂ جاناں ہوگا	″	آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیراں ہوگا
آخر اُمید ہی سے چارۂ حرماں ہوگا	″	مرگ کی آس پہ جینا شبِ ہجراں ہوگا
کیا سُناتے ہو کہ ہے ہجر میں جینا مشکل	″	تم سے بے رحم پہ مرنے سے تو آساں ہوگا
دردِ ہے جاں کے عوض ہر رگ و پے میں ساری	″	چارہ گر، ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا
ہنسے نہ غیر مجھے بزم سے اُٹھانے پر	″	سبک وہ ہے کہ تیری طبع پر گراں نہ ہوا
جوں خفتگانِ خاک تھی اپنی فتادگی	″	آیا جو زلزلہ کبھی کروٹ بدل گیا
ہاں[2] تنگ دہانی کا نہ کرنے کے لئے بات	″	ہے عذر، پر ایسا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
یہ عذرِ امتحانِ جذبِ دل کیسا نکل آیا	″	میں الزام اوس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
تلخ کامی پر مجھے تجھ کو لبِ شیریں پہ ناز	″	آ میرے جادو سے اعجازِ مسیحائی ملا
برقِ آہ کو جو میں نے کہا سُکر ادیا	″	دل گرسیوں نے اس کے کلیجہ جلا دیا
مٹی نہ دی مزار تلک آکے اسپہ بھی	″	کہتے ہیں لوگ خاک میں اس نے ملا دیا
ہو صرصرِ خزاں سے نہ کیونکر وہ مضطرب	″	مشکل ہوا ہے پر دۂ محمل کا تھامنا
آغوشِ گور ہو گئی آخر لہو لہاں	″	آساں نہیں ہے آپ کے بسمل کا تھامنا
کیا[3] ہوا ہوا اگر وہ بعدِ امتحاں اپنا	″	بُرے گنہ سزا پائی اب وہ دل کہاں اپنا
جانی پسِ مُردن حالِ جسم و جاں کیا ہو	″	مدعی تو میں اپنی دشمن آسماں اپنا
دیر و کعبہ یکساں ہے عاشقوں کو اے مومن	″	ہو رہے وہیں کے ہم دل لگا جہاں اپنا
قتلِ[4] عدو میں عذرِ نزاکت گراں ہے اب	″	مجھ میں ستم اُٹھانے کی طاقت کہاں ہے اب
سجدے پہ سر قلم ہو دعا پر زباں کٹے	″	گویا نہ وہ زمیں ہے نہ وہ آسماں ہے اب
عدو نے دیکھے کہاں اشکِ چشمِ گریاں سُرخ	″	نہ آستیں ہے، نہ رُومال ہے، نہ داماں سُرخ
ہم[5] دامِ محبت سے اِدھر چھوٹے اُدھر بند	″	پرواز بھی کی آہ تو جُوں طائرِ پر بند

[1] عیش ۱۷۷ - گویا ۲۰۴ - [2] داغ ۱۱۳ - ذوق ۱۲۲ - [3] توفیق ۷۷ - غالب ۱۷۹ - داغ ۱۱۳ -
[4] داغ ۱۱۳ - [5] لرند ۱۲۷ -

دیکھا نہ کسی کی طرف ایمائے حیا سے	مومن	جادو کو کیا نرگسِ جادو نے نظر بند
جاتے تھے صبح رہ گئے بیتاب دیکھکر	״	طالع ہمارے چونک پڑے خواب دیکھکر
محفل فروز تھی تب و تابِ نہاں شمع	״	پروانہ جل گیا کہ نہ تھا رازداں شمع
وہ جو زندگی میں نصیب تھا وہی بعدِ مرگ رقیق	״	یہ قلق ہے کیسا کہ ہے ستم گئی جاں پہ نہ گیا قلق
یہ کہاں کی جی کو بلا لگی مری ہائے کیونکہ ہو زندگی	״	کوئی کیا جیے جو ہوا یک شبِ وصل صبح و مساقلق
نہیں چاہ میری اگر اُنھیں نہیں راہ دلمیں تو کس لئے	״	مجھے رُوتے دیکھ کے رُو دیا میرا حال سُن کے وہ بھی قلق
کہا جاں بلب ہوں جو آئے تو مری زندگی ہو تو یہ کہا	״	"تیرے جینے کی مجھے کیا خوشی ترے مرنے کا مجھے کیا قلق"
ٹھانی تھی دل میں اب نہ ملیں گے کسی سے ہم	״	پر کیا کریں کہ ہو گئے ناچار جی سے ہم
ہنستے جو دیکھتے ہیں کسی کو کسی سے ہم	״	منہ دیکھ دیکھ روتے ہیں کس بے کسی سے ہم
صاحب نے اس غلام کو آزاد کر دیا	״	لو بندگی کہ چھوٹ گئے بندگی سے ہم
ان ناتوانیوں پہ بھی تھے خارِ راہِ غیر	״	کیونکر نکالے جاتے نہ اوسکی گلی سے ہم؟
کیا دل کو لے گیا کوئی بیگانہ آشنا	״	کیوں اپنے جی کو لگتے ہیں کچھ اجنبی سے ہم
بے روئے مثلِ ابر نہ نکلا غبارِ دل	״	کہتے تھے ان کو برقِ تبسم ہنسی سے ہم
ہر ذرہ میری خاک کا برباد ہو چکا	״	بس اے خرامِ ناز کہ تاب و تواں نہیں
میں اپنی چشمِ شوق کو الزام خاک دوں	״	تیری نگاہِ شرم سے کیا کچھ عیاں نہیں
میں جانتا ہوں نقش پہ آنے کا مدّعا	״	آسودگی پسند تری تمکیناں نہیں
ڈرتا ہوں آسمان سے بجلی نہ گر پڑے	״	صیاد کی نگاہ سوئے آشیاں نہیں
دراز دستی یہ کس بے ادب کی دم قتل	״	تمام دامنِ قاتل کے ٹکڑے ٹکڑے ہیں
کہتے ہیں "تم کو ہوش نہیں اضطراب میں"	״	سارے گلے تمام ہوئے اک جواب میں
کیا جانے لکھدیا اُسے کیا اضطراب میں	״	قاصد کی لاش آئی ہے خط کے جواب میں
لاش پر آنے کی شہرت شبِ غم دیتے ہیں	״	اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہیں
لذتِ جورکشی نے مجھے شرمندہ کیا	״	طعنے کیا کیا مجھے اربابِ ستم دیتے ہیں

۱؎ غالب ۱۸۱ بتبدیل قافیہ۔ ۲؎ ظہیر ۱۶۸ (جگر و حسرت و ذوق ۸۶ - ۹۹ - ۱۲۳ بتبدیل قافیہ)
۳؎ آتش ۱۲۱۔ اصغر۔ آزردہ ۳۰۔ داغ ۱۱۷۔ قلق ۱۹۵۔ غالب ۱۸۳۔ ناسخ ۲۳۰۔ ۴؎ امیر ۳۲۔ آباد ۲۴۔

چین آتا ہی نہیں سوتے ہیں جس پہلو ہمیں	مومن	اضطراب دل! غرض جینے نہ دیگا تو ہمیں
مجھ پہ بعد امتحاں بھی جور کم کیونکر کریں	″	وہ ستائیں غیر کو، ایسا ستم کیونکر کریں
ہم[1] بیداد و ستم کچھ دل مضطر میں نہیں	″	یوں ہوں نالاں کہ وہ گویا صف محشر میں نہیں
وہ[2] نئے گلے وہ شکایتیں وہ مزے مزے کی حکایتیں	″	وہ ہر ایک بات پہ روٹھنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
کبھی ہم بھی تم میں بھی چاہ تھی کبھی ہم سے تم سے بھی راہ تھی	″	کبھی ہم بھی تم بھی تھے آشنا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہ جو لطف مجھ پہ تھے پیشتر وہ کرم کہ تھا میرے حال پر	″	مجھے سب ہے یاد ذرا ذرا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
ایسے سے کیا دُرستیٔ پیمان بستہ ہو	″	جو قول دے تو رنگ حنا کا شکستہ ہو
مجلس میں میرے ذکر کے آتے ہی وہ اُٹھے	″	بدنامیٔ عشاق کا اعزاز تو دیکھو؟
اب شور ہے مثال جوی اس خرام کو	″	یوں کون جانتا تھا قیامت کے نام کو
خالی[3] ہوائے فتنہ سے گاہے جہاں نہ ہو	″	اس دم قیامت آئے اگر آسماں نہ ہو
اُلٹے وہ شکوے کرتے ہیں اور کس ادا کے ساتھ	″	بے طاقتی کے طعنے ہیں عذر جفا کے ساتھ
مانگا کریں گے اب سے دُعا ہجر یار کی	″	آخر تو دشمنی ہے اثر کو دُعا کے ساتھ
اوس کی گلی کہاں یہ تو کچھ باغ خلد ہے	″	کس جائے مجھ کو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
ناوک[4] انداز جدھر دیدۂ جاناں ہوں گے	″	نیم بسمل کئی ہوں گے کئی بے جاں ہوں گے
ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیماں کہ بس	″	ایک وہ ہیں کہ جنہیں چاہ کے ارماں ہوں گے
ناصحا دل میں تو اتنا تو سمجھ اپنے کہ ہم	″	لاکھ ناداں ہوئے کیا تجھ سے بھی ناداں ہوں گے؟
ہم نکالیں گے سُن اے موج ہوا بل تیرا	″	اون کی زلفوں کے اگر بال پریشاں ہوں گے
منت[5] حضرت عیسےٰ نہ اٹھائیں گے کبھی	″	زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہوں گے؟
عمر ساری تو کٹی عشق بتاں میں مومن	″	آخری وقت میں کیا خاک مسلماں ہوں گے
خوشی[6] نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی	″	خبر ہے لاش پہ اوس بے وفا کے آنے کی
نہ جائے کیوں دل مرغ چمن کہ سیکھ گئی	″	بہار وضع ترے مسکرا کے آنے کی
پھر اب کے لاتر قربان جاؤں جذبۂ دل	″	گئے ہیں یاں سے وہ سوگند کھا کے آنے کی

[1] (امیر ۳۵ و داغ ۱۱۵ و حالی ۹۵ و عابد ۳۷ بطریق تبدیل قافیہ) [2] داغ ۱۱۷۔ و لا ۲۴۷۔ [3] سرور ۱۴۰۔ [4] نسیم ۲۳۴
[5] امیر ۳۶۔

خیالِ زلف میں خود رفتگی نے قہر کیا	مومن	اُمید تھی مجھے کیا کیا بلا کے آنے کی
کروں میں وعدہ خلافی کا شکوہ کس کس سے	〃	اجل بھی رہ گئی ظالم سُنا کے آنے کی
روزِ جزا نہ دے جو میرے قتل کا جواب	〃	وہم سخن رقیب کو اوس کم سخن سے ہے
کیونکر نجات آتشِ ہجراں سے ہو کہ مرگ	〃	آئی تو دُور ہی تپ و تابِ بدن سے ہے
دعا[1] بلا تھی شبِ غم سکونِ جاں کے لئے	〃	سخن بہانہ ہوا مرگِ ناگہاں کے لئے
ہے اعتماد میرے بختِ خفتہ پر کیا کیا	〃	وگرنہ خواب کہاں چشمِ پاسباں کے لئے
جنونِ عشق ازلی کیوں نہ خاک اُڑائیں کہ ہم	〃	جہاں میں آئے ہیں ویرانیٔ جہاں کے لئے
دُرِ[2] بدر ناصیہ فرسائی سے کیا ہوتا ہے	〃	وہی ہوتا ہے جو قسمت میں لکھا ہوتا ہے
جاں بلب ہوں خبرِ وصل سنا دے قاصد	〃	لب ہلانے میں ترے کام میرا ہوتا ہے
دار ہیں حشر تلک بہرِ دعا گولبِ زخم	〃	پر ترا حق نمک کوئی ادا ہوتا ہے؟
کیونکر[3] یہ کہیں منت اعدا نہ کریں گے	〃	کیا کیا نہ کیا عشق میں کیا کیا نہ کریں گے
ہنس ہنس کے وہ مجھ سے ہی مرے قتل کی باتیں	〃	اس طرح سے کرتے ہیں کہ گویا نہ کریں گے
ناصح کفِ افسوس نہ مل چل تجھے کیا کام	〃	پامال کریں گے وہ مجھے یا نہ کریں گے
دیوار کے گر پڑتے ہی اُٹھنے لگے طوفاں	〃	اب بیٹھ کے کونے میں بھی رویا نہ کریں گے
بیمارِ اجل چارہ کو گر حضرتِ عیسیٰؑ	〃	اچھا نہ کریں گے تو کچھ اچھا نہ کریں گے
سینہ[4] کوبی سے زمیں ساری ہلا کے اُٹھے	〃	کیا علَم دُھوم سے تیرے شہدا کے اُٹھے
اُف ری گرمیٔ محبت کہ ترے سوختہ جاں	〃	جس جگہ بیٹھ گئے آگ لگا کے اُٹھے
سوزشِ دل سے ہُوا کیا ہی میں پانی پانی	〃	وہ جو پہلو سے پسینہ میں نہا کے اُٹھے
کشتۂ حسرتِ دیدار ہیں یارب کس کے	〃	نخل تابوت میں بھی پھول لگے نرگس کے
وہ چلا جان چلی دو نو یہاں سے کھس کے	〃	اس کو تھاموں کہ اُسے پاؤں پڑوں کس کس کے
پاؤں تربت پہ میری دیکھ سنبھل کر رکھنا	〃	چُور ہے شیشۂ دل سنگِ ستم سے پس کے
کیوں نہ ہم شمع کے مانند جلیں دُور کھڑے	〃	جب عدو باعثِ گرمی ہوں تری مجلس کے

[1] امیر ۳۵۔ غالب ۱۸۳۔ ظہیر ۱۶۹۔ ذوق ۱۲۵۔ فاضل ۲۵۲۔ [2] غالب ۱۸۳۔ وزیر ۲۴۶۔ قدر ۱۹۸۔ گویا ۳۰۴۔ تاباں ۷۶۔ (آتش و قلندر ۲۳ و ۱۹۹ بہ تبدیل قافیہ) [3] توفیق ۷۸۔ ظامن ۱۶۳۔ شہیدی ۱۵۰۔ [4] صفی ۱۶۰۔

خیالِ خواب راحت ہے علاج اس بدگمانی کا؟	مومن	وہ کافر گر میں مومن میرا شانہ ہلاتا ہے

اشعر ۳۴۲۷۔ افزوں

شیخ شرف الدین مضمون ۳۱۱ء

ہم نے کیا کیا نہ تیرے عشق میں محبوب کیا	مضمون	صبر ایوبؑ کیا، گریۂ یعقوبؑ کیا

اشعر ۳۴۲۸۔ افزوں

مرزا حاتم علی مہر ۳۱۲ء

تمہارے واسطے دل سے مکاں کوئی نہیں بہتر	مہر	جو آنکھوں میں تمہیں رکھوں تو ڈرتا ہوں نظر ہوگی

۲۹ شعر ۳۴۵۷۔ افزوں

سید اسمٰعیل حسین مُنیر لکھنوی ۳۱۳ء

اس[1] انجمن میں کوئی دلِ شادماں نہ تھا	منیر	تھی اُجڑے گھر کی رات سوادِ جہاں نہ تھا
جن روزوں میرے گھر میں تباہی تھی یہاں	″	ویرانیوں کی بھیڑ سے میلا کہاں نہ تھا؟
تھا ضعف میری غفلت پیری سے ہم بغل	″	اس نیند کے نصیب میں بختِ جواں نہ تھا
اے بحرِ اشک تجھ کو خدا خاک میں ملائے	″	دریا ہمارے ان کے کبھی درمیاں نہ تھا
اُکسائے بختِ بد کبھی اس سے چراغِ وصل	″	تنکے سے تو حقیر تنِ ناتواں نہ تھا
جبتک انھیں پسند تھی آنکھوں کی سادگی	″	کاجل کی کوٹھری میں بھی پنہاں دھواں تھا
نہ آیا رحم[2] مجھ پر ہائے اے دستِ جنوں تجھ کو	″	کلیجہ پھٹ گیا سو بار دامان و گریباں کا
مرہم[3] ہے زخم پر کفِ جامِ شراب کا	″	کافور لاؤں مغز سرِ آفتاب کا
سر پر اُٹھا لیا فلکِ بے ثبات کو	″	قدِ بشر ستون ہے قصرِ حباب کا
شاید کبھی چلی تھی ترے وحشیوں کی چال	″	اب تک ہے پائے موج میں چھالا حباب کا

[1] الیقین ۲۵۰۔ حالی ۹۴۔ فغاں ۱۸۷) [2] جرأت ۸۱۔ حیدر ۱۰۲۔ آباد ۲۳۔ قلق ۱۹۳۔ ناسخ ۲۲۹۔
نسیم ۲۳۵۔ خلیل ۱۰۵۔ داغ ۱۱۳۔ تراب ۶۷۔ تشنہ ۲۰۔ امانت ۳۵۔ آباد ۲۳۔ ذوق ۱۲۲۔ سودا ۱۳۷۔ وفا ۱۴۲
قلق ۱۹۳۔ کیفی ۲۰۱۔ فاخر ۱۹۹۔ شمشیر ۵۵۔ شاکر ۱۵۴۔ ناسخ ۲۲۹۔

یہ تو فرمایئے چاند آج کدھر نکلا ہے	منیر	کدھر آ نکلے ہُوا اے رشکِ قمر آج کی رات
وصل کی شب یہ صدا آتی ہے گھڑیالوں سے	〃	"ساتھ لائی ہے قیامت کی سحر آج کی رات"
نیند بھی بھول گئی راہ میری آنکھوں کی	〃	کیا اندھیرا ہے الٰہی میرے گھر آج کی رات
بھرے[1] جاؤں تیری وفا کا دم ہُوا گرچہ برہمی میرا قلم	〃	نہ فراقِ جان و بدن کا غم نہ وصالِ گردن و سر خوش
تجلّی[2] صاف برقِ طور کی ہے آتشِ گل میں	〃	بنی بجلی جو آئی دُھوپ دیوارِ گلستاں پر
گدائے درِ تاجِ وپری پر حکم فرمائے	〃	بچھا دیتا ہے اکثر بوریا تختِ سلیمان پر
پری بن کر اُڑے گا جو نشانہ تم اُڑاؤ گے	〃	ہمارے تیر سے لے جائیگا مرغِ سلیمان پر
تیغِ ابرو نے بھرا خون میں اپنا ناخن	〃	آ گئی رنگِ تمنا کی حنا تا ناخن
اوس کے ناخن کو مہِ نو سے بھلا کیا نسبت	〃	عقل کے پیرِ خرد کیوں نہیں لیتا ناخن
ترکِ مے سے خلشِ زخمِ جگر بڑھتی ہے	〃	مجھ کو محرابِ درِ توبہ ہے گویا ناخن
قدم کُشتۂ عشاق نہ رکھ پیشِ نگاہ	〃	اے صنم پنجۂ مژگاں کے ترشوا ناخن
چٹکیاں لیتے ہو تقریر نہیں کرتے ہو	〃	کہیں انگشتِ زباں میں نہ ہو پیدا ناخن
خرد و کلاں ہیں طاعتِ ربِّ ودود میں	〃	گردوں رکوع میں ہے زمینیں سجود میں
خشک[3] کر دیتے ہیں اک آہ میں ہم آہوں کو	〃	نفسِ سرد سے دریا کو جما لیتے ہیں
بے خونِ شہیداں نہ کہیں نشو و نما ہو	〃	جب کھیت پڑے سبزۂ شمشیر ہرا ہو
ہے قابلِ پرسش وہ خطا جس کی سزا ہو	〃	کیا پوچھنا اوس جرم کا جو حد سے سوا ہو
اے آہ پتہ تجھ کو بتا دوں میں اثر کا	〃	جا ڈھونڈھ لے دشمن کی جہاں آہ رسا ہو
اس زخم کے صدقے جو ہو شمشیرِ نگہ کا	〃	قربان میں اوس درد کے تم جسکی دوا ہو
خوں کی دھاریں یہ چھٹیں دل سے دلِ افگار تک	〃	رو بنگئے سُن کے کھڑے ہو گئے فواروں کے

۷ شعر — **منشی تلوک چند محروم** — ۳۱۴

۳۴۶۴ - افزوں

[1] داغ ۱۱۴ - [2] غالب ۱۸۱ - [3] رند ۱۲۸ - بحر ۶۸ -

غیب سے ہمتِ مردانہ کو ملتی ہے مدد	محرومؔ	عزمِ راسخ ہو تو ہو جاتے ہیں ساماں پیدا
جن کی تقدیس کی کھاتے ہیں فرشتے بھی قسم	〃	ہم گنہگاروں میں ہوتے ہیں وہ انساں پیدا
گر چکی اک بار جب بجلی نگاہِ شوق پر	〃	طُور کی چوٹی سے پھر کوئی پیام آیا تو کیا
ہیں تو جب جانوں کہ میرے دِل کی بیتابی مٹے	〃	کیا ہوا اگر تم نے آئینہ کو حیران کر دیا
دیکھو[1] جسے وہ مستِ مئے کبر و ناز ہے	〃	دنیا بہت خراب ہے، جائیں مگر کہاں؟
ہے ابتدائے شام سے ظلمات کا سفر	〃	ہوتی ہے دیکھئے شبِ غم کی سحر کہاں
تقدیر میں ہے اس کی فشارِ لحد وہی	〃	تدبیر سے اُڑا بھی تو پہونچا بشر کہاں

۳ شعر

الٰہی بخش معروفؔ

۳۱۵

۶۷-۳۴-افزوں

جبتک کہ میں جیتا ہوں طلبگار رہوں تیرا	معروفؔ	توہیچ بھی ڈالے تو خریدار رہوں تیرا
نرگسی چشم کا مت رکھ دلِ بیمار خیال	〃	یعنے بیمار کو رکھتے نہیں بیمار کے پاس
کون روتا ہے یہ لگ کر باغ کی دیوار سے	〃	جانور گرنے لگے جائے ثمر اشجار سے

۳ شعر

میر نظام الدین ممنونؔ پانی پتی

۳۱۶

۷۰-۳۴-افزوں

گماں نہ تجھ پہ کروں کیونکہ دل چُرانے کا	ممنونؔ	جُھکا کے آنکھ سبب کیا ہے مُسکرانے کا
یہ سینہ ہے، یہ جگر ہے، یہ دل ہے، بسم اللہ	〃	اگر خیال ہے تلوار آزمانے کا
غموں کی گریہی بالیدگی ہے تو آخر	〃	دلِ گرفتہ نہیں سینے میں سمانے کا

۲ شعر

مُعین الدین

۳۱۷

۷۲-۳۴-افزوں

[1] داغ ۱۱۷-حالی ۹۵-ناسخ ۲۳۰-

دل[1] سا رفیق جس کا جدا ہو گیا ہو یار	معین الدین	وہ اپنی بیکسی کو نہ روئے تو کیا کرے؟
جس نے ہمارے دوست کو ہم سے جدا کیا	〃	وہ بھی مُراد اپنی نہ پائے خدا کرے

اشعر　　۳۴۷۳ - افزوں

مُحبت خاں مُحبّت　　۳۱۸

یوں[2] دیکھتا ہوں زلفِ سیہ فام کی طرف	محبّت	گھبرا کے صید دیکھے ہے جوں دام کی طرف

۴ شعر　　۳۴۷۷ - افزوں

حافظ فضل علی ممتاز　　۳۱۹

ڈروں میں کس لئے رنجش سے پیار میں کیا تھا؟	ممتاز	میں اب خزاں کو جو روؤں بہار میں کیا تھا
ترے ہی واسطے آئے عدم سے ہم یا نتک	〃	وگرنہ ہستیٔ ناپائیدار میں کیا تھا؟
ہمارے رونے سے دل میں بخار اُٹھتا ہے	〃	کہ جیسے پانی کے چھڑکے غُبار اُٹھتا ہے
مست[3] ہنر پر تو ہو نازاں بد بخت ہی شرط	〃	قابلیت جو ہے ممتاز دھری رہتی ہے

اشعر　　۳۴۷۸ - افزوں

مست　　۳۲۰

خود فنا ہو کے ذات میں ملنا	مست	یہ تماشا حباب میں دیکھا

اشعر　　۳۴۷۹ - افزوں

مُرتضیٰ رض　　۳۲۱

بدنام ہو گے جانے بھی دو امتحان کو	مرتضیٰ رض	رکھے گا کون تم سے عزیز اپنی جان کو؟

[1] سودا ۱۳۹ - سدرشن ۱۴۶ - فانی ۱۹۱ - [2] میر ۲۰۸ - (نسیم ۲۳۶ بہ تبدیل قافیہ - [3] امیر ۳۷

۲ شعر
۳۴۸۱ - افزوں

مسکین شاہ مسکین ۳۲۲

بیانِ شمع بھلا کس کو تاب ضبط کی ہے	مسکین	زبان پہ حرفِ شکایت نہ ہو مثالِ شمع
چھوڑ کر ہستی کو اب ملکِ عدم جاتے ہیں ہم	〃	جا کے مل جاویں گے اوس سے جس کے کہلاتے ہیں ہم

سید افتخار حسینؒ افتخار الشعراء اعتبار الملک

۵ اشعر
۳۴۹۶ - افزوں

مُضطر ۳۲۳

خان بہادر اخیر آبادی اقتدار جنگ

وقت بگڑا تو کوئی حال کا پرساں نہ ہوا	مضطر	میرا سایہ بھی شریکِ شبِ ہجراں نہ ہوا
کیا اڑ خاک تھا مجنوں کے پھٹے کپڑوں میں	〃	ایک ٹکڑا بھی تو لیلےٰ کا گریباں نہ ہوا؟
یار نے دیا دھوکہ عمرِ بے وفا ہو کر	〃	منہ چھپا لیا اس نے صورت آشنا ہو کر
وہ خفا ہوے ہم سے خیر یہ خوشی اونکی	〃	ہم بھی اب سدھاریں گے جان سے خفا ہو کر
مضطر آج مسجد سے دیر کا ارادہ کیوں	〃	کیا بتوں کو پوجو گے مردِ باخدا ہو کر؟
وہ مرے دل میں سما چکے ہیں میری نگاہوں میں آچکے ہیں	〃	جو بات ہونی تھی ہو چکی ہے وہ رنگ اپنا جما چکے ہیں
پیئے گا کیا خاک تیرا خنجر بدن میں اب کیا دھرا ہی کیا ہے[1]	〃	کہ برسوں رو رو کے دیدۂ تر لہو کے دریا بہا چکے ہیں
ہمیں تو مرنا ہے ہم مریں گے وہ مفت احسان سر پہ دھریں گے	〃	اب ایسے میں لیکے کیا کریں گے کہ ہم قضا کو بلا چکے ہیں
نہ ہو امیدِ نجات کیونکر وہ مری مرقد پہ آکے مضطر	〃	وہ فاتحہ خیر پڑھ چکے ہیں وہ چار آنسو بہا چکے ہیں
خدا جانے طریقہ حسن و الفت کا جدا کیوں ہے	〃	میں اتنا باوفا کیوں ہوں؟ وہ اتنا بے وفا کیوں ہے؟
جگانے چٹکیاں لینے ستانے کون آتا ہے	〃	یہ چھپکر خواب میں اللہ جانے کون آتا ہے؟
اسیر پنجۂ عہدِ شباب کر کے مجھے	〃	کدھر گیا میرا بچپن خراب کر کے مجھے

[1] امیر ۳۵۔

یہ اون کے حسن کو ہے صورت آفریں سے گلہ	مضطر	غضب میں ڈالدیا لاجواب کرکے مجھے
کسی کے دردِ محبت نے عمر بھر کے لئے	〃	خدا سے مانگ لیا انتخاب کرکے مجھے
میرے گناہ زیادہ ہیں یا تری رحمت	〃	کریم تو ہی بتادے حساب کرکے مجھے

۶ شعر
۳۵۰۲ - افزوں
ڈاکٹر احمد حسین صاحب مائل حیدرآبادی ۳۲۴

صاف کہتا ہوں خدایا وہ خدائی نہ کرے	مائل	بخشنا یاد نہ ہو جس کو گنہگاروں کا
داورِ حشر نے کس سوختہ دل کو بخشا	〃	خلد کہتا ہے جہنم سے بدل جاؤنگا
کیا کیا کہوں میں تجھ سے دلِ زار کی ہوس	〃	مشہور ہے جہان میں بیمار کی ہوس
داورِ حشر! سرِ حشر دکھا وہ قدرت	〃	میں جہنم سے بچوں اور تیرا احسان بھی ہو
خدا کی بات موسیٰ کو مبارک	〃	ہمارے کان میں تری نہیں ہو
وہ اگر حیلہ کریں مدفن تک آنے کے لئے	〃	ہاتھ نکلیں گے جنازہ سے ہلانے کے لئے

۱ شعر
۳۵۰۳ افزوں
ڈاکٹر مسٹر سلویرا مفتون ۳۲۵

عجب توے کشتہ کا دیوانہ پن ہے	مفتون	نہ ثابت لحد ہے نہ تارِ کفن ہے

۱ شعر
۳۵۰۴ - افزوں
ماجد حسن فریدی ۳۲۶

ہم نہیں آنے کے واعظ ترے بہکانے میں		اسی میخانہ کی مٹی اسی میخانہ میں

۲ شعر
۳۵۰۷ - افزوں
شمس الحق سجاد علی میکش تھانوی ۳۲۷

لہ امیر ۳۴ - داغ ۱۱۳ - ذوق ۱۲۲ - سودا ۱۳۷ - (اثر ۵۸ بہ تبدیل قافیہ) سہ وزیر ۶۴ - اجلال ۶۴ بہ تبدیل قافیہ
سہ رحمت ۱۳۴ - ناسخ ۲۳۱ - شہیدی ۱۵۰ -

جس[۱] کا ثانی نہیں عالم میں وہ نقشہ میں ہوں	منیکش	اس پہ طرہ یہ ہے ہر شکل سے ملتا میں ہوں
معجزے[۲] پہلے بھی نبیوں سے ہوئے تھے لیکن	〃	پٹکا نکلا نہ کسی کی بھی کمر سے پہلے
آپ جب میری شفاعت پہ ہلائیں گے لب	〃	ناز عیبوں پہ مجھے ہوگا ہنر سے پہلے

۱۲ شعر　نواب نثار یار جنگ مزاج　۳۲۸

۳۵۱۹ - افزوں

دستگیری[۳] کے لئے فوراً بڑھا دست کریم	مزاج	رحمتیں شرما گئیں مفلس کا دامان دیکھکر
جی نہ بہلے جب تو پھر دنیا کو لیکر کیا کریں	〃	آ خیال یار، اور آباد اک دنیا کریں
جی لگا کر وہ سنیں اور میں کہتا جاؤں	〃	اتنی دلچسپ تو شاید میری روداد نہیں
وعدہ ہے کل کا کل کہیں روز جزا نہ ہو	〃	محشر میں اور ایک یہ محشر بپا نہ ہو
لیکے بہشت کیا کریں لطف گناہ جب نہ ہو	〃	پھر در میکدہ کھلے پھر در توبہ باز ہو
تیرا سایہ بھی کسی نے آجتک دیکھا نہیں	〃	اور طرفہ یہ کہ ہر دل میں تری تصویر ہے
ادھر بجلیاں ہیں ادھر آشیاں ہے	〃	بس اک مشت پر کا قدم درمیاں ہے
زمیں[۴] پہ آتش گل آسماں پہ برق و شرار	〃	رکھا ہے آگ کے شعلوں پہ آشیاں میں نے
ہے عرض حال پہ ان کا یہ مختصر سا جواب	〃	ہزار بار سنی ہے یہ داستاں میں نے
بہار[۵] گل سے نہیں برق کو کوئی کاوش	〃	اُسے تو کد ہے کہ میرا ہی آشیاں نہ رہے
ہاں[۶] بیخودی شوق میں کچھ کہہ تو گیا ہوں	〃	اب چاہے زمانہ اسے افسانہ بنا دے
اتنا تو مجھے یاد ہے کچھ اوس نے کہا تھا	〃	کیا اوس نے کہا تھا یہ مجھے یاد نہیں ہے

۲ شعر　محوی صدیقی لکھنوی　۳۲۹

۳۵۲۱ - افزوں

زندگی صرف غم نہ ہو جائے	محوی	کہیں ایسا ستم نہ ہو جائے

[۱] علوی ۱۷۱ - [۲] ظہیر ۱۶۹ - حفیظ ۱۰۱ - حالی ۹۱ - حبیب ۹۸ - سبحانی ۱۴۷ - قدیر ۲۰۰ - [۳] حسن ۹۴ (داغ ۱۱۴ - [۴] حسن کا قافیہ گلہ کل آفت ۶۰ - (آزاد ۵۵ بہ تبدیل قافیہ) [۵] اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - رشید ۱۲۵ - سید ۱۴۵ - مومن ۲۲۶ - [۶] علی ۱۷۰ - حمید ۱۰۲ - حالی ۱۷۶ - عاجز ۱۷۸ - اثر ۵۳ - [۷] بہزاد ۷۳ -

دل کا افسانہ اور میری تحریر	محوی	شق زبانِ قلم نہ ہو جائے

۷ شعرے　ماہر القادری ماہر　۳۳۰

۲۸ ۳۵ - افزوں

وہ ہنس ہنس کے وعدے کئے جا رہے ہیں	ماہر	فریبِ تمنّا دے جا رہے ہیں
میرے زخمِ دل کا مقدر تو دیکھو	〃	نگاہوں سے ٹانکے دئے جا رہے ہیں
میرے شوقِ دیدار کا حال سُن کر	〃	قیامت کے وعدے کئے جا رہے ہیں
کچھ اس طرح نگاہ سے مسرور کر گئے	〃	جیسے وہ مجھ کو واقفِ اسرار کر گئے
میرے حالِ دل کی کس صورت سے رسوائی ہوئی	〃	رُوکِ بی ظالم نے ہونٹوں پر ہنسی آئی ہوئی
سوزِ دروں عطا کیا، جرأتِ عاشقی بھی دی	〃	ان کی نگاہِ ناز نے غم ہی نہیں خوشی بھی دی
آپ نے اِک نگاہ میں سب کو نہال کر دیا	〃	پھول کو مسکراہٹیں موج کو بیکلی بھی دی

۱۲ شعرے　نواب معین الدّولہ معین حیدرآبادی　۳۳۱

۴۰ ۳۵ - افزون

فاتحہ[1] پڑھنے کو وہ ساتھ عدو کے آیا	معین	چین سے قبر میں بھی یار نے سونے نہ دیا
قفس نصیب تھے جب وہ بھی کیا زمانہ تھا	〃	بہار تھی، نہ چمن تھا، نہ آشیانہ تھا
چمن کی کیسی شکل بدل دی خزاں کے جھونکوں نے	〃	بتائے کون کہاں کس کا آشیانہ تھا
کبھی نصیب تھے ہم کو بھی گل کے نظارے	〃	کبھی چمن میں ہمارا بھی آشیانہ تھا
یاد کے ساتھ ہی نقشہ اُتر آیا دل میں	〃	ہم نے غربت میں تماشائے وطن دیکھ لیا
معین؟ بڑھاپے گھٹانے کی خو نہیں اپنی	〃	جسے عروج دیا با وقار ہی رکھا
اُس[2] ستم کیش نے کی ترک جفا میرے بعد	〃	للہ الحمد کہ اتنا تو ہُوا میرے بعد
خلق کہدے نہ اشارہ سے کہ قاتل ہے یہی	〃	ان کے دشمن نہ ہوں انگشت نما میرے بعد

[1] ۲ تلش ۲۰ - آباد ۲۲ - شہیدی ۱۴۹ - شوکت ۱۵۷ - نواب ۷۶ - حبیب ۹۸ - گویا ۲۰۳ - ناسخ ۲۲۹ - [2] رند ۱۲۷ شایق ۱۵۴ - علوی ۱۷۱ - غالب ۱۸۰ - فاضل ۲۵۲ - گویا ۲۰۴ - میر ۲۰۸ -

آتشِ سوزِ نہاں اور بھڑک تھوڑی دیر	معینؔ	سیخِ مژگاں پہ ابھی لختِ جگر کچے ہیں
چھیڑ اچھی نہیں پھر ناوکِ بیداد کے ساتھ	〃	ابھی انگور ترے زخمِ جگر کچے ہیں
آگیا دل جس پہ اپنا آگیا	〃	ہوگئی جس سے محبت ہوگئی
تو ہی جب بے رُخی سے ملتا ہے	〃	کون ہم سے خوشی سے ملتا ہے

۲ شعر — نواب منظور جنگ منظورؔ ۳۳۲

۳۵۴۲ افزوں

شفائے زخم کا جس موسیا کو ہے دعویٰ	منظورؔ	وہ آئے میرے جگر خستگی سے بات کرے
ادا نہ ہوگا حق اک تشنہ لب کے گریہ کا	〃	ہزار آنکھ رواں دجلہ و فرات کرے

۴ شعر — مُونس احمد مونسؔ ۳۳۳

۳۵۴۶ - افزوں

ہو نہ[1] جائے درہم و برہم نظامِ زندگی	مونسؔ	برق بن بن کر نگاہوں سے نہ دیکھا کیجئے
چٹک[2] چٹک کے پیامِ بہار دیتے ہیں	〃	بہار آئی تو غنچے بھی بے زباں نہ رہے
مثالِ غنچہ جہاں میں ہے زندگی اپنی	〃	کہ صبح آئے یہاں شام کو یہاں نہ رہے
فروغِ مشقِ تصور ہو اس قدر یارب	〃	اُٹھے نظر تو کوئی پردہ درمیاں نہ رہے

۴ شعر — ملا انتونارائن ملاؔ (لکھنوی) ۳۳۴

۳۵۵۰ - افزوں

میں وہ گلِ فسردۂ باغ ہوں میرے لب ہنسی کو بھلا بیٹھے	ملاؔ	تجھے اے صبا جو نہ ہوتیں مجھے گدگدا کے بھی دیکھ لے
جھجک[3] اظہارِ ارماں کی بآسانی نہیں جاتی	〃	خود اپنے شوق کی دل سے پشیمانی نہیں جاتی
تڑپ شیشے کے ٹکڑے بھی اُڑا لیتے ہیں پیروں کی	〃	محبت کی نظر جلدی سے پہچانی نہیں جاتی

[1] عزیز ۱۷۴ بہ تبدیلِ ردیف - [2] اثر ۵۳ - اسد ۵۶ - آباد ۶۲ - سعید ۱۴۴ - رشید ۱۳۵ - سرور ۱۴۸ - علی ۱۷۸ - عابد ۱۷۹ - حیدر ۱۰۲ - [3] رشید ۱۳۵ - حیدر ۱۰۲ - عانی ۱۷۶ - علی ۱۷۸ - عاجز ۱۷۸ - مزاج ۲۱۴ - اثر ۵۳ - [illegible] آباد ۶۲ - [4] جگر ۹۰ - سمیع ۱۵۶ - اصغر ۱۵۲ - حیدر ۱۰۲ -

یہ بزمِ دیر و کعبہ ہی نہیں کچھ صحنِ میخانہ	ملّا	ذرا آواز گونجی اور پہچانی نہیں جاتی

۶ شعر — محمد علی خاں مکیش حیدرآبادی ۳۳۵

۳۵۶ - افزوں۔

شرابِ ناب کو دو آتشہ بنا کے پلا	مکیش	پلانے والے نظر سے نظر ملا کے پلا
جھلک رہا ہے تبسم بھی ساغرِ مے میں	〃	پھر ایک بار اوسی طرح مسکرا کے پلا
پلا ہر ایک کو ہر ایک پر نوازش کر	〃	مگر یہ شرط ہے پہلے مجھے پلا کے پلا
کچھ امتیاز رہے میکدے میں مکیش کا	〃	لبوں سے اپنے ہر اک جام کو لگا کے پلا
اون کا دامن ہے میری آنکھوں پر	〃	میرا رونا ہی میرے کام آیا
گرنے والے لغزشوں سے کام لے	〃	گرتے گرتے اون کا دامن تھام لے

۴ شعر — سیّد محمد مرزا مہذب لکھنوی ۳۳۶

۳۵۶۰ - افزوں

پھولوں سے سج گئے وہ ہمارا مزار آج	مہذب	فصلِ خزاں میں آگئی فصلِ بہار آج
کہدو یہ صبح حشر سے آنا ہوا وسی کو آئے	〃	میں ختم کر رہا ہوں شبِ انتظار آج
اس[1] قدر طول اسیری سی ہیں قیدی مانوس	〃	ہو کے آزاد نکلتے نہیں زندانوں سے
غم پہونچتے رہے اپنوں سے مہذب اتنے	〃	اب مجھے کوئی شکایت نہیں بیگانوں سے

۱ شعر — مذاق ۳۳۷

۳۵۶۱ - افزوں

گرم رکھتے ہیں ملاقات بد و نیک سے ہم	مذاق	تیرے ملنے کے لئے ملتے ہیں ہر ایک سے ہم

[1] رشید ۱۳۵

ردیف ن

۲ شعر — محمد شاکر ناجی — ۳۳۸ — ۳۵۶۳ - افزوں

دیکھ ہم صحبت کی دولت سے نہ رکھ چشم امید	ناجی	لب صدف کے تر نہیں ہر چند گوہر ہیں مآب
بہا ستا ہو یا مہنگا نہیں موقوف غلے پر	〃	یہ سب خرمن اوسی کے ہیں خدا ہو جس کے پلے پر

۱۰۸ شعر — شیخ امام بخش ناسخ لکھنوی — ۳۳۹ — ۳۶۷۱ - افزوں

عبور اللہ[1] نے اوس کو دیا ہے علم باطن پر	ناسخ	لیا ہر چند ظاہر میں نہ درس اک حرف ابجد کا
معافی قل ہو اللہ احد کے ہیں عیاں ناسخ	〃	برائے قافیہ رکھا ہے میں نے میم احمد کا
آج دعویٰ اوس کی یکتائی کا باطل ہو گیا	〃	بحث کرنے کو جو آئینہ مقابل ہو گیا
تو نے شہباز نظر کو جو ادھر چھوڑ دیا	〃	ہم نے بھی طائر دل باندھ کے پر چھوڑ دیا
روئے جاناں پہ ہوا خط معنبر پیدا	〃	ہو گئے حسن کے پرواز کو شہپر پیدا
ہجر جاناں سے رہائی کا قرینہ ہو گیا	〃	سہل مرنا ہو گیا دشوار جینا ہو گیا
پنجۂ اشک اگر گوشۂ داماں ہوتا	〃	چاک کرتا میں جنوں میں جو گریباں ہوتا
اے اجل ایک دن آخر تجھے آنا ہے ولے	〃	آج آتی شب فرقت میں تو احسان ہوتا
میں اگر روؤں تو ہو سرسبز دانہ خال کا	〃	ابر تر اک خشک کو نا ہے میرے رومال کا
باغ میں روندے بہت پھولوں کے خرمن زیر پا	〃	لا کبھی اپنے شہیدوں کے بھی مدفن زیر پا
ہاتھ دوڑائے زمیں سے سو شہید ناز نے	〃	آ گیا چلنے میں قاتل کا جو دامن زیر پا
تنزل میں ترقی ہے، ترقی میں تنزل ہے[2]	〃	تماشا دیکھ غافل ماہ نو کا ماہ کامل کا
کیوں[3] نہ کھٹکوں آسماں کو راتدن بن ناتواں	〃	آبلے کی شکل اوسیں مجھ میں عالم خار کا

[1] امیر ۳۳ - شہیدی ۱۴۹ - قلق ۱۹۳ - فاضل ۲۵۲ - [2] بیدل ۷۰ - [3] آتش ۲۰ - (داغ و نصیر ۱۱۲ و ۲۲۳ بہ تبدیل قافیہ) [4] اسیر ۳۲ - ہلال ۸۳ - قلق ۱۹۲ - [5] قدر ۱۹۷ -

میرا سینہ[1] ہے مشرقِ آفتابِ داغِ ہجراں کا	ناسخ	طلوعِ صبحِ محشر چاک ہے میرے گریباں کا
سینکڑوں آہیں کروں پر دخل کیا آواز کا	〃	تیر جو دیوے صدا ہے نقص تیرانداز کا
گھر[2] میرا ایک جنوں تو نے جو برباد کیا	〃	سینکڑوں خانۂ زنجیر کو آباد کیا
اڑا[3] کے ساتھ یہ مشتِ غبار لیتا جا	〃	مجھے رکاب میں اُد شہسوار لیتا جا
ساتھ[4] اپنے جو مجھے یار نے سونے نہ دیا	〃	رات بھر دیدۂ بیدار نے سونے نہ دیا
سمجھے تھے بعدِ فنا پائیں گے راحت ناسخ	〃	حشر تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
کارواں[5] بادِ بہاری کا رواں ہو جائیگا	〃	ایک دن یہ باغ پامالِ خزاں ہو جائیگا
دل لیتی ہے وہ زلفِ سیہ فام ہمارا	〃	بجھتا ہے چراغ آج سرِ شام ہمارا
بات جن نازک مزاجوں سے نہ اٹھتی تھی کبھی	〃	بوجھ ان سے سینکڑوں من خاک کا کیونکر اٹھا
ہوئے[6] گل زردِ سنبل موپریشاں سروخم گشتہ	〃	تیرے جاتے ہی اے رشکِ چمن رنگِ چمن بگڑا
دمِ[7] بلبلِ اسیر کا تن سے نکل گیا	〃	جھونکا نسیم کا جونہی سن سے نکل گیا
کہتے[8] ہیں ترے قامت و عارض کو دیکھکر	〃	بالائے سرو پھول کھلا ہے گلاب کا
خارِ[9] تدبیر ہے پیشِ گلِ تقدیر عبث	〃	وقت پر باغ میں آتی ہے بہار آپ سے آپ
یہ دستِ جود ہی رہتا ہے سب سے بالادست	〃	دگر نہ پست ہی ہر نخلِ میوہ دار کی شاخ
یہ تمنا[10] ہے صنم ہو جو قیامت برپا	〃	قبر سے مجھ کو نکالے تری ٹھوکر باہر
بعد مرنے کے بھی ہے ساتھ یہاں فصلِ بہار	〃	قبر میں داغِ جنوں پھولوں کی چادر باہر
پارہ ہائے دلِ سوزاں مری آنکھوں میں نہیں	〃	نکلے ہیں روزنِ مجمر سے یہ اخگر باہر
جیتے[11] جی جاؤں میں کیونکر کوئے جاناں چھوڑکر	〃	بلبلِ نالاں کہاں جائے گلستاں چھوڑکر
کاوشِ غم دُور ہو میرے دلِ ویراں کی کیا؟	〃	خار جاتے ہیں کہیں صحرا کا داماں چھوڑکر
زاہد کیونکر کروں میں ترکِ یہ دنیا وہ ہے	〃	سیر کو آئے تھے آدم باغِ رضواں چھوڑکر
دیکھ لو فرقت نہ دیکھی ہو جو برق و ابر کی	〃	خندہ زن جاتا ہے ظالم مجھکو گریاں چھوڑکر
ایسی تپِ غم سے دلِ نالاں میں لگی آگ	〃	جب نالہ کیا عالمِ امکاں میں لگی آگ

[1] آباد ۲۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - داغ ۱۱۳ - رضا ۱۳۳ - قلق ۱۹۳ - نسیم ۲۳۵ - خلیل ۱۰۵ - منیر ۲۱۸ - تراب ۷۶ -
[2] قلق ۱۹۳ - بحر ۲۴۹ - بحر ۹۲ - [3] آباد ۲۳ - حبیب ۹۸ - شہیدی ۱۴۹ - شوکت ۱۵۷ - تراب ۷۶ - آتش ۲۰ -
معین ۲۲۵ - گویا ۲۰۳ [4] غالب ۱۷۹ - قدر ۱۹۷ - گویا ۲۰۴ - وزیر ۲۲۴ - [5] مصحفی ۲۱۱ - آتش ۲۰ - [6] آتش ۲۰
امانت ۲۵ - نسیم ۲۳۶ - [7] آباد ۲۳ - امانت ۲۵ - داغ ۱۱۲ - سودا ۱۳۷ - آتش ۲۰ - ذوق ۱۲۲ - شایق ۱۵۴
قلق ۱۹۳ - تاباں ۱۹۹ - کیفی ۲۰۱ - منیر ۲۱۸ - [8] شمشیر ۱۵۵ - [9] ظہیر وجلیل وظفر - ۱۶۸ و ۱۸۵ و ۱۶۶ - بتبدیل قافیہ
[9] رند ۱۲۸ - نسیم ۲۳۶ - [10] نسیم ۲۳۶ - آتش ۲۱ - ذوق ۱۲۳ - شہیدی ۱۴۹ - امیر ۲۳۴ -

ترے لبِ جاں بخش ہوئے پان سے جب سُرخ	ناسخ	عالم نے کہا چشمۂ حیواں میں لگی آگ
دشت و وحشت میں مجھے فکرِ تنِ عریاں نہیں	〃	خار ہوں لیکن خیالِ گوشۂ داماں نہیں
ایک شق آفتاب اوسمیں نمایاں ہلال	〃	ہیں عیاں دو معجزے خنداں لبِ جاناں نہیں
غم[1] شبیر[2] میں رو رو کے کروں تر دامن	〃	جاؤں تا حشر کے میداں میں نہ میں تر دامن
زندگی بھر جو صفائی رہی کیا قہر ہوا	〃	ہے میری خاک سے قاتل کا مکدّر دامن
کسی کے دل میں رہے تا نہ حسرتِ شاہی	〃	فقیر اس لئے نام اپنا شاہ کرتے ہیں
پسِ از فنا بھی کسی طور سے قرار نہیں	〃	ملی بہشت تو کہتا ہوں کوئے یار نہیں
نہیں شمار ہے جس طرح اس کی رحمت کا	〃	یونہی ہمارے گناہوں کا بھی شمار نہیں
جو[4] خاص ہیں وہ شریکِ گروہِ عام نہیں	〃	شمارِ دانۂ تسبیح میں "امام" نہیں
جو خاص بندے ہیں وہ بندۂ عوام نہیں	〃	ہزار بار جو یوسف بکے غلام نہیں
نہ سجدۂ درِ جاناں سے سر اُٹھاؤں گا	〃	یہ وہ نماز ہے جس کا کبھی سلام نہیں
مستوں[3] کا عیش تلخ ہے دیرِ خراب میں	〃	یہ رمز ہے جو ہوتی ہے تلخی شراب میں
آئی قیامت اوس نے لگایا ہے مُنہ سے جام	〃	ہے اتصال ماہ میں اور آفتاب میں
جہاں[4] کے عشق بازوں کا ہے مجمع کوئے جاناں میں	〃	نہ پروانہ ہے محفل میں نہ بُلبل ہے گلستاں میں
دلِ پُر داغ آویزاں ہے اوسکی زلفِ پیچاں میں	〃	ہوئے ہیں پھول یا لالے کے پیدا سنبلستاں میں
جا سکے کیا کوئی اوس قاتل کی جولانگاہ میں	〃	سایۂ مژگاں بچھا دیتے ہیں کاٹے راہ میں
ظالم[5] سے اہلِ فیض کو ہوتا نہیں گزند	〃	ہے نخلِ میوہ دار کو رنجِ تبر کہاں؟
رفعت[6] کبھی کسی کی گوارا یہاں نہیں	〃	جس سرزمیں کے ہم ہیں وہاں آسماں نہیں
دو روز ایک وضع پہ رنگِ جہاں نہیں	〃	وہ کونسا چمن ہے کہ جس کو خزاں نہیں
روز[7] ہے گرمیٔ بازار ترے کوچہ میں	〃	جمع ہیں تیرے خریدار ترے کوچہ میں
دیر ویراں ہے ترے عہد میں کعبہ ہے خراب	〃	جمع ہیں کافر و دیندار ترے کوچہ میں
دم ہے جبتک جسمِ عاشق میں ہے خامی کی دلیل	〃	خوب جل جاتی ہے جو شے پھر دھواں ہوتا نہیں

[1] (بیدار و ۲۵۳ و آتش ۲۱ بجائے تبدیلِ قافیہ) [2] داغ ۱۱۶ - [3] آباد ۲۴ - اسیر ۳۲ - شیفتہ ۱۴۹ - ظفر ۱۹۴ - مومن ۲۱۵ - غالب ۱۸۱ - ذوق ۱۲۳ - بحر ۶۸ - راغ ۱۳۲ - [4] رند ۱۲۸ - آباد ۲۴ - [5] داغ ۱۱۷ - حالی ۹۵ - محروم ۲۲ [6] آتش ۲۱ - آزر ۵۰ - ۳۰ - اصغر ۱ - داغ ۱۱۷ - ضامن ۱۶۴ - غالب ۱۸۳ - ظفر ۱۹۵ - مومن ۲۱۵ - [7] صبا ۱۶۰ (بہ تبدیلِ قافیہ)

ہے[1] عجب رنگ کی وحشت ترے دیوانے میں	ناسخ	جی نہ آبادی میں لگتا ہے نہ ویرانے میں
ہوں وہ میکش کہ نہ مستی میں کہوں راز کبھی	″	لاکھ قلقل کہے شیشہ مجھے میخانے میں
ناز کی سے ہُوا قاتل میری حالت کا شریک	″	یاں لگا زخم تو واں درد اُٹھا شانے میں
حشر تک جی ہی میں بیہوش رہوں میں ساقی	″	کاش مے بھر دے میری عُمر کے پیمانے میں
زندگی زندہ دلی کا ہے نام	″	مُردہ دل خاک جیا کرتے ہیں؟
اے جنوں یاں کوئی جز ضعف گلو گیر نہیں	″	طوق گردن میں نہیں پاؤں میں زنجیر نہیں
ماہِ[2] نو ہے مثلِ ابرو لیکن اوس کا رُو نہیں	″	ماہِ کامل صورتِ رُو ہے مگر ابرو نہیں
جامِ نرگس میں کہاں شبنم جو نکلے آفتاب	″	یار کے آگے میری آنکھوں میں اک آنسو نہیں
جسم ایسا گھل گیا ہے مجھ مریضِ عشق کا	″	دیکھکر کہتے ہیں سب تعویذ ہے بازو نہیں
یہ جسم زار ہے یوں پیرہن کے پردے میں	″	کہ جیسے رُوح نہاں ہے بدن کے پردے میں
خبر نہ شامِ غریبی کی مجھکو تھی ناسخ	″	چھپی ہوئی تھی یہ صبحِ وطن کے پردے میں
پھر پھر کے دائرے ہی میں رکھتا ہوں میں قدم	″	آئی کہاں سے گردشِ پرکار پاؤں میں
دل[3] میں پوشیدہ تپِ عشق بتاں رکھتے ہیں	″	آگ ہم سنگ کے مانند نہاں رکھتے ہیں
بزمِ جاناں میں کبھی بات نہ نکلی مُنہ سے	″	کہنے کو شمع کے مانند زباں رکھتے ہیں
ہو گیا زرد پڑی جبکہ حسینوں پہ نظر	″	یہ عجب گل ہیں کہ تاثیرِ خزاں رکھتے ہیں
چوٹ[4] دل کو جو لگے آہ رسا پیدا ہو	″	صدمہ شیشے کو جو پہونچے تو صدا پیدا ہو
اشک تھم جائیں جو فرقت میں تو آہیں نکلیں	″	خشک ہو جائے جو پانی تو ہوا پیدا ہو
کہہ رہا ہے جرسِ قلب بآوازِ بلند	″	گم ہو رہبر تو ابھی راہِ خدا پیدا ہو
کس کو پہونچا نہیں اے جان تیرا فیضِ قدم	″	سنگ پر کیوں نہ نشانِ کفِ پا پیدا ہو؟
صبحِ فرقت نے دکھایا روپ یارا شام کا	″	آفتابِ صبح کو سمجھا میں تارا شام کا
سرسبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو	″	ٹھیرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
حق[5] نے پہلے یار سے پیدا کیا اغیار کو	″	جس طرح نشو و نما ہے گل سے اول خار کو

[1] ماجد حسن ۲۲۳ - رحمت ۱۳۴ - شہیدی ۱۵۰ - [2] گویا ۲۰۴ - [3] شہیدی ۱۵۰ - [4] رند ۱۲۹ بہ تبدیل قافیہ - [5] آتش ۲۲ -

کثیف چاند ہے دیکھو نہ آسماں کی طرف	ناسخ	مجھے یہ ڈر ہے کہ ایسا نہ ہو زمیں دیکھو
یہ گُل کھلے ہیں تمہارے ہی ہجر میں صاحب	〃	ہمارے دیکھتے ہو داغ "آفریں" دیکھو
نگاہیں دیکھنے جب چاند کو تو بولے واہ	〃	تم اوسکو دیکھتے ہو کیا "میری جبیں دیکھو"
سیہ بختی میں کب کوئی کسی کا ساتھ دیتا ہے	〃	کہ تاریکی میں سایہ بھی جدا رہتا ہے انساں سے
دل اک بت پہ شیدا ہُوا چاہتا ہے	〃	خدا جانے اب کیا ہُوا چاہتا ہے
بُروں سے بُرا آپ کو جانیو تو	〃	اگر اے دل اپنا بھلا چاہتا ہے
جو تیرا[1] زخمِ دیوار نظر آتا تھا	〃	صاف تصویر میرے دیدۂ بیدار کی تھی
آشنا تھا نہ کبھی پائے نگہ کانٹوں سے	〃	رات دن دید مجھے گلشنِ بے خار کی تھی
چہرہ آتشکدۂ ابرو تھے سُو محرابِ حرم	〃	گردن آگے تیرے خم کافرو دیندار کی تھی
سمجھے[2] ہم ابرِ سیہ سے نکل آیا تارا	〃	کھل گئی بالوں سے جو تیری جبیں تھوڑی سی
مشتاق[3] سب ہیں بدر سے افزوں ہلال کے	〃	دنیا میں قدر داں نہیں صاحب کمال کے
گو میرا تابوت یار ڈھکو وبالِ دوش ہے	〃	گور تو میرے لئے کھولے ہوئے آغوش ہے
خوب بزمِ دہر میں آتش زبانی کر چکے	〃	آجکل اپنا چراغِ زندگی خاموش ہے
کبھی نہ آئینہ دیکھا پئے خود آرائی	〃	یہ بے مثالی کا اوسکو خیال رہتا ہے
آتشِ عشق وہ ہے جس میں سمندر جل جائے	〃	اک شرر جائے جو پتھر میں تو پتھر جل جائے
زارِ انتظارِ خطا نے کیا اس قدر مجھے	〃	پہچانتا نہیں ہے میرا نامہ بر مجھے
فکر[4] سے میں نہیں خالی غمِ جاناں میں کبھی	〃	کبھی زانو پہ میرا سر ہے گریباں میں کبھی
ہے یہ میرے دلِ صد چاک سے نفرت اوس کو	〃	شانہ کرتا نہیں وہ زلف پریشاں میں کبھی
دن جدائی کا شبِ وصل سے رہتا ہے زیاد	〃	دخل ہوتا نہیں خورشید کا میزاں میں کبھی
اہلِ فنا کے ساتھ جو ہے سرفراز ہے	〃	مُردوں پہ بے سجود ہمیشہ نماز ہے
خمیدہ[5] کرتا ہے انسان کو جوہرِ شرافت کا	〃	اصالت جس میں ہوتی ہے وہی تلوار کستی ہے
تلزمِ دہر میں رکھتا ہے تجرد محفوظ	〃	غرق کم ہوتا ہے دریا میں سفینہ خالی

[1] آتش ۲۲ - [2] (آتش ۲۲ - آباد ۲۴ - اکبر ۴۵ - ظہیر ۱۶۹ - بہ تبدیل قافیہ) [3] آتش ۲۲ - لاجد ۲۵۳ کیفی ۲۰۲ اقبال ۵۰ - [4] مصحفی ۲۱۲ - [5] امیر ۳۸ - اختر ۶۱ - جلیل ۸۷ - ناداں ۲۴۱ -

ترے چشم نیم باز عجب خواب ناز ہے	ناسخ	فتنہ تو سو رہا ہے در فتنہ باز ہے
خاکساری بھی نہ چھوڑے دے خدا جس کو عروج	〃	آسمان پر ماہ تاباں ہے زمیں پر چاندنی
دل سیہ ہے بال سب اپنے ہیں پری میں سفید	〃	گھر کے اندر ہے اندھیرا اور باہر چاندنی
نظر آجائیں جو آئینے ترے رانوں کے	〃	کیوں الٹ جائیں نہ دیدے تیرے حیرانوں کے
جنوں پسند مجھے چھاؤں ہے ببولوں کی	〃	عجب بہار ہے ان زرد زرد پھولوں کی
مسی مالیدہ لب پر رنگ پاں ہے	〃	تماشا ہے تہ آتش دھواں ہے
ہر اک انگلی ہے اوسکی شمع کافور	〃	ہتیلی اک بلورین شمعداں ہے

۴۹ شعرا — شاہ نصیر الدین نصیر دہلوی ۳۴۰ — ۳۷۲۰ - افزوں

لو لگ رہی ہے جس سے وہ شمع رو نہ آیا	نصیر	بل بے تری شرارت یا تنک کجھو نہ آیا
ہو اوس دہن سے روکش یہ صبا کی کھائی	〃	غنچہ کے آہ منہ سے کس دن لہو نہ آیا
آخر کو کہکشاں ہی یکسر وہ مانگ نکلی	〃	اس بات میں ہماری فرق ایک مو نہ آیا
کیونکر یہ ہاتھ اپنا پہونچیگا تا گریباں	〃	دست خیال جس کے دامن کو چھو نہ آیا
مجھ کو کہتا ہے وہ نکلا ہے شفق میں ہلال	〃	یا نمودار ہے زخم کہن سرخ تیرا
اڑہ سے کم یہ آمد و رفت نفس نہیں	〃	دشمن ہے نخل ہستی ناپائیدار کا
سمجھے ہے صاف طینت خاک اوج سرکشاں کا	〃	پانی میں دیکھو رتبہ ہے پست آسماں کا
فسانہ گر کروں انھا رانی شام غربت کا	〃	گریباں تا بدامن چاک ہو صبح قیامت کا
آتش عشق کے شعلہ کو یہ بھڑکاتا ہے	〃	پر پروانہ نہیں شمع کو پنکھا کرتا
رگھ کے کیا کہتے ہیں وے دیدۂ تر زیر پا	〃	ہم بھی طوفان ہیں کہ رکھتے ہیں سمندر زیر پا
خاک ہو کر بھی ہوی اوس کی نہ پا بوسی نصیب	〃	کاش سنگ آستان یار ہتا میں بن کر زیر پا
فرش خاکستر پہ وہ بیہات سوتے ہیں پڑے	〃	روز و شب رہتی تھی جس کے سمندر زیر پا

لہ آتش ۲۲ - بے نظیر ۶۹ - شکر ۱۵۲ - بندہ ۶۵ - عالی ۱۶۶ - لہ امیر ۳۴ - سودا ۱۳۷۱ - شکر ۱۵۱ - ضامن ۱۶۳ - قلق ۱۹۴ - مصحفی ۲۱۱ - ولا ۲۴۷ - جلیل ۸۵ - لہ حیدر ۱۰۲ - قلق ۱۹۳ - ظفر ۱۶۶ - جان ۸۲ - عزیز ۱۷۷ لاجد ۲۵۳ لہ داغ ۱۱۲ - (آتش ۲۰ و ناسخ ۲۲۸ بہ تبدیل قافیہ)

مے[1] عجب جھومر کا عالم اپنے رشکِ حور کا	نصیر	سر و میں خوشہ لگا دیکھا نہ تھا انگور کا
اشک[2] کیا دیدۂ تر سے سرِ مژگاں نکلا	〃	نورِ چشم اس کو سمجھتے تھے یہ طوفاں نکلا
کیا[3] ہُوا گر چشمِ تر سے خوں ٹپک کر رہ گیا	〃	بادۂ گلگوں کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا
عکسِ مژگاں سے ہے یوں دیدۂ تر میں تنکا	〃	کہ نکلتا نہیں جُوں آ کے بھنور میں تنکا
کاش رہ جائیں میرے دیدۂ تر بند کے بند	〃	کہ وہ رکھتا ہے سدا دیدۂ تر بند کے بند
اعجاز[4] ہے کہ برق نے تارے دکھائے	〃	مت پوچھ اوس کے خندۂ دندان نما کا رنگ
حیرت انگیز ہیں داغِ دلِ دلگیر کے پھول	〃	خشک رہتے ہیں کھلے گلشنِ تصویر کے پھول
زخمی چمن میں ہیں تری تیغِ ادا کے پھول	〃	دہشت سے ہاتھ پاؤں گئے ہیں صبا کے پھول
آسودگانِ خاک کے شاید ہیں محوِ دید	〃	نرگس کے دیکھتے ہیں جو آنکھیں جھکا کے پھول
کرتا ہوں رُو کے ہستیِ موہوم پر نظر	〃	ہنستا ہے جب چمن میں کوئی کھل کھلا کے پھول
میری تُربت پر چڑھانے ڈھونڈھتا ہے کس کے پھول	〃	تری آنکھوں کا ہوں کشتہ رکھدے دو نرگس کے پھول
دونوں ہی طرف پاتے ہیں الفت کا اثر ہم	〃	بے چین اودھر وہ ہے تڑپتے ہیں ادھر ہم
چھیڑی کس گل کے دہن کی تھی کہانی شبنم	〃	منہ میں غنچہ کے چواتی ہے جو پانی شبنم
گھٹا ہے دل میں تپِ غم کی یہ جلن سے دھواں	〃	کہ جائے آہ نکلتا ہے اب دہن سے دھواں
جلا ہے عشق میں مانندِ شمع فانوسی	〃	عجب نہیں ہے جو اُٹھے میرے کفن سے دھواں
دل[5] کدھر جائے لبِ جاں بخشِ جاناں چھوڑ کر	〃	زندگی مشکل ہے پانی آبِ حیواں چھوڑ کر
ابرو ہیں اور لب ترے دو بدر ہلال چار	〃	ہے آئینہ یہ دیکھ کے ششدر ہلال چار
سدا ہے اس آہ و چشمِ تر سے زمیں پہ بجلی فلک پہ باراں	〃	کل کے دیکھو ٹک اپنے گھر سے زمیں پہ بجلی فلک پہ باراں
وہ تیغ کھینچے ہوئے ہی سر پر میں سر جھکا کر ہوا شکیبا	〃	دکھاؤں اے دل تجھے کدھر سے زمیں پہ بجلی فلک پہ باراں
دل[6] کو کیا چین ہو چھٹ زلفِ سیہ فام کہیں	〃	اُڑتے دیکھا نہیں طائر تو سرِ شام کہیں
تجھ سے کیا دیدہ و دانستہ محبت کیجئے	〃	آنکھ لڑتی ہے کہیں نامہ و پیغام کہیں
جوں نگیں گھر میں قدم گاڑ کے اب بیٹھ نصیر	〃	تا رہے صفحۂ گیتی پہ ترا نام کہیں

[1] قائم ۱۹۶۔ گویا ۲۰۳۔ [2] غالب ۱۷۹۔ تاج ۷۹۔ بتبدیلِ قافیہ۔ [3] وفا ۲۴۸۔ [4] میر ۲۰۸۔ [5] آتش ۲۱۰۔ ناسخ ۲۲۹۔ ذوق ۱۲۳۔ شہیدی ۱۴۹۔ نسیم ۲۳۶۔ [6] لاجد ۲۵۳۔

بیادِ خالِ بتاں اشک کیا نکلتے ہیں	نصیر	مسافر آج یہ تاروں کی چھاؤں چلتے ہیں
قدم نہ رکھ میری چشمِ پُرآب کے گھر میں	〃	بھرا ہے نوح کا طوفاں حباب کے گھر میں
کہے ہے دیکھ کے وہ عکسِ رخ بہ ساغرِ مے	〃	نزولِ ماہ ہوا آفتاب کے گھر میں
ہمارے دل میں کہاں آبلے ہیں اے ساقی	〃	چنے ہوئے ہیں یہ شیشے شراب کے گھر میں
ریاضِ دہر میں رہتا ہے خاک اہلِ تواضع کا	〃	کہ شاخِ پُرثمر کھاتی ہے تھپر سر جھکانے پر
خیالِ زلفِ دوتا میں نصیر پیٹا کر	〃	گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر
خدا کرے کہیں آجائے ہاتھ دامن میں	〃	وہ کھیل سمجھے ہیں بے اختیار ہونے کو
رُخ سے ترے زلف ہٹ جائے صبا وہ دن کرے	〃	پھر نکلے پردۂ شب سے خدا وہ دن کرے
جگر میں آہِ سوزاں ہے لکھے ہے چشمِ ترپانی	〃	الٰہی دل کدھر جائے اِدھر آتش اُدھر پانی
چشم سے پردۂ غفلت جو اُٹھا دیکھیں گے	〃	سب سے باہم تجھے اور سب سے جدا دیکھیں گے
یہ درمیاں سے اٹھا دے حجاب کا پردہ	〃	بلا سے تیری اگر ہم رہے رہے نہ رہے
کوئی کب فتنہ انگیزے فلک تجھ سا زمیں پر ہے	〃	کہ تو جتنا زمیں کے ہے تلے اُتنا زمیں پر ہے
جہاں میں سرکشی فوارہ ساں کرتا ہے جو کوئی	〃	دلا آخر وہی پھر سر کے بل گرتا زمیں پر ہے
نصیر آئینہ ساں ہو محوِ حیرت کیوں نہ چشم اپنی	〃	تماشا صانعِ قدرت کی قدرت کا زمیں پر ہے
اُلجھکر خارِ دامن سے میرے کیا کیا پشیماں ہیں	〃	کہ اب دامن چھڑانا ہوگیا دشوار دامن سے

۳۹ شعر — ۳۷۵۹ - افزوں — مرزا محمد اصغر علی خاں نسیم دہلوی ۱۳۴۱

نہ کہنا[1] تم مبارکباد مجھ سے اپنے آنے کی	نسیم	سہارا ٹوٹ جائیگا شبِ مہتابِ ہجراں کا
میزانِ عدالت پہ میرے دیدۂ پُرآب	〃	ہم وزن ہر آنسو کا ہر آنسو نظر آیا
قاتل ادبِ ذبح سکھایا کیا ہر روز	〃	برسوں میرا سینہ تہِ زانو نظر آیا
ماتم مجھے رہا بہت اشکِ چکیدہ کا	〃	آخر کو پاس آہی گیا نورِ دیدہ کا

[1] ذوق ۱۲۵ - [2] داغ ۱۱۳ - آباد ۲۳ - جرأت ۸۱ - حیدر ۱۰۲ - قلق ۱۹۳ - ناسخ ۲۲۹ - خلیل ۱۰۵ - ضیاء ۲۱ رضا ۱۳۳ - تراب ۷۶ -

رہوارِ عمر[1] کی نظر آئی نہ گرد تک	نسیم	تو سن کمال تیز تھا سن سے نکل گیا
کسی صورت سے دل کو شاد کرنا	"	ہمیں دشمن سمجھ کے یاد کرنا
لہرا رہے ہیں طرۂ زلفِ دوتا کے سانپ	"	بل کر رہے ہیں پیشِ نظر کس بلا کے سانپ
بے وجہ کب ہیں رُخ پہ تیرے حلقہ ہائے زلف	"	محفوظ گنجِ حسن کیا ہے بٹھا کے سانپ
شانے کئے ہیں یار کے زلفِ سیاہ میں	"	پالے ہیں ہم نے ہاتھ پر اپنے کھلا کے سانپ
غنچہ نے تاجِ گل نے کیا پیرہن درست	"	شادی بہار کی ہے ہوا ہے چمن درست
چاٹا ہے ایک عمر لعابِ زبانِ تیغ	"	زخموں کے مدتوں میں ہوئے ہیں دہن درست
پیغام رستخیز ہے آمد بہار کی	"	مر کر ہوئی ہے نرگسِ بیمار تندرست
دستِ جنوں نے قیدِ تعلق سے دی نجات	"	پہونچا نہ ایک تار بہ گاہِ پیرہن درست
بعد[2] مردن بھی وہی عہدِ وفا کا پاس ہے	"	بیکسی جاتی نہیں گورِ غریباں چھوڑ کر
غضِ تن میرے دیکھتے رہے انگڑ ہو کر	"	پرورش روح نے پائی ہے سمندر ہو کر
مختصر ہو کے دکھا لطفِ درازی اے زلف	"	میرے آغوش میں آجا شبِ محشر ہو کر
دود پیچیدہ جو اٹھے تھے میری آہوں کے	"	مدتوں چرخ سے لپٹے رہے اژدر ہو کر
کس[3] کی پابوسی کی خاطر یہ بلندی ہے تجھے	"	اے فلک ہے کونسا عرش آشیاں بالائے سر
اشک[4] اُمڈے تہِ دامن سے ٹپک کر باہر	"	قعرِ دریا سے نکل آئے شناور باہر
جذبِ مشتاقِ شہادت کو نظر کر ظالم	"	اُگل آیا ہے کمر سے تری خنجر باہر
نہ ملا حضرتِ دل کا تو پتہ وقتِ تسگاف	"	نکل آئے میرے پہلو سے کچھ اخگر باہر
خاک پیوندِ لحد کے لئے لائی ہے صبا	"	کارسازی کے سب اسباب ہیں باہر باہر
پاسِ[5] وفا سے منہ نہ پھرا وقتِ نزع بھی	"	دی جان دیکھ دیکھ کے صیاد کی طرف
اب وہ کہاں لطف ملاقات میں	"	بات نکلنے لگی ہر بات میں
دوستی رکھتے ہیں کس درجہ برابر آنسو	"	ساتھ آتا ہے ہر آنسو کے برابر آنسو
قطرۂ خوں ترے خنجر پہ نہیں او قاتل	"	دیکھ بھر لائے ہیں یہ دیدۂ جوہر آنسو

[1] ناسخ ۲۲۹ - آتش ۲۰ - امانت ۲۵ - [2] ذوق ۱۲۳ - شہیدی ۱۴۹ - ناسخ ۲۲۹ - آتش ۲۱ - نصیر ۲۳۴
[3] (بحر و رند و حفیظ و داغ ۶۷ - ۱۲۷ - ۱۰۰ - ۱۱۴ جملہ بہ تبدیلِ قافیہ) [4] گویا ۲۰۴ - اختر ۲۴ - بحر ۶۷ -

گریۂ یادِ الٰہی نہ سمجھنا بیکار	نسیم	ایک دن بخشیں گے سیرابیٔ کوثر آنسو
ڈھونڈھتی رہتی ہیں کیا کیا میری آنکھیں اون کو	〃	ایک بھی ہوتا ہے دامن سے جو باہر آنسو
فصلِ گل آئی ہے اب اور ہی ساماں ہوں گے	〃	میرے دامن میں ترے دست و گریباں ہوں گے
گریہ انجام تبسم ہے نہ ہنس او غافل	〃	خون رلائیں گے وہی زخم جو خنداں ہوں گے
دم نکل جائیگا گر ہاتھ لگا اے جرّاح	〃	وہ نہیں زخم جو شرمندۂ احساں ہوں گے
آپ مرجاؤں گا تو آکہ نہ آؤ ظالم	〃	آج وہ دن ہے کہ مجھ پر میرے احساں ہوں گے
لائے اُس بت کو التجا کرکے	〃	کفر ٹوٹا خدا خدا کرکے
تصدق ہونیوالے پس نہ جائیں	〃	اٹھائے ہاتھ سے دامن کو چلئے
عزت دیوانگی بخشی مجھے تقدیر نے	〃	طوق نے کی بندگی چومے قدم زنجیر نے
دونوں عاشق شمع کے اور دونوں قسمت میں جدا	〃	جاں پروانے نے دی بوسے لئے گلگیر نے
کھل سکیں کیا عاشق و معشوق کی سرگوشیاں	〃	کہدیا کچھ شمع نے کچھ سن لیا گلگیر نے
ہنس رہے ہیں شور سن سن کر مری فریاد کے	〃	ابتو نالے ہوگئے مژدے مبارکباد کے
لبوں پر آچکا دم کوئی دم کی زندگانی ہے	〃	چل اٹھ او بے وفا پہلو سے اب کیوں مہربانی ہے

۱۴ شعر
۳۷۷۳-افزوں **پنڈت دیا شنکر نسیم** لکھنوی[1] ۳۴۲

ہر شاخ میں ہے شگوفہ کاری	نسیم	ثمرہ ہے قلم کا حمدِ باری
پانچ انگلیوں میں یہ حرف زن ہے	〃	یعنی کہ مطیع پنجتن ہے
کرتا ہے یہ دو زبان سے یکسر	〃	حمدِ حق و مدحتِ پیمبر
جو نقطہ لکھوں کہیں نہ حرف آئے	〃	مرکز پہ کشش مری پہونچ جائے
ہے ہے میرا پھول لے گیا کون	〃	ہے ہے مجھے خار دے گیا کون
ہاتھ اوس پہ اگر پڑا نہیں ہے	〃	بو ہو کے تو گل اڑا نہیں ہے؟

[1] مرمن ۲۱۶ - ۵۲ رند ۱۳۰

شبنم کے سوا چرانے والا	نسیم	اوپر کا تھا کون آنے والا
جس کف میں وہ گل ہو داغ ہو جائے	〃	جس گھر میں ہو گل چراغ ہو جائے
جامے سے جو زندگی کے تہی تنگ	〃	کپڑے کے عوض بدلتی تھی رنگ
کیا لطف جو غیر پردہ کھولے	〃	جا دو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے
ساقی قدحِ شراب دیدے	〃	مہتاب میں آفتاب دیدے
ساقی باقی جو کچھ ہو لے لے	〃	باقی ساقی شراب دیدے
ذرّہ کا بھی چمکے گا ستارہ	〃	قائم جو زمین و آسماں ہے
کس سوچ میں ہو نسیم بولو	〃	آنکھیں تو ملاؤ دل کہاں ہے؟

۲ شعر

نظام رامپوری ۳۴۳

۵ ۳۷۷ - افزوں

انگڑائی بھی وہ لینے نہ پائے اُٹھا کے ہاتھ[1]	نظام	دیکھا جو مجھ کو چھوڑ دئے مسکرا کے ہاتھ
دینا کسی کا ساغرِ مے یاد ہے نظام	〃	منہ پھیر کر ادھر کو ادھر کو بڑھا کے ہاتھ

۸ شعر

ولی محمد نظیر اکبر آبادی ۳۴۴

۳۷۸۳ - افزوں۔

ترے جمال کی سورج جھلک نہ دیکھ سکا	نظیر	کھلی نقاب رہی جب تلک نہ دیکھ سکا
چھوٹ جائیں غم کے ہاتھوں سے جو نکلے دم کہیں[1]	〃	خاک ایسی زندگی پر تم کہیں اور ہم کہیں
صفائی اوس کی جھلکتی ہے گورے سینے میں	〃	چمک کہاں ہے یہ الماس کے نگینے میں
جُدا کسی سے کسی کا غرض حبیب نہ ہو	〃	یہ داغ وہ ہے کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو

[1] امانت ۲۶ - اسیر ۳۲ - ۵ زار ۱۳۶

کہتے[1] ہیں یاں کہ مجھ سا کوئی مہ جبیں نہیں	نظیر	پیارے جو مجھ سے پوچھو تو یاں کیا کہیں نہیں
نہ سرخی غنچۂ گل میں ترے دہن کی سی	〃	نہ یاسمن میں صفائی ترے بدن کی سی
میں کیوں نہ پھولوں کہ اوس گلبدن کے آنے سے	〃	بہار آج مرے گھر میں ہے چمن کی سی
مجھے تو اس پہ نہایت ہی رشک آتا ہے	〃	کہ جس کے ہاتھ نے پوشاک تیرے تن کی سی

۷ شعر — نواب کلب علی خاں نواب ۳۴۵

۳۷۹۰ - افزوں

کوتاہیٔ وصال ہی مرنے کو کم نہ تھی	نواب	گردوں نے اور ایک لگا دی سحر کی شاخ
آنکھیں ملیں جو پاؤں پر اوس بدرجسن کے	〃	دریا سے مل گئی مری مژگان تبر کی شاخ
ہلے[2] کیونکر نہ ترے رہگذر کی سرزمیں کو سوں	〃	کہ نالوں سے میرے کانپا کیا عرش بریں کو سوں
عجب حسرت سے دیکھا ہے سوئے جانان دم آخر	〃	رہیگی یاد اس کو بھی نگاہ واپسیں برسوں
نصیبوں میں جو لکھی ہے برائی وہ نہ جائیگی	〃	اگر رگڑوں در کعبہ پہ بھی نقش جبیں برسوں
بھلا کیا خاک سوئے چین سے وہ کنج مرقد میں	〃	رہا ہو جس کے سر کا تکیہ دوش نازنیں برسوں
ساقی تری آنکھوں سے آنکھوں کو خمار آیا	〃	بے مے کے یہ مستی ہے میخانہ کو کیا کہیئے

۱۶ شعر — نواب حیدر یار جنگ نظم طباطبائی ۳۴۶

۳۸۰۶ - افزوں

جلے ہیں غیر کیا کیا جب میری خلوت سے وہ نکلے	نظم	پریشان باندھکر جوڑا دوپٹہ اوڑھکر الٹا
ہوا کچھ ایسی چلے الٰہی دکھا دے چہرہ اڑا کے آنچل	〃	کہ جھانکتا بھی ہو وہ ستمگر تو کھڑکیوں میں لگا کے آنچل
ضرور فتنہ بپا کریگا ضرور ڈھائیگا کوئی آفت	〃	ترا یہ اٹکھیلیوں سے چلنا جھکا کے گردن اٹھا کے آنچل
زمانہ فرقت کا جائے یارب وہ وقت دن بھی یاد آئے	〃	ادا کروں میں تو دو گانہ کھڑے رہیں وہ جھکا کے آنچل
سنی تھی میری قدم کی آہٹ کہ جاگتے ہی سورہے		جو میں نے تلوے میں گدگدایا الٹ دیا مسکرا کے آنچل

[1] اکبر ۴۴ - آتش ۲۲ - جرأت ۸۱ - داغ ۱۱۷ - کیفی ۲۶۲ - میر ۲۰۹ - [2] داغ ۱۱۶ (اسیر: قدر وقلق ۳۲ و ۹۸ اور ۱۹۵ بہ تبدیل قافیہ)

اگر ہی منظور تم کو آنا تمہیں کہو پھر یہ کیسا جانا	نظم	جتا کے غصہ سنا کے باتیں چٹھا کے تیوری چھڑا کے آنچل
ضرور ہیں کچھ نہ کچھ کشیدہ جو رہتے ہیں دور دور ہم سے	〃	جو پاس آکر بھی بیٹھتے ہیں تو ہر طرف سے دبا کے آنچل
جانتا تھا صبح تک زندہ رہوں گا شام سے	〃	اے فلک توبہ! میں باز آیا خیالِ خام سے
اے شبِ عشرت کہیں پھر آسماں کروٹ نہ لے	〃	باندھے مشکیں کمندِ زلفِ عنبر فام سے
دیکھ لینا ایک دن گرہے یہی لیل و نہار	〃	بن گیا خورشید تارا گردشِ ایام سے
اشکِ خوں رنگ میں گہرا نظر آتا ہے مجھے	〃	آج دامن پہ کلیجہ نظر آتا ہے مجھے
اوڑھ کر نکلے ہیں وہ آج دوپٹہ آبی	〃	آسماں رنگ بدلتا نظر آتا ہے مجھے
سن نہ لیں وہ نفسِ بازپسیں کی آواز	〃	جان دینے میں بھی کھٹکا نظر آتا ہے مجھے
دُرِ مقصود کا کیا خوب سگوں ہاتھ آیا	〃	کفِ افسوس میں چھالا نظر آتا ہے مجھے
اوس کی رحمت کا ہی جوش اپنے گناہوں کا ہجوم	〃	ایک میلا لبِ دریا نظر آتا ہے مجھے
صبحِ پیری اور غفلت اس قدر چھائی ہوئی	〃	مسکراتی ہے سرِ بالیں اجل آئی ہوئی

۱۷ شعرے — سیّد محمد نوح ناروی — ۳۴۷

۳۸۲۳ - افزوں

میرے ذہن میں ہے میرے ہوش میں ہے میری عقل میں ہے میری دید میں ہے[1]	نوح	وہ الگ بھی ہوا تو الگ نہ ہوا وہ جدا بھی ہا تو جدا نہ رہا
جانے کو جائے فصلِ گل آنے کو آئے ہر برس	〃	ہم غمزدوں کے واسطے جیسے چمن ویسے قفس
رخصت ہوا بیمارِ غم بالیں سے اُٹھے ہم نفس	〃	تدبیر تو کرتے ہیں سب تقدیر پر کس کا بس
تو اور دعویٰ عشق کا یہ بھی خدا کی شان ہے	〃	منصور بننے کے لئے دل چاہیئے اے بوالہوس
سو بار دیکھ جام و خمِ ساقی نے بیخود کر دیا	〃	اوس کا تقاضا تھا کہ پی مری گذارش تھی کہ بس
جام و سبو کا ذکر کیا بہتا پھرے خود میکدہ	〃	اے ابرِ رحمت ٹوٹ کر ایسا برس اتنا برس
کیا ابتدا کیا انتہا جو آئے گا وہ جائے گا	〃	دنیائے فانی کچھ نہیں اللہ بس باقی ہوس
روزِ شب اُٹھتے بیٹھتے اونکی زباں پر نہیں	〃	کوئی نہیں کی حد نہیں شام نہیں سحر نہیں

[1] رہبر ۱۳۵ - اظہر ۶۲ - [2] ظفر ۱۶۶ -

کوئی یہاں سے چل بسا رونقِ بام و در نہیں	نوحؔ	دیکھ رہا ہوں گھر کو میں گھر ہے مگر وہ گھر نہیں
مجھ کو خیال روز و شب خاک ہے مزار میں	〃	ایسی جگہ ہوں جس جگہ شام نہیں سحر نہیں
مجھے اُٹھاتے ہیں یوں پارسا زمانے کے	〃	کہ جیسے ہوں وہی مالک شراب خانے کے
پوچھتے کیا ہو حقیقت عاشقِ دلگیر کی	〃	حیرت آئینہ کی دیکھو خامشی تصویر کی
میری تدبیر نے مجھ کو میری تقدیر پر ٹالا	〃	مگر اب دیکھئے تقدیر کیا تدبیر کرتی ہے
تم دل میں چبھو کر تیر اپنا کیوں کھینچتے ہو میرے دل سے	〃	دو بچھڑے ملے اک مدت کے اب ساتھ چھٹیگا مشکل سے
دریائے محبت میں ظاہر موجوں کی ہمدردی نہ ہوئی	〃	جب ڈوب ہی تھی کشتیٔ دل کچھ خاک پڑی تھی ساحل سے
اک درد جگر کی دو مشکلیں دل دینے پر معلوم ہوئیں	〃	بڑھتا ہے بہت آسانی سے گھٹنا ہی نہایت مشکل ہے
سو فتنے اُٹھے سو حشر اُٹھے اُٹھنے کیلئے کیا کچھ نہ اُٹھا	〃	اب ہم کو یہ سننا باقی ہے اُٹھ جاؤ ہماری محفل سے

۲ شعر — نادان ۳۴۸

۳۸۲۴ - افزوں

وفا[1] کا ذکر جب میں نے کیا تو ہنس کے یوں بولے	نادانؔ	وہ کیسی ہے کہاں بکتی ہے مہنگی ہے کہ سستی ہے

۳ شعر — نثار ۳۴۹

۳۸۲۷ - افزوں

وصل بھی دیکھا جدائی دیکھ لی	نثارؔ	حق نے جو صورت دکھائی دیکھ لی
دل کے آئینہ میں ہے تصویر یار	〃	جب ذرا گردن جھکا لی دیکھ لی
اوس کے قدموں سے لگی رہتی ہے دن رات حنا	〃	خوب دنیا میں بسر کرتی ہے اوقات حنا

۱ شعر — شاہ نیاز احمد نیازؔ بریلوی ۳۵۰

۳۸۲۸ - افزوں

دکھلائے داغِ دل نے گلستاں نئے نئے	نیازؔ	وحشت دکھا رہی ہے بیاباں نئے نئے

[1] امیر ۳۸ - اختر ۵۱ - جلیل ۸۷ - ناسخ ۲۳۲ -

۲ شعر
نیاز فتحپوری ۳۵۱
۱۹۳۰ء - افزوں

ریشِ جبیں میرا بنے ریزشِ سجدۂ نیاز	نیاز	میری فتادگی ترے قصر کا آستاں بنے
پھونک ہی ڈالیں قلب کو حسن کی جلوہ پاشیاں	〃	آگ لگا کے برق ہی رونقِ آشیاں بنے

۲ شعر
نواب محمد علی خاں ناظم حیدرآبادی ۳۵۲
۱۹۳۲ء - افزوں

مجھ کو نظر میں تول کو تختہ ہوا پہ چھوڑ دو	ناظم	خاک ہے مجھ میں وسعتو کوئی مجھے اٹھائے کیوں
دکھا کر کاغذِ سادہ سنا دے حالِ قاصد	〃	کہ اتنا ضعف ہے تحریر اتنی بار ہوتی ہے

۲ شعر
نامعلوم ۳۵۳
۱۹۳۴ء - افزوں

یہ کہہ کے میری شمعِ لحد ہو گئی خموش	〃	ناگفتنی ہے صاحبِ تربت کا ماجرا
ہر نفس منت کشِ آلام ہے	〃	زندگی شاید اسی کا نام ہے

۱ شعر
نار دہلوی ۳۵۴
۱۹۳۵ء - افزوں

او دل کو چٹکیوں میں برباد کرنے والے	〃	یہ تو سمجھ کہ آخر پھر تو کہاں رہیگا

۲ شعر
نواب محمد نجیب الدین خاں نجیب حیدرآبادی ۳۵۵
۱۹۳۸ء - افزوں

سنگِ طفلاں سے لہو میں لعل ہے اس کا لباس	نجیب	پھر رہا ہے آج دولہا بن کے دیوانہ تیرا

۱؎ ترکی ۷۷ - امجد ۵۶ - داغ ۱۱۵ - غالب ۱۸۱ - ۲؎ رند ۱۳۴ -

نہ سہی راحت و آرام غم و درد سہی	بجیب	خانۂ دل میرا بھرپور ہے مہمانوں سے
وہ میرے گھر ہوا کے گھوڑے پر	〃	آج آئے بھی تو سوار آئے

۱ شعر　نوبت رائے نظر لکھنوی　۳۵۶

۳۸۳۹ - افزوں

تمہیں[1] بلاؤں تو آئے کہیں قضا میری	نظر	میری زبان سے سنتا نہیں خدا میری

۴ شعر　محمد عبدالمقتدر خاں ناظم حیدرآبادی　۳۵۷

۳۸۴۳ - افزوں

بھلا دیتے ہیں اپنا رنج اوروں کی مصیبت میں	ناظم	جنھیں اوروں کا غم ہوتا ہے اپنا غم نہیں ہوتا
کچھ عرض مدعا میں نہ آہ و فغاں میں ہے	〃	رازِ حیات کشمکشِ امتحاں میں ہے
کس کس کو نالۂ جرس کارواں جگائے	〃	یاں قافلہ کا قافلہ خوابِ گراں میں ہے
عمرِ رواں کے ساتھ چلا جا رہا ہوں میں	〃	تیری تسلیوں کا سہارا لئے ہوئے

۱ شعر　نواب معین یاور جنگ نعیم حیدرآبادی　۳۵۸

۳۸۴۴ - افزوں

پُر اثر[2] کیا داستاں تھی بلبلِ ناشاد کی	نعیم	سُن کے روتے روتے ہچکی بندھ گئی صیاد کی

۱ شعر　نثار حیدرآبادی　۳۵۹

۳۸۴۵ - افزوں

آج انداز نیا ہے میری مے نوشی کا	نثار	توبہ توڑی بھی تو ٹوٹے ہوئے پیمانوں سے

[1] حسرت ۹۹ (امانت و میر ۲۶ و ۲۱۱ بہ تبدیل قافیہ)　[2] اثر ۵۳ -

ردیف و

۳ شعرا — شمس ولی اللہ ولی دکھنی — ۳۶۰

۳۸۴۸ - افزوں

آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں	ولی	تشنہ لب ہوں شربتِ دیدار کا
ہوا ہے گرم جو تُو آفتاب کے مانند	〃	کیا ہے ہوش نے پرواز آب کے مانند
معشوق کو ضرر نہیں عاشق کی آہ سے	〃	بجھتا نہیں ہے بادِ صبا سے چراغِ گُل

۵ شعرا — شاہ ولی اللہ ولی — ۳۶۱

۳۸۵۳ - افزوں

گُلِ مقصد کے ہار ڈالے ہیں	ولی	نقدِ ہستی جو ہار ڈالے ہیں
نہ دو آزار میرے دل کو اے آرامِ جاں سمجھو	〃	یہ خوبی کچھ نہیں رہتی سدا اے مہرباں سمجھو
ہر طرف ہنگامۂ اجلاف ہے	〃	مت کسی سے مل اگر اشراف ہے
حافظے کا حسن دکھلاوے ہے نسیانی مجھے	〃	ہے کلیدِ قفلِ دانش طرزِ نادانی مجھے
لب[۲] ہیں تیرے فی الحقیقت چشمۂ آبِ حیات	〃	خضرِ خط نے اس سے پایا ہے سُراغِ زندگی

۳ شعرا — خواجہ محمد وزیر وزیر لکھنوی — ۳۶۲

۳۸۹۶ - افزوں

دیکھنا حسرتِ دیدار اسے کہتے ہیں	وزیر	پھر گیا منہ تری جانب دمِ مردن اپنا
یہ مجھ کو شیوۂ افتادگی پسند ہوا	〃	غبار بھی نہ صبا سے میرا بلند ہوا
کب[۳] خبر تھی انقلابِ آسمان ہو جائیگا	〃	دوست کا ملنا نصیب دشمناں ہو جائیگا
سوزِ غم سے شمع روشن استخواں ہو جائیگا	〃	جائے سبزہ میرے مدفن پر دُھواں ہو جائیگا

---

[۱] قدر ۱۹۷ (سودا ۱۲۰ بہ تبدیل قافیہ) [۲] حیط ۱۰۱ بہ تبدیل قافیہ - [۳] غالب ۱۷۹ - قدر ۱۹۷ گویا ۲۰۴ - تاسخ ۲۲۹ -

خواب میں بھی اوس کو دیکھوں گا نہ میں فرقت نصیب	وزیر	پردۂ غفلت یقیں ہے درمیاں ہو جائیگا
وہ زلف لیتی ہے تاب و دل و تواں اپنا	〃	اندھیری رات میں لٹتا ہے کارواں اپنا
زورِ بازوئے جواں ہے آسرا ہر پیر کا[1]	〃	دیکھ لو دستِ کماں میں بھی عصا ہے تیر کا
خط سے پنہاں عارضِ رشکِ قمر ہونے لگا	〃	رات اب بڑھنے لگی دن مختصر ہونے لگا
بات کا ہم نے نہ پایا جب جواب	〃	ہم یہ سمجھے وہ دہن ہے لاجواب
افزوں کہیں ہیں حسن میں شمس و قمر سے آپ	〃	آئینہ لے کے دیکھئے میری نظر سے آپ
شبِ فراق میں کیا کیا ملے انیس مجھے[2]	〃	رفیق درد، شفیق آہ، ہمرباں فریاد
فغاں کروں کہ ہے سیب ذقن پہ طوطیٔ خط	〃	ثمر بچانے کو کرتے ہیں باغباں فریاد
چلا ہے او دلِ راحت طلب کیا شادماں ہو کر[3]	〃	زمینِ کوئے جاناں رنج دیگی آسماں ہو کر
اسی خاطر تو قتلِ عاشقاں سے منع کرتے تھے	〃	اکیلے پھر رہے ہو یوسفِ بے کارواں ہو کر
نہانے میں جو لہراتی ہے زلفِ یار دریا میں	〃	تڑپنے لگتی ہیں پانی پہ موجیں مچھلیاں ہو کر
ادا سے جھک کے ملتے ہو نگہ سے قتل کرتے ہو	〃	ستم ایجاد ہو ناوک لگاتے ہو کماں ہو کر
لبِ بام آ کے گرد دیکھو تماشہ تم کو دکھلاؤں	〃	کمند آسا چڑھوں تارِ نگہ پر نا تواں ہو کر
ہوں وہ بلبل جو کرے ذبح خفا تو ہو کر	〃	روح میری گلِ عارض میں رہے بو ہو کر
تیغ[4] رکھدی میرے قاتل نے جو عریاں سر پر	〃	جوہروں کے ہوئے پیدا چمنستاں سر پر
ناوکِ غم سے ہے غربال میرا کاسۂ سر	〃	چھان ڈالوں جو پڑے گرد بیاباں سر پر
سوئے دریا نگہِ گرم سے دیکھا کس نے	〃	آبلے سیپ میں پیدا ہوئے گوہر کے عوض
نہ کیا ذبح گیا چھوڑ کے بسمل قاتل	〃	دہنِ زخم پکارا کیا "قاتل قاتل"
جی میں آتا ہے تری تیغ کو دل میں رکھ لوں	〃	ایسی لیلےٰ کو یہی چاہیئے محمل قاتل
سخت جاں ہوں میری گردن پہ چھری پھیر کر	〃	تیز کرنے کے لئے خوب ہے یہ سل قاتل
نہ کر عوض میرے جرم و گناہِ بیحد کا	〃	الٰہی تجھ کو غفور الرحیم کہتے ہیں
کہیں کہیں نہ عدو دیکھ کر مجھے محتاج	〃	"یہ اُن کے بندے ہیں جن کو کریم کہتے ہیں"

[1] قلق ۱۹۴۔ [2] رند ۱۲۷۔ [3] اکہرا ۴۰۔ جلیل ۸۵۔ حفیظ ۱۰۰۔ عرشی ۱۷۹۔ ظہیر ۱۶۸۔ فروغ ۱۹۱۔ (امیر ۳۵ بتبدیل لفظ)
[4] امانت ۲۵۔ قلق ۱۹۴۔

کس قدر ہے فرق یوسفؑ اور اپنے یار میں	وزیر	گھر خریدار اس کے آئیں وہ بکے بازار میں
ترچھی[1] نظروں سے نہ دیکھو عاشقِ دلگیر کو	〃	کیسے تیر انداز ہو سیدھا تو کر لو تیر کو؟
دشمن[2] بھی اپنے دوست سے یارب جدا نہ ہو	〃	نا آشنا کو بھی الم آشنا نہ ہو
گم ہوا لکھتے ہی حالِ تنِ لاغر نامہ	〃	بن گیا نقطۂ موہوم سمٹ کر نامہ
جس طرف تم ہو اُدھر سر میرا جانا ہو جائے	〃	پائنتی قبر کے بیٹھو تو سرانا ہو جائے
دیکھ[3] پہچانے گا اُو بت میرے ترسانے سے	〃	اُٹھ کے کعبہ کو چلا جاؤنگا بتخانے سے
یادِ مژگاں میں میری آنکھ لگی جاتی ہے	〃	لوگ سچ کہتے ہیں سُولی پہ بھی نیند آتی ہے
جانور[4] جو ترے صدقے میں رہا ہوتا ہے	〃	اے شہِ حسن وہ اُڑتے ہی ہُما ہوتا ہے
نہیں معشوق بھی آزاد گرفتاری سے	〃	ہاتھ مہندی ہی کے حیلہ میں بندھا ہوتا ہے
رات دن سجدۂ شکرانہ ہے واجب منعم	〃	کہ خدا دیتا ہے اور نام ترا ہوتا ہے
کوئی ہم چشم نہیں میری سیہ بختی کا	〃	میں وہ سُرمہ ہوں جو نظروں سے گرا ہوتا ہے
ہم اسیروں کو قفس میں بھی ذرا چین نہیں	〃	روز دھڑکا ہے کہ اب کون رہا ہوتا ہے
صورتِ ماہِ نو آتا ہے مہینے پیچھے	〃	انہیں باتوں سے تو انگشت نما ہوتا ہے
سر کہیں، ہاتھ کہیں، پاؤں کہیں دفن ہوئے	〃	ایک عاشق کے تمہارے کئی مدفن دیکھے
چھانتا[5] ہے خاک کیا تو گھر بنانے کے لئے	〃	فکر رہنے کی نہ کر آیا ہے جانے کے لئے
غیر کو کیا بخ دوں راحت اُٹھانے کے لئے	〃	ایک تنکے کو نہ چھیڑوں آشیانے کے لئے
کون ہوگا ترے تیروں کا نشانہ میرے بعد	〃	خاک لیجانا میری تو وہ بنانے کے لئے

۱۴ شعر — افتخار علی شاہ وطنؔ حیدرآبادی — ۳۶۳

۳۹۱۰ - افزوں

دیکھتا[6] تھا میں جسے ہو کے ندیدہ ہر سو	وطن	میری آنکھوں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا
خاشاکِ ماسوا سے نہ دِل کو صفا کیا	〃	کعبہ کا صحن جھاڑ کے آیا تو کیا ہُوا

[1] ضو ۱۶۵ - [2] ضامن ۱۶۲ - ریاض ۱۳۳ - صفی ۱۶۱ - میر ۲۰۹ - [3] داغ ۱۲۰ - اکبر ۴۷ - [4] غالب ۱۸۳ - قدر ۱۹۸ - مومن ۲۱۷ - گویا ۲۰۴ - تاباں ۷۶ - آتش ۲۳ و قلندر ۱۹۹ و عزیز ۱۷۵ بہ تبدیل قافیہ [5] مائل ۲۲۳ اجلال ۶۴ بہ تبدیل قافیہ - [6] عاشق ۱۷۱ -

دیدہ و دل میں نظر صاف تو آتا ہے مجھے[1]	وطن	گھر جو میرا ہے وہ ہے آئینہ خانہ تیرا
برہمن دیر کو اور شیخ چلا کعبہ کو	〃	ایک کو بھی نہیں معلوم ٹھکانا تیرا
آپ سے جب میں گذرتا ہوں تجھے پاتا ہوں	〃	دیکھتا ہوں تری آنکھوں سے تماشا تیرا
تیرے گذر کے یار کو پایا کسی طرح	〃	آخر حباب بحر میں پھوٹا کسی طرح
کیوں نہ ہر دم ہو وہ دلبر کو روانہ کاغذ	〃	دم ہے قاصد ورق دل ہی ہمارا کاغذ
نہ رام رام اب زباں سے کر تو نہ دل سے[2] دم خدا خدا کر	〃	اٹھا دے پردہ عبودیت کا سمجھ کے ورنہ انا انا کر
ہستی جو تری ہی میری ہے ہیئت جو میری ہے تیری ہے	〃	تو عکس ہے میں ہوں شخص ترا تو اور نہیں میں اور نہیں
خاکِ پا شوخ ہمیں کر کے عطا کہتے ہیں[3]	〃	دیدبازو اسے آنکھوں کی دوا کہتے ہیں
چال کھوٹی ہے چراتے ہیں ہر اک سے آنکھیں	〃	سادہ بن بن کے پھرا پنے کو کھرا کہتے ہیں
طبعِ نازک ہو بیاں رشکِ چمن کی کس سے	〃	پھول ہنستے ہیں تو کیا شور مچا کہتے ہیں
مقامِ وصل میں پوچھو تو اللہ ہے نہ بندہ ہے[4]	〃	فقط اک نام کی ہے قید قطرہ ہے نہ دریا ہے
میرے جی میں ہے پوچھوں رکھ کے قرآں شیخ کے آگے	〃	"زباں مطلق نہیں حق کی تو پھر یہ کون گویا ہے"

۷ شعر — شمس العلما نواب عزیز جنگ ولا حیدرآبادی — ۳۶۴ — ۳۹۱۷-افزوں

اُٹھنے لگے تو دوڑ کے اُون سے لپٹ گیا[6]	ولا	دیوانہ ہو کے کام کیا ہوشیار کا
کہو کیا بات ہے اے بندہ پرور	〃	جو بگڑے اس قدر میں نے کہا کیا؟
ہوئے جاتے ہیں کیوں جامے سے باہر	〃	اجی کچھ تو کہو میں نے کہا کیا
ہوا نہ دل پہ اثر ان کے ہو تو کیونکر ہو	〃	دعا دعا نہ رہی پھر کہو تو کیونکر ہو
ہر ایک کام میں کھنڈت کرو تو کیونکر ہو	〃	جو ہونے کام کو ہونے نہ دو تو کیونکر ہو
بجز خدا کے نہیں کوئی عیب سے خالی	〃	قدم قدم پہ ہو تم عیب جو تو کیونکر ہو
تمہیں[5] یاد وعدہ اگر نہیں مجھے اپنی بھول کا ڈر نہیں	〃	ہے بہت قوی میرا حافظہ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

[1] رند ۱۲۹۔ روشن ۱۳۵۔ ظہیر ۱۶۸۔ عاشق ۱۷۱۔ شوق ۱۵۵۔ (کیفی ۲۰۱ بہ تبدیل قافیہ) [2] توفیق ۷۷۔ اقبال ۴۹ داغ ۱۱۳۔ گویا ۲۰۴۔ حبیب ۹۷۔ خلیل ۱۰۵۔ [3] میر ۲۰۹۔ [4] امیر ۳۴۔ سودا ۱۳۷۔ ضامن ۱۶۳۔ قلق ۱۹۴ مصحفی ۲۱۱۔ نصیر ۲۳۳۔ جلیل ۸۵۔ شکر ۱۵۱۔ [5] داغ ۱۱۷۔ مومن ۲۱۶۔

۲ شعر — **رضا علی وحشت** (کلکتہ) ۳۶۵ — ۳۹۱۹ - افزوں

تصویر دریا سے تو نکلا ہوں مگر ڈرتا ہوں	وحشت	ڈوب جائے لبِ ساحل نہ سفینہ میرا
طریقِ الفت میں اپنی منزل کو ہر دم اس کا پتہ نہیں ہے		سوائے گم کردہ راہ دل کے کوئی میرا ہمنا نہیں ہے

۱ شعر — **وحشی** لکھنوی ۳۶۶ — ۳۹۲۰ - افزوں

اس طرف منہ پھیر کے رونے لگے تیمار دار	وحشی	اوس طرف بیمار غم کچھ کہہ کے غافل ہو گیا

۱ شعر — **وصفی** ۳۶۷ — ۳۹۲۱ - افزوں

یار یوں کہتا ہے سینہ سے لگا کر وصفی	〃	اور کہئے دلِ مضطر کی تمنا کیا ہے

۲ شعر — **عبد الصمد خاں واصفی** ۳۶۸ — ۳۹۲۳ - افزوں

ہر کلی ہے گلستانِ دل کی مرجھائی ہوئی	واصفی	ہو گئی نذرِ خزاں اپنی بہار آئی ہوئی
اے خیالِ یار جبتک تو نہ تھا کچھ بھی تھا	〃	دل میں آتے ہی ترے ہنگامہ آرائی ہوئی

۲ شعر — **نواب محمد عمر خاں وفا** حیدرآبادی ۳۶۹ — ۳۹۲۵ - افزوں

سب[1] نے دم جہانے کی چالیں یار چل کر رہ گیا	وفا	غیر منہ دیکھا کئے میں ہاتھ مل کر رہ گیا
یہ سنا تھا آج یاں آنے کو وہ تیار ہے	〃	وائے قسمت پھر سنا کپڑے بدل کر رہ گیا

[1] نصیر ۲۳۲

ردیف (ہ)

۳ شعر　عاشق حسین خاں ہاتف حیدرآبادی　۳۷۰

۱۰۳۹۲۸ - افزوں

نورِ حق منظرِ کُل جلوۂ قدرت حضرتؐ	〃	رحمت اللہ کی اللہ کی صورت حضرتؐ
غوثؒ کے چاہنے والوں کو خدا ملتا ہے	〃	کوئے جاناں کا اسی گھر سے پتہ ملتا ہے
منہ میں بھرتی ہے شکر اوس لبِ شیریں کی صفت	〃	پانی پیتا ہوں تو شربت کا مزا ملتا ہے

۳ شعر　محمد سعادت اللہ خاں پرنسپل دارالعلوم کرمعلی ہوش (حیدرآبادی)　۳۷۱

۱۰۳۹۳۳ - افزوں

درشت لہجہ نصیحت کا چھوڑ دے واعظ	ہوش	ملا کے زہر میں دیتا ہے کیوں دوا مجھ کو
کسی سے میں نے یہ پوچھا کہ بجلی کیسی ہوتی ہے	〃	کسی نے کہدیا ہنس کر "کہ دیکھو ایسی ہوتی ہے"

۳ شعر　نواب کاظم علیخاں ہجر (شاہجہانپوری)　۳۷۲

۱۰۳۹۳۳ - افزوں

تیرے جمال کو تھا کوہِ طور سے کیا کام	ہجر	نگاہ بن کے مری آنکھ میں سمانا تھا
دیکھکر محوِ جمالِ رخِ قاتل مجھکو	〃	موت نے یاس سے دیکھا دمِ بسمل مجھکو
بخشنے والے نے کچھ سوچ سمجھکر بخشا	〃	حسن اوس شوخ کو ارماں بھرا دل مجھکو

۱ شعر　ہوش　۳۷۳

۱۰۳۹۳۴ - افزوں

نزع[۵۲] میں ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا	〃	آئی ہچکی تو کہا اوس نے ہمیں یاد کیا

[۵۱] امیر و بیتاب و جلال و قلق و داغ ۳۶ و ۷۴ - ۸۳ - ۱۹۵ - ۱۱۷ الخ　[۵۲] قلق ۱۹۴ - ناسخ ۲۲۹ - جوش ۹۲ - جملہ بہ تبدیل قافیہ

ردیف ی

غلام مصطفےٰ یکرنگ

۲ شعر
۳۹۳۶ - افزوں

اوس زلف کا یہ دل ہے گرفتار بال بال	یکرنگ	یکرنگ کے سخن میں خلاف ایک مُو نہ ہو
جدائی سے تری اے صندلی رنگ	〃	مجھے یہ زندگانی دردِ سر ہے

انعام اللہ خاں یقین ۳۷۵

۱۴ شعر
۳۹۵۰ - افزوں

اوس[1] گل سے کچھ حجاب ہمیں درمیان تھا	یقین	جس دن کہ یہ بہار نہ تھی گلستان نہ تھا
دام و قفس سے چھوٹ کے پہونچے جو باغ تک	〃	دیکھا تو اس زمین چمن کا نشان نہ تھا
اتنا کجھو جہاں میں کوئی بے وفا نہ ہو	〃	ملتے ہی تیرے مجھ سے یہ دل آشنا نہ ہو
میرا جو کام وفا تھا سو ہو سکا نہ یقین	〃	وگرنہ اوس کی جفا میں تو کچھ قصور نہ تھا
یہ جیوے ہجر میں وہ وصل میں بھی جی نہیں سکتا	〃	تکلف برطرف بلبل کو پروانے سے کیا نسبت
بعد مرنے کے بھی ہوں خاک میں غمناک ہنوز	〃	گرد پھرتے ہیں میری خاک کے افلاک ہنوز
آپ[2] سے ہم نے مقرر کی ہے اپنی جا قفس	〃	ورنہ ٹک بھڑکیں تو ہو جائے تہ و بالا قفس
رشک تیری دلربائی کا زبس کھاتی ہے شمع	〃	بزم میں فانوس سے باہر نہیں آتی ہے شمع
باد سے در ہم نہیں ہوتا ہے یہ شعلہ یقین	〃	بلکہ پروانہ کی گستاخی سے جھنجلاتی ہے شمع
درد بن مجھ کو کچھ اس لاگ سے مقصود نہیں	〃	عشق پھیکا ہے اگر داغ نمک سود نہیں
نہ دے فرصت کہ ان ہاتھوں سے کچھ کام اور بھی نکلے	〃	ہم آخر ہوں گے دامنگیر اس چاک گریباں کے
رگڑتا ہے سر اپنا پشتِ پا پر متصل تیری	〃	گریباں پھاڑیئے اس کہ کیا طالع ہیں داماں کے
اگر بخیر ہمیں یاد کر نہیں سکتا	〃	کہو بُرا ہی ہمیں کر ترا بھلا ہووے

[1] حالی ۹۴ - نیر ۲۱۸ - فغاں ۱۸۷ - [2] ایر ۳۵ - شاداں ۱۵۰ - (سودا اور نہ ۱۳۸ و ۱۲۸ بہ تبدیل قافیہ -)

زنجیر میں زلفوں کی پھنس جانے کو کیا کہیئے	یقین	کیا کام کیا دل نے دیوانہ کو کیا کہیئے

۲ شعر

۳۹۵۲ - افزوں　یوسف قدیری　۳۷۶

ہر زخم پہ اپنے ہاتھوں سے جب تم خود مرہم رکھتے ہو ساقی کو ضرورت ہی کیا ہے ہم تشنہ لبوں کی بات سنے	یوسف 〃	کس منہ سے کہوں تسکیں نہیں کس دل سے کہوں آہ نہیں رندوں کے شکستِ دل کی صدا آوازِ شکستِ جام نہیں

۲ شعر

۳۹۵۴ - افزوں　مرزا یاس یگانہ چنگیزی　۳۷۷

بجز ارادہ پرستی خدا کو کیا جانے پہاڑ کاٹنے والے زمیں سے ہار گئے	یگانہ 〃	وہ بدنصیب جسے بختِ نارسا نہ ملا اسی زمین میں دریا سمائے ہیں کیا کیا

۱ شعر

۳۹۵۵ - افزوں　یزدانی جالندھری　۳۷۸

ہمیں اے باغباں گرداب میں جینے کی عادت ہے	〃	کنارے سے بھلا اندازِ طوفاں کون دیکھے گا

[1] عزیز ۱۷۳ بہ تبدیل قافیہ

حضراتِ ذیل نے اپنا کلام بعد از وقت مرحمت فرمایا ہے اس لئے سب سے آخر میں بلا لحاظ ترتیت وسلسلہ صرف منتخبہ اشعار درج کئے گئے۔

۱۱۔ شعرا — پروفیسر جامعہ واعظ محمد حسام الدین فاضل حیدرآبادی ۳۷۹

۳۹۶۶ - افزوں

کہیں یہ پاک شئے ناپاک مٹی پر نہ گر جائے[1]	فاضل	خدا نے اس لئے سایہ نہ رکھا آپکے قد کا
سچ ہے اغیار کے دکھ درد سے کڑھتے ہیں شریف	"	روپڑی آنکھ اگر پاؤں میں کھٹکا کانٹا
فقرہ فقرہ پہ تڑپنے لگی مخلوقِ خدا[2]	"	میری باتوں کی ہوئی قدر سوا میرے بعد
جو میری موت کے خواہاں ہیں بتادیں مجھکو	"	کیا وہ پائیں گے ہمیشہ کی بقا میرے بعد
مثلِ جاہل ہے اگر ہو نہ عمل عالم میں[3]	"	لاکھ تحریر ہو، ہے چھاپہ کا پتھر "پتھر"
تلاشِ عیب ہی رہتی ہے نکتہ چینوں کو	"	ہُنر کہاں نظر آتے ہیں عیب بینوں کو
نمودِ نام رہی جن کو نامور نہ ہوئے	"	ملا جو نام بھی، اُلٹا ملا نگینوں کو
بوقتِ نزع نہیں کشمکش یہ ہاتھوں کی	"	سلام کرتا ہوں رخصت کے ہم نشینوں کو
میرے[4] جنازے پہ عمرِ عزیز کہتی تھی	"	کئے گناہ اب آخر کو منہ چھپا کے چلے
عجیب غسلِ شہیداں عجب طہارت ہے	"	نہا کے خون میں یہ روبرو خدا کے چلے
خدا[5] کی شان، قدم چومنے لگی دنیا	"	جو بُوسے میں نے تیرے سنگِ آستاں کے لئے

۱۲۔ شعرا — محمد حمید الدین حسامی عاقل حیدرآبادی ۳۸۰

۳۹۶۷ - افزوں

قیس مجنوں کو بنایا کوہکن کی جان لی	عاقل	عشق عاقل کے یہاں آیا تو غافل کر دیا

[1] امیر ۳۳ - شہیدی ۱۴۹ - قلق ۱۹۳ - ناسخ ۲۲۸ - [2] رند ۱۲۷ - شایق ۱۵۴ - میر ۲۰۸ - علوی ۱۷۱ گویا ۲۰۴ - مومن ۲۲۵ - غالب ۱۸۰ - [3] انیس ۲۷ - [4] انیس ۲۷ - [5] امیر ۳۶ - ذوق ۱۲۵ - غالب ۱۸۳ - مومن ۲۱۷ - ظہیر ۱۶۹ -

متفرق اشعار

لاحد

۳۹۶۷ + ۳۳ شعر
۴۰۰۰ - جملہ اشعار افزوں -

جملہ تعداد شعرا
۳۸۰

کچھ کہہ کے اوس نے پھر مجھے دیوانہ کر دیا	لاحد	اتنی سی بات تھی اُو سے افسانہ کر دیا
اپنی تو ہے بہار و خزاں اوس کے ہاتھ میں	〃	گلشن بنا دیا کبھی ویرانہ کر دیا
ہزاروں فتنے اٹھتے ہیں تے ہر گام پر ظالم	〃	تیری رفتار کیا ہے اک نمونہ ہے قیامت کا
صورت شمع بزم ہوں میری بقا فنا ہی کیا	〃	شام ہوئی جلا دیا، صبح ہوئی بجھا دیا
یاد کرنا ہمارا بھول گئے	〃	بھول جانا ہمارا یاد رہا
گوہر اشک سے لبریز ہے سارا دامن	〃	آجکل دامن دولت ہے ہمارا دامن
چین سے رہتے نہیں عاشق بدنام کہیں	〃	دن کہیں، رات کہیں، صبح کہیں، شام کہیں
ہمیں کیا جو تربت پہ میلے رہے	〃	پڑے قبر میں ہم اکیلے رہے
ایک تو عشق میں ہوتے ہیں جنوں کے آثار	〃	اوس پہ کچھ لوگ بھی دیوانہ بنا دیتے ہیں
کھینچکر صانع قدرت نے کہا واہ رے میں	〃	اور تصویر یہ بول اُٹھی کہ اللہ رے میں
رُخ مصطفےٰ ہے وہ آئینہ کہ اب ایسا دوسرا آئینہ	〃	نہ ہماری چشم خیال میں دکان آئینہ ساز میں
قیامت میں بھی میرا رشک مجھکو مار ڈالیگا	〃	جہاں تم ہو جہاں میں اُس وہاں سارا جہان کیوں ہو
تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو	〃	اُٹھ کھڑے ہو تو کیا قیامت ہو
خدا کرے کہیں آجائے ہاتھ دامن میں	〃	وہ کھیل سمجھے ہیں بے اختیار ہونے کو
بہت شوق سے سن رہا تھا زمانہ	〃	ہمیں سو گئے داستان کہتے کہتے
میکشوں کی کمی بیشی پہ ناحق جوش ہے	〃	یہ تو ساقی جانتا ہے کس کو کتنا ہوش ہے
یونہی آنکھوں میں آ گئے آنسو	〃	جانیے آپ کو کیا [illegible] نہیں
جو طلب میں نے کی مجھکو عنایت سے دیا	〃	تر[illegible] قرباں میرے ناز اُٹھانے والے

لہ ۔ جان ۸۲ ۔ عزیز ۱۷۷ ۔ نظر ۱۶۶ ۔ قلق ۱۹۳ ۔ نصیر ۲۳۳ ۔ حیدر ۱۰۲ ۔ سہ آتش ۲۱ و ناسخ ۲۲۰ و بیدار ۲۵ بتبدیل نام ۔ سہ نصیر ۲۲۳ ۔ سہ اقبال ۹۴ و فوق ۸۰ ، جرأت ۹۸ ۔ سہ داغ ۱۱ ، غالب ۱۸۲ ۔ پروفیسر آفاق حسین فرماتے ہیں کہ یہ

بس یہی نا؟ تڑپتے کاٹی رات	لاحد	تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئی؟
مجمعِ یاس کو لے کر شبِ غم آئی ہے	〃	بھیڑ کی بھیڑ ہے تنہائی کی تنہائی ہے
دریا کو اپنی موج کی طغیانیوں سے کام	〃	کشتی کسی کی پار ہو یا درمیاں رہے
تو اور پاسِ خاطرِ اہلِ وفا کرے؟	〃	امید تو نہیں ہے، مگر ہاں خدا کرے
توڑ بیٹھے جبکہ ہم جام و سبو پھر ہم کو کیا	〃	آسماں سے بادۂ گلفام گر برسا کرے
میکشی صبح کو کی، شام کو توبہ کر لی	〃	رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی
تصویرِ شمع ہوں میں سوزِ غمِ نہاں سے	〃	میری زباں جلا دو گر اُف کروں زباں سے
تاروں کے ٹوٹنے کو تم غور سے نہ دیکھو	〃	صدقے اُتر رہے ہیں تم پر یہ آسماں سے
افسوس ہے کہ سایۂ مرغِ ہوا کی طرح	〃	ہم جس کے ساتھ ساتھ چلے وہ جدا چلے
زخم بول اُٹھتے ہیں پوچھو جو نشانِ قاتل کا	〃	باتیں کرتے ہیں لبِ زخم سے مرنے والے
آئے تربت پہ بہت روئے کیا یاد مجھے	〃	خاک اُڑانے لگے جب کر چکے برباد مجھے
دل کے پھپھولے جل اُٹھے سینہ کے داغ سے	〃	اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے
غافل تجھے گھڑیال یہ دیتی ہے منادی	〃	گردوں نے گھڑی عمر کی اک اور گھٹا دی
چمن میں گل سبھی رہیں گے، نہ گل میں بو باقی	〃	یہ سب تجھی پہ مٹیں گے رہیگا تو باقی

یا ناظراً فیہ سل باللہ مرحمۃً — مدد فرمائیے اب تاب گویائی نہیں باقی — علی المصنف واستغفر لصاحبہ (مؤلف)
زباں جبتک چلی میں نے پکارا یا رسول اللہ

بسم اللہ الخیر

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ۝ آمین آمین آمین۔ فی یوم ۱۳۶۸ھ

عاصی سید عظیم الدین حسن غفرلہٗ (مؤلف) کوچۂ بہروپیہ پرانا پل (حیدرآباد دکن)

صحت نامہ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸	۱۷	ہیں	میں	۵۵	۲۰	دیر	زیر
۲۰	۹	پیدار	بیدار	۵۶	۱	باغباں	باغباں[1]
〃	۱۰	فطرہ	قطرہ	〃	۱۰	الاستہ	رستہ
〃	۱۹	دوست و	دوست	۶۴	۱	الوسطی	الواسطی
۲۶	۱۳	روشن سے	روشن	〃	۱۳	۲۲۷	۸۲۷
۳۰	۴	(کیا ہے مجھے کافر)		۶۵	۱۱	دوستو[1]	دوستو[2]
۳۱	۱۲	ہوتا تھا	ہونا تھا	۶۶	۳	مرے	مری
۳۵	۱۵	زز	رز	۶۷	۲۱	ماں	بال
۳۶	۲۲	خزانِ	خزاں	۶۸	۱	شوخی سحاب	شوخی حجاب
۴۰	۷	نازِ	ناز	۶۹	۷	رویا	رویا
۴۱	۸	میر	میرا	۷۲	۹	بختہ	بختیہ
۴۲	۵	مزے یر	مزے لو	〃	۱۰	رہینگے	رجھینگے
۴۴	۵	سنبھالیں	سنبھالیں	۷۳	۱	لبسر	بسر
۴۶	۱۳	حراج	خراج	۷۵	۵	مول	ہوں
۴۷	۱۸	لبِ	لب	〃	۸	برستی	برستی
۵۱	۱۴	آسماں	آسان	۷۶	۲	ترا رو	ترا رو
۵۲	۱۷	اضغر	اصغر	۷۷	۱۴	بڑا	بُرا
۵۴	۵	سوتے	سُونے	۸۰	۳	سبھی	سہی
۵۵	۴	بادِ پا	بادپا	۸۲	۸	رسی	رسّی
〃	۱۷	قاقلہ	قافلہ	〃	۱۱	ا شعر	۲ شعر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۸۵	۲۲	بے حجاب	بے نقاب
۸۷	۱۱	نہ تھی	نہ تھی
۸۸	۱۵	جائے	جانے
〃	۲ فٹ نوٹ	داغ ۱۱۹/۱۲۴	داغ ۱۱۹/۱۲۴
۸۹	۶	زبانِ	زباں
〃	۱۰	سو	سُنو
۹۴	۱۲	دلِ	دل
۹۶	۱۶	حیراں	حیراں ۱۲۴
۱۰۳	۹	۱۴۲	۱۴۱
۱۰۵	۳	ماہ	ماہ
〃	۵	خلیق	خلیق لکھنوی
۱۰۷	۱۲	دبیر	دبیر لکھنوی
۱۱۱	۷	روشں	روشن
۱۱۵	۱۵	جب	جب سے
۱۱۸	۶	اغماضِ	اغماض
〃	۲۱	کعبے	کعبے
۱۱۹	۲	جھکا دی	جھکا دیتی
۱۲۰	۱	ساہے	سامنے
۱۲۵	۲	چیلتے	پھیلتے
۱۲۶	۱۱	جانتا	مانتا
۱۲۹	۱۰	دیکھتا	دیکھنا
۱۳۲	۱۳	بلائیں	بلائیں
۱۳۴	۹	رسا	رسا حیدرآبادی
۱۳۷	۶	توٹے[۱]	توٹے[۱]
〃	۱۰	ہستی سے	ہستی سے
۱۳۷	۱۲	ہوتے	ہوتے ہو
۱۳۸	۱۴	کارگز	کارگر
〃	۱۸	ہاں	یاں
〃	۱۹	جناب	حباب
۱۴۹	۸	.ہی	ہی
۱۵۰	۷	سخت	بخت
۱۵۲	۱۰	حکومت	حکومت[۱]
۱۵۴	۱۴	گاگلوں	گلگلوں
۱۶۱	فٹ نوٹ	کیفی	[۱] کیفی
۱۶۳	۹	مستی	مسّی
۱۷۱	فٹ نوٹ ۱۱۲	رند	[۱] رند
۱۷۹	〃	امیر	[۳] امیر
۱۸۳	۱۱	سیم تنِ	سیم تن
۱۸۷	۱۶	سرِ	سر
۱۹۰	۶	فانی	فانی بدایونی
۱۹۱	۱	غمِ	غم
۱۹۲	۵	بہ حق	برحق
۱۹۳	۱۸	پردہ	پردہ
۱۹۴	فٹ نوٹ ۳	اسیر	[۳] امیر
۲۰۸	۵	کیا	کہا
〃	فٹ نوٹ	*	
۲۱۱	۱۲	پہ	یہ
۲۳۰	۲	وحشتِ	وحشت